تذکرہ

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

مختصر حالات

ملفوظات | علمی و ادبی تبرکات

— از —

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

الفرقان ... نظیر آباد لکھنؤ

922
ی

تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

از: مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

۱۰۰ اسویں اشاعتِ طوبیٰ

بشکریہ: مولانا حبیب اللہ اختر

toobaa-elibrary.blogspot.com

13374
دافلہ نمبر 10.64
تاریخ 12.02.07

تذکرہ

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

Al Nadwa Library
الندوۃ
Chattar Islamabad 46001
Al Nadwa Educational Trust

از

مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی

ناشر

الفرقان بکڈپو ۳۱/۱۱۴ نظیر آباد لکھنؤ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

922.97

حقوقِ طبع محفوظ ہیں

پہلا ایڈیشن	فروری ۱۹۹۲ء
کتابت	عبدالستار فتحپوری بارہ بنکی
طباعت	نشاط آفسٹ پریس ٹانڈہ (فیض آباد)
زیر اہتمام	محمد حسان نعمانی
قیمت	30/-

:- ناشر :-

الفرقان بکڈپو ۳۱/۱۱۴ نظیر آباد لکھنؤ ۱۸

فہرست

عرضِ ناشر	۵
حالات	
تمہید	۷
پیدائش	۹
تعلیم	۱۵
بیعت	۱۵
نکاح و اولاد	۱۵
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ایک الہام یا آگاہی	۱۶
حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے تلامذہ	۱۷
مولوی سید علی دہلوی و مولوی حسن سہارنپوری	۱۸
تصانیف	۲۰
حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی مجالس درس قرآن	۲۱
آخری درسِ قرآن	۲۳
حلیۂ مبارک	۲۵
مسلک	۲۶
مرضِ وفات اور وفات	۲۶
مزار	۲۹
تاریخہائے وفات	۳۰
ملفوظات	۳۲
مکتوبات	
مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ اپنے چچا شاہ اہل اللہ کے نام (بزبان عربی منظوم)	۱۲۸
مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ بنام شاہ اہل اللہ (کچھ حصہ)	۱۳۰
مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ـــ بنام شاہ نور اللہ	۱۳۱
مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ـــ بنام شاہ نور اللہ پھلتی	۱۳۲
مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ـــ کسی عزیز کے نام	۱۳۶
مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ـــ بعض افاضل کے نام	۱۳۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ بنام شاہ نوراللہ (دختر شاہ عبدالعزیز صاحبؒ)	۱۴۱	جواب از جانب حضرت شاہ عبدالعزیزؒ	۱۵۸
		ایک استفتاء کا جواب	۱۶۷
مکتوب شاہ اہل اللہ بنام شاہ عبدالعزیزؒ	۱۴۳	حضرت شاہ صاحبؒ کا عربی کلام	۱۶۹
مکتوب شاہ اہل اللہ بنام شاہ نوراللہ	۱۴۷	مکتوب شاہ صاحبؒ بنام مولانا کفایت علی مرادآبادیؒ	۱۸۴
مکتوب شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بنام مولانا رشید الدین خاں دہلویؒ	۱۴۸	اختلاف مطالع	۱۹۱
من رشحات قدوۃ الادباء الشیخ عبدالعزیزؒ	۱۴۹	مکتوب گرامی بنام سید میر حیدر حسینی بلگرامی (در بارۂ امتیاز و اختصاص اہل بیت)	۱۹۳
من عبارات الشیخ الاجل فی تعریف الاہلی	۱۵۴		
ایک اہم مکتوب اور اس کا جواب	۱۵۶	کتاب سے متعلق چند ضروری باتیں	۱۹۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ادارۂ الفرقان کو دین و ملت کے مجددین و مصلحین کے مبارک تذکروں، وصایا، وفیات، مکتوبات، اور ملفوظات پر مشتمل متعدد ایسی کتابیں شائع کرنے کی توفیق بخشی جس سے ہزار ہا ہزار بندوں کو راہِ ہدایت نصیب ہوئی، اور جس نے ظلمت و غفلت کی راہوں سے نکال کر ان کو اپنے رحیم و کریم پروردگار سے قریب تر کر دیا ——— رب کریم ہمیں اس عظیم نعمت پر شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

پیش نظر کتاب "سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ" کی سوانح حیات و حالات، ملفوظات و مکتوبات اور علمی و ادبی تبرکات کا بیش بہا مجموعہ ہے جس کو سراپا مرقع تحقیق نابغۂ روزگار حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عرق ریزی اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

دل سوزی کے ساتھ مرتب فرمایا تھا۔

قریباً دو سال پہلے حضرت مولانا فریدی مرحوم کی کچھ اہم تصانیف "قافلۂ اہلِ دل" (حضرت شاہ غلام علی مجددی اپنے ملفوظات و مکتوبات کے آئینے میں) ——— تذکرہ حضرت شاہ عبدالرحیم و شاہ ابوالرضاء دہلوی ——— تذکرہ شاہ ابوسعید حسنی "ادارۂ الفرقان" سے شائع ہوئی تھیں، زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ مجموعہ بھی مقبول خاص و عام ہو اور بندگانِ خدا کی ایمانی و روحانی ترقیات کا ذریعہ بنے۔

والسلام

محمد حسان نعمانی
ناظم ادارۂ الفرقان

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
کے مختصر
حالات

toobaa-elibrary.blogspot.com

تمہید

آج میرا قلم ایک ایسی شخصیت پر کچھ لکھنے کے لئے آمادہ ہے جس کا سکہ علم و فضل چار دانگ عالم میں چل رہا ہے۔ جو سراپا مرقع تحقیق اور مجسم مخزن رموز و نکات تھا۔ جو اسلام کی حقانیت کی قدآدم روشن دلیل تھا جس نے ایک طرف درس و تدریس کا مشغلہ جاری رکھا اور دوسری طرف سلوک راہِ عرفان میں طالبین کی رہنمائی کی۔ جس نے ایک طرف وعظ و افتاء کے ذریعے رشد و ہدایت کے دریا بہائے تو دوسری طرف تصنیف و تالیف سے اسلام اور زمرۂ اہل سنت و جماعت کی حمایت و حفاظت کی جس نے ایک طرف مدرسہ کو چار چاند لگائے تو دوسری طرف خانقاہ کے در و بام کو ذکر اللہ سے لبریز کر دیا جس نے اپنی روحانیت کی بے پناہ قوت او حمیت اسلامی کی بے مثال طاقت کو بروئے کار لاکر حضرت سید احمد شہید جیسا روشن دل مجاہد اور غازی تیار کیا جس نے ہندوستان میں اسلام و ایمان کے قیام و فروغ کے لئے ایک جانباز جماعت کی تشکیل کی اور اسلام و ایمان کی بقاء و استحکام کی خاطر مع رفقاء کے شہادت سے ہم آغوش ہو کر زندگی جاوید سے ہمکنار ہوا۔ اور جسکے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایمان افروز نعروں کی آوازِ بازگشت آج بھی گنبدِ نیلگوں کے نیچے اقصائے ہند میں سُنی جا رہی ہے ـــــــ وہ شخصیت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حقائق انگیز شخصیت ہے جو اپنے زمانے کے محدثین و مشائخ کا مرجع تھے جن کا سلسلۂ تلامذہ و مسترشدین آفاق گیر ہے۔ جنھوں نے مسلسل علالت و نقاہت اور باوجود سیاسی انتشار اور ناسازگار حالات کے دہلی میں بیٹھ کر چمنستانِ علوم و معارفِ دینیہ سے تشنگانِ بادۂ توحید و سنت کو سرشار و سیراب کیا جن کی ظاہری بینائی اگرچہ عالمِ شباب ہی میں جا چکی تھی لیکن ان کے دل کی حیرت انگیز روشنی نے ہزاروں دلوں کو روشن کر دیا، ہزاروں دل کے نابیناؤں کو بفضلِ ایزدی چشمِ بصیرت سے بہرہ ور کیا۔

اس عظیم شخصیت کے حالات کے بارے میں کچھ رسالے لکھے گئے ہیں مگر سب نامکمل ہیں۔ حالاتِ عزیزی مؤلفہ رحیم بخش دہلوی جو کمیاب ہوگئی ہے کہیں دیکھنے کو نہ ملی تھی۔ رضا لائبریری رامپور میں اس کا مطالعہ کیا، بڑی مایوسی ہوئی کہ اس میں سوانح کا حق ادا نہیں کیا گیا۔ حالانکہ سوانح نگار کے پاس پورے پورے حالات بہم پہنچانے کے اس وقت کافی ذرائع موجود تھے، حیاتِ ولی کے آخر میں بھی انھیں رحیم بخش صاحب نے حضرت شاہ عبدالعزیز کا ذکر کیا ہے اس میں تھوڑے سے حالات لکھنے اور نظم و نثر کے چند نمونے دکھانے کے بعد لکھتے ہیں۔

"اگرچہ اس وقت آپ کے خطوط کے بہت سے مسودات میرے زیرِ نظر ہیں۔ لیکن میں نے حیاتِ ولی کے طول پکڑ جانے کے خوف سے چند رقعات کا انتخاب کر کے آپ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سامنے پیش کیا ہے الخ"

خطوط کے جن مسودات کا ذکر رحیم بخش صاحب سرسری طور پر کر رہے ہیں کاش وہ تمام خطوط حیاتِ عزیزی یا حیاتِ ولی میں درج ہو جاتے تو آج حیاتِ عزیزی کے بہت سے گوشے ہماری نظروں کے سامنے ہوتے۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں بڑی متانت اور محدثانہ و مورخانہ بالغ نظری کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر حال لکھا ہے اس کا ترجمہ مولانا ذوالفقار احمد بھوپالی مرحوم نے الروض الممطور میں کر دیا ہے اور کچھ مزید حالات بھی آخر میں لکھے ہیں۔ مگر ان دونوں کتابوں میں عمرِ عزیز کو نوّے سال بتایا ہے۔ حالانکہ حضرت رحمۃ اللہ کی عمر اسّی سال کی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ سنہ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہونے والا انسان سنہ ۱۲۳۹ھ میں اسّی سال کا ہوگا۔ اس قسم کی سہو قلم سے پیدا ہونیوالی غلطیاں اگرچہ معمولی ہوتی ہیں مگر تاریخ و سوانح کے طالبِ علم کو خلجان میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

فتاویٰ شاہ عبدالعزیز مطبوعہ مجتبائی کے شروع میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی برائے نام سوانح عمری ہے۔ اس کے آخر میں ہے "بعد حضرت مولانا ہر سہ برادرانِ ایشاں قائم مقام ایشاں شدند و بدرس و تدریس مشغول گشتند الخ" یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز کے وصال کے بعد ان کے تینوں بھائی ان کے قائم مقام ہوئے۔ اور آپ کی جگہ درس و تدریس میں مشغول رہے ـــــــ حالانکہ سب سے پہلے چھوٹے

بھائی شاہ عبدالغنیؒ کا انتقال ہوا، پھر ۱۲۳۰ھ میں شاہ عبدالقادرؒ دنیا سے رخصت ہوئے اور ۱۲۳۳ھ میں شاہ رفیع الدینؒ نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے سامنے ان سے تقریباً چھ سال پہلے رحلت فرمائی۔ ایسی صورت میں بھلا کس طرح یہ تینوں بھائی شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد قائم مقام ہو سکتے ہیں۔

دو ماہ کے قریب ہوئے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور اُن کے خاندان کے دیگر اکابر کے مزارات پر حاضری کا اتفاق ہوا۔ ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں اس قبرستان کے کتبے تک برباد ہو گئے تھے۔ بعض اہلِ خیر نے مسجد و احاطۂ درگاہ شاہ ولی اللہؒ کی مرمت کا کام بڑے اہتمام سے کیا ہے۔ مزاراتِ اکابر پر دوبارہ کتبے بھی نصب کرائے گئے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر افسوس اور تعجب ہوا کہ مزار شاہ عبدالعزیزؒ پر جو کتبہ ہے اس میں سن وفات موٹے قلم سے ۱۲۴۶ھ لکھا ہوا ہے۔ اس کو بھی معمولی غلطی کہہ دیجئے۔ مگر میرے نزدیک بہت بڑی غلطی ہے۔ ہم اپنے بزرگوں کی حیات کے ہر ہر دور اور وفات و بعد وفات سے تاریخ کے بہت سے واقعات وابستہ رکھتے ہیں۔ اگر اس طرح بے توجہی سے کام لیا گیا اور اہلِ علم نے کوئی خبر نہ لی تو ہماری

۱؎ ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی نے اپنی کتاب تراجم علمائے حدیث میں ایک دلچسپ غلطی اور کی ہے وہ یہ کہ حضرت شاہ عبدالغنی ابن حضرت شاہ ولی اللہ کو وہ حضرت مولانا نانوتویؒ کا استاد بتاتے ہیں۔ انھیں شاید معلوم ہی نہیں کہ شاہ ابوسعید مجددیؒ کے ایک صاحبزادے کا نام بھی شاہ عبدالغنی مجددیؒ تھا اور وہی استاذِ قاسم العلوم تھے۔

ہندوستان کی ملی تاریخ پر غلط اثر پڑے گا۔

محقق شہیر مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی رائے بریلویؒ نے نزہۃ الخواطر جلد ۷ میں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا جامع تذکرہ کیا ہے اس سے مجھے بڑی رہنمائی ملی۔ میں اس وقت شاہ عبدالعزیزؒ کے مکمل حالات لکھنے سے قاصر ہوں اسکے لئے بڑی جستجو بڑا وقت اور بڑا سفر درکار ہے، انکی تمام تصانیف پر سیر حاصل تبصرہ کرنا۔ تلامذہ کی مکمل فہرست، اُن کے اجمالی حالات کے ساتھ تیار کرنا اور ہندوستان کے شخصی و درسگاہی کتب خانوں سے حضرت شاہ صاحبؒ کی نادر اور غیر مطبوعہ تحریرات کا حاصل کرنا میرے لئے دشوار ہے۔ میرا خیال تو فقط یہ تھا کہ بیاض مولانا رشیدالدین خاں دہلویؒ کا تعارف کراؤں۔ یہ وہی مولانا رشیدالدین خاںؒ ہیں۔

۲؎ سر سید احمد خاں آثار الصنادید میں لکھتے ہیں۔ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول یگانۂ روزگار …… یکتائے زمانہ، قدوۂ دوراں مولوی محمد رشیدالدین خاں صاحب مرحوم …… شاگرد رشید اور مخلص خاص الخاص جناب جنت مآب زبدۂ اکابر روزگار مولانا رفیع الدین رضوان اللہ علیہ کے تھے …… اگرچہ کسب کمال ان حضرت کے دونوں بھائی مولانا عبدالعزیز اور مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت سے بھی کیا تھا لیکن تکمیل علوم کی ان ہی کی خدمت میں انصرام کو پہنچائی۔ مدۃ العمر فرقہ امامیہ کے علماء سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور باہم تحریر رہی، اس بحث میں رسالہ ہائے متعدد فراہم ہو گئے۔ طریق مناظرہ کا یہ یکتائی کو تقریر یا تحریر میں خصم کو بجز اعتراف عجز کے چارہ نہ تھا مدرسہ دہلی میں مدرس تھے الحمد مولانا مملوک علی نانوتوی ان ہی کے شاگرد رشید تھے۔ (باقی حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

جن کے متعلق حضرت شاہ عبد العزیزؒ کا ایک مقولہ مشہور ہے کہ "میری تقریر تو محمد اسمٰعیل نے لے لی اور تحریر رشید الدین نے۔"

اب سے تقریباً تیس سال پیشتر جب کہ میں دار العلوم دیوبند میں تعلیم پاتا تھا یہ بیاض دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس بیاض پر جمعیۃ الانصار کی مہر لگی ہوئی ہے۔ غالباً حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے اس کو کہیں سے حاصل کیا تھا۔ اس بیاض میں زیادہ تر حضرت شاہ عبد العزیزؒ کی ایسی نادر تحریرات ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں ملیں۔ اس میں شاہ صاحبؒ کے مکتوبات بھی ہیں۔ فتاویٰ بھی ہیں، اور کلام نظم و نثر کے بہترین شاہکار بھی۔

اس بیاض کا کچھ حصہ میں نے نقل کر لیا تھا اور یہ اطمینان تھا کہ جب بیاض رشیدی کا تعارف کرانا ہوگا اس کو دوبارہ دیکھ لوں گا۔ اب پاؤ صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے پر کثیر التعداد کتابوں کے ذخیرے میں اس بیاض کا پتہ نہیں چلتا۔ خدا کرے وہ کتب خانہ میں محفوظ ہو میں اپنے اس مقالے میں اپنے مقام پر اس بیاض ہی سے نقل کئے ہوئے علمی و ادبی نمونے پیش کروں گا۔ اسی بیاض کے تعارف کی خاطر شروع میں تھوڑے سے حالات اور ملفوظاتِ عزیزی بھی شامل کر دیئے ہیں۔

(صفحہ گزشتہ کا بقیہ حاشیہ) کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں الصولۃ الغضنفریہ اور شوکتِ عمریہ مشہور کتابیں ہیں۔ سنہ ۱۲۴۹ھ میں انتقال فرمایا۔ (تذکرۂ علمائے ہند و نزہۃ الخواطر جلد ۷)

پیدائش

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ غلام حلیم تاریخی نام ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی زوجۂ اولیٰ سے ایک صاحبزادے شیخ محمد محدثؒ تھے اور دوسری زوجہ سے چار صاحبزادے تھے جن میں سب سے بڑے شاہ عبد العزیزؒ تھے۔

تعلیم

حفظِ قرآن کے بعد آپ نے تعلیم زیادہ تر اپنے والد ماجد سے پائی اور کچھ تعلیم حضرت شاہ محمد عاشق پھلتیؒ اور حضرت شاہ نور اللہ بڈھانویؒ سے بھی حاصل کی۔ منجانب اللہ ذہانت و ذکاوت غیر معمولی اور حافظہ بے نظیر عطا ہوا تھا۔ ۱۵ سال کی عمر میں اپنے والد کے سامنے ہی تمام علوم و فنونِ مروجہ سے فارغ ہو گئے تھے اور اسی زمانے سے پڑھانا شروع کر دیا تھا۔

بیعت

اپنے والد ماجد سے تمام سلاسل میں بیعت ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں میدان سلوک طے کر لیا۔ ۱۶ سال کے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے تمام خلفاء کی موجودگی میں آپ ہی قائم مقام اور سجادہ نشین بنائے گئے۔ اور اپنے چھوٹے بھائیوں مولانا شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبد القادرؒ اور شاہ عبد الغنیؒ کی تعلیم و تربیت کا کام آپ نے بحسن و خوبی انجام دیا۔

نکاح و اولاد

آپ کا نکاح شاہ نور اللہ صدیقی بڈھانوی کی صاحبزادی سے ہوا۔ جن سے ایک صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں صاحبزادے کا نام محمد تھا جیسا کہ بیاض رشیدی کے ایک مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا سب سے بڑی صاحبزادی حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد عیسیٰؒ کے عقد نکاح میں آئیں۔ دوسری صاحبزادی شیخ محمد افضل فاروقیؒ سے منسوب ہوئیں جن کے دو صاحبزادے حضرت شاہ محمد اسحٰق اور شاہ محمد یعقوبؒ تھے۔ اول الذکر ۱۱۹۷ھ میں اور ثانی الذکر ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے تیسری صاحبزادی حضرت مولانا محمد عبدالحیٔ بڈھانوی کی زوجہ تھیں۔ مولانا عبدالحیٔ شاہ نور اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیزؒ کی زوجہ محترمہ کے حقیقی بھتیجے تھے غالباً ان تیسری صاحبزادی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ مولانا عبدالحیٔ کی ایک دوسری زوجہ کے بطن سے مولانا عبدالقیوم محدث بڈھانویؒ تم بھوپالی تھے۔ مولانا عبدالقیوم محدث، حضرت شاہ محمد اسحٰق محدثؒ کے داماد تھے۔ مولانا عبدالقیومؒ کی ایک صاحبزادی

لہ ارجیني ٦ خاں لوشہبہ ی لے تراجم علمائے حدیث جلد اول میں صفحہ ۱۲۱ پر مولانا عبدالقیوم کو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا نواسہ بتایا ہے جو غلط ہے۔ اور صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے کہ وہ بھوپال میں سپرد خاک ہوئے اور یہ

لہ : ۔ ۔ القیوم کی وفات اپنے وطن بڈھانہ ضلع مظفر نگر یوپی کر ۱۲۹۹ھ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے اور یہی ان کی خواہش دلی تھی جیسا کہ الروض المطور میں مولانا ذوالفقار احمد نے لکھا ہے۔

تھیں اور دو صاحبزادے مولانا محمد یوسف صاحب اور میاں محمد ابراہیم صاحب تھے۔ مولانا ذوالفقار احمد صاحب بھوپالی "الروض المطور" میں لکھتے ہیں کہ "مولوی محمد یوسف مثل اپنے والد ماجد مرحوم کے درس حدیث میں مشغول رہتے ہیں نہایت صالح و متدین ہیں"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا ایک الہام یا آگاہی

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں بحوالہ القول الجلی در سوانح شاہ ولی اللہ مرتبہ شاہ محمد عاشق پھلتی، لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ "ہمیں آگاہی دی گئی ہے کہ یہ لڑکے جو ہمیں لطف الٰہی سے عطا ہوئے ہیں سب سعید ہیں۔ ایک نوع کی ملکیت ان میں ظہور کرے گی ــ تدبیر غیب تقاضا کرتی ہے کہ دو شخص اور پیدا ہوں جو مکہ و مدینہ میں سالہا احیائے علوم دین کریں اور حجاز میں وطن اختیار کریں۔ ماں کی طرف سے ان کا نسب ہم تک پہونچے گا۔ آدمی زادہ ماں کی طرف میلانِ طبعی رکھتا ہے اس لئے اپنی ماں کے وطن کو چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہو۔ یہ بات بظاہر بالطبع مشکل نظر آتی ہے مگر ہاں قسر قاسر سے دکسی سبب سے ایسی صورت پیدا ہو جائے تو دوسری بات ہے"۔ اس ملفوظہ کو تحریر کرنے کے بعد نواب صاحب فرماتے ہیں کہ "مصداق اس آگاہی کا وجود ہر دو نواسہ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ قدس سرہٗ کا ہے یعنی مولانا محمد اسحٰق دم ۱۲۶۲ھ) اور مولانا محمد یعقوب

دم ۱۲۸۱ھ ، رحمہما اللہ تعالیٰ کہ دہلی سے ۱۲۵۸ھ میں ہجرت کر کے ان دونوں نے مکہ مکرمہ میں اقامت فرمائی اور سالہا اہل عرب و عجم میں روایت حدیث شریف کو زندہ کیا، لیکن اس وقت میں یہ خاندان علم و کمال تمام ختم ہو گیا اور کوئی ان میں سے باقی نہ رہا یفعل اللہ مایشاء و یحکم ما یرید۔

ترجمہ از اتحاف النبلاء صفحہ ۲۹۶ و ۲۹۷

حضرت شاہ عبد العزیز کے تلامذہ

آپ کے اجازت یافتہ تلامذہ اور خلفاء و مریدین کا حلقہ یقیناً بہت وسیع ہوگا۔ تذکرہ علماء ہند، نزہۃ الخواطر، عمدۃ الصحائف مولفہ مولوی عبد الکریم حنفی قادری، سراج العوارف مولفہ شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی، تذکرۃ الکرام تاریخ امروہہ، تذکرہ مشاہیر کاکوری اور بعض دیگر تذکروں کی مدد سے حسب ذیل تلامذہ کی فہرست تیار کر سکا ہوں، یقیناً یہ بہت کم ہیں، مگر اس میں مشاہیر تلامذہ ایک حد تک سب آگئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے وہ حضرات ہیں جن کی مستقل سوانح عمریاں لکھی جانی چاہئیں۔

(۱) و (۲) و (۳) ہر سہ برادران گرامی قدر۔ (۴) و (۵) ہر دو نواسے (۶) مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلویؒ برادر زادہ (۷) مولانا مخصوص اللہ ابن شاہ رفیع الدین دہلویؒ (۸) مولانا عبد الحیٔ بڈھانویؒ (۹) شاہ غلام علی مجددی دہلویؒ (۱۰) شاہ ابو سعید مجددی رام پوری ثم دہلویؒ (۱۱) مولانا شاہ احمد سعید مجددیؒ

ابن شاہ ابو سعید مجددیؒ (۱۲) مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ (۱۳) مولانا سید قطب الہدیٰ حسنی ساکن رائے بریلی (۱۴) مولانا رؤف احمد رافت مجددی رامپوریؒ (۱۵) مولانا حسین احمد محدث ملیح آبادیؒ (۱۶) مرزا حسن علی صغیر محدث لکھنوی (۱۷) مولانا حیدر علی رامپوریؒ (۱۸) مولانا حیدر علی فیض آبادی مؤلف ازالۃ الغین و منتہی الکلام (۱۹) مولانا سید احمد علی بجنوریؒ (۲۰) مولانا سلامت اللہ کشفی بدایونی ثم کانپوری (۲۱) مولانا شاہ الدین احمد بدایونی (۲۲) مولانا شاہ سید آل رسول برکاتی مارہروی (۲۳) اخوند حافظ عبد العزیز قادری دہلویؒ (۲۴) مولانا فضل حق خیر آبادیؒ، (۲۵) مولانا رشید الدین خان دہلویؒ (۲۶) مولانا کریم اللہ دہلویؒ (۲۷) مولانا محبوب علی دہلویؒ (۲۸) مولانا سید محمد اسحٰق بن سید محمد عرفان رائے بریلویؒ (حضرت سید احمد شہیدؒ کے برادر کلاں) (۲۹) مولانا عبد الخالق دہلویؒ (۳۰) مولانا غلام جیلانی رفعت رام پوری (۳۱) مولانا کرم اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۲۵۲ھ) (۳۲) شیخ قمر الدین حسینی سونی پتیؒ (۳۳) مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ (۳۴) مولانا غلام محی الدین بگوئیؒ (۳۵) حافظ غلام علی چریا کوٹیؒ (۳۶) مولانا محمد شکور مچھلی شہریؒ (۳۷) مولانا سید جلال الدین برہان پوریؒ (۳۸) مولانا سید آل حسن قنوجیؒ (نواب

ل تذکرہ علماء ہند میں لکھا ہے کہ ۱۲۹۹ھ میں ان کا انتقال ہوا اور حجاز میں انتقال ہوا لیکن صحیح یہ ہے کہ ۱۲۷۷ھ میں شہر سورت کے اندر انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے جیسا کہ نزہۃ الخواطر جلد ہفتم اور سفرنامہ شیفتہ سے معلوم ہوتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

صدیق حسن خاں کے والد ماجد) (۳۹) شاہ محمد بخش چشتی امروہی ابن حضرت شاہ عبدالباری صدیقی چشتی (۴۰) مولانا سید رمضان علی امروہی (۴۱) مولانا نجابت حسین ساکن محلہ قاضی ٹولہ بانس بریلی (یہ نام زبانی روایت کی بنا پر درج کیا گیا ہے) (۴۲) شیخ فضل حق عرف غلام مینا ساحر علوی کاکوروی (۴۳) مفتی صدرالدین آزردہ (۴۴) مولانا شاہ ظہورالحق قادری پھلواروی (آپ نے مکاتبۃ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے اجازت حدیث حاصل کی تھی نزہۃ الخواطر)

مولوی ببر علی دہلوی و مولوی دھومن سہارنپوری۔

مؤلف تذکرہ علمائے ہند نے لکھا ہے کہ یہ دونوں حرف شناس بھی نہ تھے اُمّی تھے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کی صحبت میں رہتے تھے قوت حافظہ ایسی تھی کہ جو کچھ شاہ صاحبؒ سے سنتے تھے لفظاً بہ لفظاً یاد رکھتے تھے حضرت شاہ صاحبؒ کی زبان سے قرآن مجید کا وعظ بارہا سن چکے تھے۔ اگر کوئی کہتا کہ کچھ فرمایئے۔ کہتے کہ قرآن کی کوئی آیت پڑھو اگر پڑھنے والا غلط پڑھتا تو تصحیح کرتے اور اس کا ترجمہ کر کے تفصیل و تشریح کرتے تھے۔ مفتی اسداللہ الٰہ آبادی مرحوم فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں دہلی گیا۔ اس زمانے میں مولوی ببر علی زندہ تھے ان کے اوصاف سن کر ان کی ملاقات کا مشتاق ہوا، نماز جمعہ شاہجہانی جامع مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد مجلس وعظ منعقد ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا یہی مولوی ببر علی ہیں جو وعظ کہہ رہے ہیں۔ میں نے نہایت توجہ سے ان کا وعظ سنا جتنا ان کے متعلق سنا تھا اس سے زیادہ ان کو پایا جب وعظ سے فارغ ہو گئے تو میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے سلام و مصافحہ کیا اور ایک آیت کا مطلب دریافت کیا، انھوں نے برجستہ اس کا مطلب بیان کیا اور میرے اشکال کو بھی دور کر دیا۔ ع صحبتِ صالح ترا صالح کند
(ملخص از ترجمہ تذکرہ علماء ہند مرتبہ محمد ایوب قادری)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے فیض صحبت سے خواص تو خواص عوام بھی کس قدر متاثر ہوئے تھے۔

تصانیف

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تصنیفات و تالیفات میں جو کتب شائع ہو چکی ہیں یا جو موجود اور مشہور ہیں ان کی فہرست نزہۃ الخواطر اور حیات ولی سے اخذ کر کے پیش کرتا ہوں۔ ان کے علاوہ بھی نہ معلوم کتنا ذخیرۂ تالیف اور ہوگا جو انقلاب زمانہ اور غفلت سے تلف ہو گیا۔ ان کتابوں میں سے ہر ایک پر مفصل تبصرہ کیا جا سکتا ہے۔ فی الحال فہرست اور اجمالی تعارف پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) آپ کی مشہور تالیف تفسیر فتح العزیز ہے جو کہ تفسیر عزیزی بھی کہلاتی ہے اس تفسیر کو ایسے زمانے میں جبکہ مرض کا شدید غلبہ تھا املا لکھوایا۔ یہ کئی جلدوں میں تھی۔ اس کا اکثر حصہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں ضائع ہو گیا۔ اوّل و آخر کی صرف دو جلدیں دستیاب ہوئیں جو شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان کا اردو میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

(۲) تحفۂ اثنا عشریہ، علم کلام میں ایک زبردست علمی شاہکار ہے ـــــ فرقۂ امامیہ کی پوری حقیقت اور ان کے اعتراضات کے مکمل جوابات ہیں۔ قرآن و

toobaa-elibrary.blogspot.com

حدیث کے مطالب اور تاریخ وسیرت کے بہت سے گوشے اس کے مطالعے سے کھلتے ہیں۔ لفظ چراغ سے اس کی تصنیف کا سال ۱۲۰۴ھ نکلتا ہے۔ مولوی اسلمی مدراسی نے اس کا عربی میں بھی ترجمہ کر دیا تھا۔ خود حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک مجلس میں تحفۂ اثنا عشریہ کا ذکر آنے پر فرمایا کہ ایک شخص نے اس کتاب کے بارے میں لکھا تھا۔ "هذا الكتابُ لو بِيْعَ ذهبُ لكانَ البائعُ مغبونًا" (یعنی یہ کتاب ایسی ہے کہ اگر اس کے برابر سونا لے کر اس کو فروخت کیا جائے تو بھی بیچنے والا خسارہ میں رہے گا۔)

(۳) بستان المحدثین۔ اس میں کتب احادیث کی فہرست ہے اور ان کے مدونین وجامعین کے شرح وبسط کیساتھ سوانح ہیں۔ بے نظیر کتاب ہے۔ اسکا اردو ترجمہ مولانا عبد السمیع صاحب دیوبندی مدرس دار العلوم دیوبند نے کیا تھا۔

(۴) عجالۂ نافعہ۔ فارسی زبان میں اصول حدیث کی مختصر اور بڑا جامع ونافع رسالہ ہے اس کا بھی اردو میں ترجمہ ہوگیا ہے۔

(۵) میزان البلاغۃ۔ علم البلاغت میں ایک عمدہ متن ہے۔ اس کو غالباً سب سے پہلے قاضی بشیر الدین صدیقی میرٹھی مرحوم نے مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نقشبندی دیوبندی کے حاشیے کے ساتھ اپنے مطبع مجتبائی میرٹھ میں شائع کیا۔

(۶) میزان الکلام۔ علم کلام میں ایک عمدہ متن ہے۔

(۷) سر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل۔ یہ رسالہ علحدہ بھی شائع ہوا ہے اور فتاویٰ جلد

دوم میں شامل ہو کر بھی۔

(۸) عزیز الاقتباس۔ خلفاء راشدین کے فضائل میں ہے۔

(۹) سر الشہادتین۔ شہادت حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک مختصر رسالہ ہے۔ مگر حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف اس کی نسبت میں بعض حضرات کو کلام ہے۔

(۱۰) رسالہ فی الانساب (۱۱) رسالہ فی الرؤیا۔

(۱۲) حواشی جو منطق اور حکمت کی کئی کتابوں پر ہیں۔

(۱۳) فتاویٰ۔ یہ مطبع مجتبائی میں دو جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ انکا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ فتاویٰ کے ساتھ پانچ چھ رسائل بھی شائع ہوئے ہیں جو بہت اہم ہیں۔

ان کتابوں کیساتھ ساتھ حاجی رفیع الدین فاروقی مرادآبادی کی کتاب اسئلہ واجوبۃ کے جوابات کو بھی حضرت شاہ عبد العزیزؒ کی تالیف قرار دینا چاہیئے۔ یہ کتاب جہاں تک مجھے معلوم ہے کتب خانۂ دار العلوم ندوۃ لکھنو، کتب خانۂ مظاہر علوم سہارنپور، کتب خانۂ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور کتب خانۂ قاضی شہر رامپور میں موجود ہے۔ حاجی رفیع الدین مرادآبادیؒ اس کتاب کے دیباچے میں جو تحریر فرماتے ہیں اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔ اصل عبارت دیباچہ کتب خانۂ دار العلوم ندوۃ سے نقل کی گئی تھی۔

"حضرت شاہ عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک تفسیر تالیف کی ہے جس کا نام فتح العزیز ہے۔ ابھی اس کے مسودات بیاض کی منزل تک نہیں پہونچے ہیں بہرحال تو اس میں تحقیقات بسیار اور لطائف بیشمار تحریر ہوئے ہیں مگر پانچ علوم پر خصوصیت سے بحث کی گئی ہے۔

(۱) سورتوں کے عنوانات اور اجمالاً ہر سورت کا مضمون۔

(۲) بعض آیات کا بعض کے ساتھ ربط۔

(۳) متشابہات القرآن۔

(۴) قصص و احکام قرآنی کے اسرار۔

(۵) لطائف نظم قرآن۔

مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں علوم کے نمونے جستہ جستہ فقیر محمد رفیع الدین مرادآبادی کو مکاتیب کی شکل میں روانہ فرمائے۔ ان کے بارے میں احقر نے جو سوالات کئے اُن کے جوابات بھی مکاتیب میں لکھے۔ میں نے ان سب کو ان اوراق میں جمع کر دیا۔ وَاللہُ وَلِیُّ التَّوفیق"

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی
مجالس درسِ قرآن

مشہور مناظر و متکلم حضرت مولانا حیدر علی فیض آبادیؒ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ازالۃ الغین کے مقالہ تلمو میں حضرت شاہ صاحبؒ کی مجالس درسِ قرآن

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا آنکھوں دیکھا حال تحریر فرمایا ہے۔ ذیل میں اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"علامہ دہلوی (حضرت شاہ عبدالعزیزؒ) روز جمعہ اور سہ شنبہ کو مجلسِ وعظ اپنے مدرسے میں منعقد کرتے تھے۔ مشتاقین وہاں جمع ہوتے تھے اور یہ وعظ کافی دیر تک ہوتا تھا۔ علماء کرام تفسیر بیضاوی، تفسیر نیشاپوری، کشاف اور دیگر تفاسیر مشکلہ اپنے سامنے رکھتے تھے۔ اور سمجھ لیتے تھے کہ اس وقت فلاں اشکال کو فلاں تفسیر میں ہے حل فرمایا گیا ہے۔ میں نے بارہا یہ دیکھا کہ جس شخص کے دل میں کسی قسم کا اعتراض یا شبہ آتا تھا آپ کی تقریر سے وہ شخص مطمئن ہو جاتا تھا۔ آپ کے فیض صحبت سے اکثر غیر مسلم مسلمان ہو جاتے اور شک و تردد والے قوت اعتقاد حاصل کرتے تھے — فقیر کا سفر دہلی بغرض تحقیق مذہب کے سلسلے میں ہوا تھا جب اس بابرکت صحبت میں التزام کے ساتھ رہا تو تمام شکوک و اوہام ختم ہو گئے۔"

آخری درس قرآن۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا آخری درس قرآن اِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ کی تفسیر تھا۔ یہاں سے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے تفسیر شروع کی اور ان کا آخری درس إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ کی تفسیر تھا۔ اس سے آگے کو حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ نے سلسلہ جاری رکھا۔

(ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد، بحوالہ مقالات الطریقہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

حلیہ مبارکہ

حکیم سید عبدالحیؒ نزہتہ الخواطر میں تحریر فرماتے ہیں ۔۔۔ آپ طویل القامت نحیف البدن، گندم گوں، کشادہ چشم اور گھنی داڑھی والے تھے۔

مسلک

علامہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں لکھا ہے کہ ان کا (شاہ عبدالعزیزؒ کا) خاندان علوم حدیث و فقہ حنفی کا ہے۔ خدمت اس علم شریف کی جیسی اس خاندان سے وجود میں آئی ویسی اس ملک میں اور کسی سے معلوم و معہود نہیں ہے۔ (الروض الممطور بحوالہ الاتحاف)

مرض وفات اور وفات

نزہتہ الخواطر میں ہے کہ ۷۵ سال کی عمر سے آپ کو گوناگوں امراض لاحق ہو گئے تھے جس کی وجہ سے بینائی پر اثر پڑ گیا تھا۔ بنا بریں مدرسہ کا کام شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے سپرد کر دیا تھا۔ زیادہ تر یہی دونوں بھائی طلباء کو درس حدیث دیتے تھے۔ خود بھی درس حدیث دیتے تھے مگر کم ۔۔۔ تصنیف و تالیف، فتویٰ و وعظ کا کام برابر جاری رہا۔ آپ کے مواعظ حقائق قرآن سے لبریز ہوتے تھے۔ آخری عمر میں تو آپ اس قابل بھی نہ رہے تھے کہ مجلس میں ایک ساعت بیٹھ سکیں دونوں مدرسوں (قدیم و جدید) کے درمیان دو آدمیوں کے سہارے چلا کرتے تھے اور اس وقت میں چلتے چلتے بھی درس دیتے تھے اور رشد و ہدایت کی طرف

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہنمائی بھی اپنے کلمات طیبات کے ذریعے فرماتے جاتے تھے عصر اور مغرب کے درمیانی وقت میں اس سڑک تک دو آدمیوں کے سہارے تشریف لے جاتے تھے جو مدرسہ اور جامع مسجد دہلی کے درمیان میں ہے۔ لوگ اس وقت آپ کے قدم کے منتظر رہتے اور اپنے سوالات اور علمی اشکالات آپ کی خدمت میں پیش کر کے حل کرتے تھے ۔۔۔ بھوک اتنی کم ہو گئی تھی کہ کئی کئی دن کے بعد غذا استعمال فرماتے تھے

بالآخر وہ زمانہ بھی قریب آگیا جب کہ ہندوستان کا یہ آفتاب علم غروب ہونے والا ہے۔ مولوی سید احمد علی بجنوریؒ نے (یہ بجنور غالباً لکھنؤ کے قریب ایک قصبہ ہے) حضرت شاہ صاحبؒ کے حالات ایک خط میں لکھے ہیں۔۔۔ الروض الممطور میں یہ خط درج ہے۔ میں اس خط کا ضروری حصہ یہاں نقل کرتا ہوں کہیں کہیں مفہوم باقی رکھتے ہوئے الفاظ میں تغیر کر دیا گیا ہے۔

"ماہ رجب ۱۲۳۹ھ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ چار دن کے بعد آدھ پاؤ بلکہ اس سے بھی کم غذا استعمال کرتے تھے تمام رات بخار رہتا تھا اور آبخرۂ سوداویہ چڑھتے تھے۔ آخر رمضان میں طبیعت پہلے سے زیادہ ناساز ہوئی چنانچہ ۲۹ رمضان کو شام کے وقت غشی طاری ہو گئی۔ ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ تمام گھر میں ایک عجیب قیامت برپا ہو گئی۔ اس کی صبح کو عید تھی اور پیر کا دن تھا کچھ افاقہ ہو گیا موافق معمول کے، پہر دن چڑھے نماز عید ادا کی گئی کہ مسجد اکبر آبادی میں پھر

غشی طاری ہوئی۔ گھر آگئے۔ طبیعت بے مزہ رہی ۔۔۔ منگل کا دن درس کا دن تھا بکمال بے طاقتی منبر پر کچھ آرام کر کے آیۃ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ کی تفسیر پر اکتفا کیا، پھر کچھ دن باقی رہا تھا کہ فقیر کو طلب فرما کر وصیت نامہ لکھوایا جس میں فرش اور ذاتی کتب خاص کو مولانا محمد اسحٰق کے نام ہبہ کیا۔ اسکے علاوہ اور بھی امور تھے ۔۔۔ فقیر کی مہر اس پر ثبت کرائی اور مولانا رشید الدین خاں وغیرہ کو طلب کر کے ان کی مہریں بھی ثبت کرائیں۔ اس دن حال بہت متغیر تھا۔

مغرب سے پہلے پہلے اجازت نامہ احادیث اپنی مہر خاص سے مزین فرما کر اس فقیر کو عنایت فرمایا ۔۔۔ اب طعام بالکلیہ موقوف ہوا۔ بدھ کا دن آیا۔ اطباء نے جمع ہو کر ایک نسخہ تجویز کیا، اس کو استعمال کیا۔ پھر دن چڑھے نماز اشراق ادا کی ۔۔ بعدہٗ اجابت ہوئی۔ دوا بعینہٖ نکلی۔ معلوم ہوا کہ قوت ماسکہ زائل ہوگئی ہے۔ بدھ کے دن شام کو بہت لوگ مرید ہوئے۔ جمعرات کے دن حالت اور متغیر ہوگئی، جمعہ کے دن چاہا کہ معمول کے مطابق مدرسہ میں آئیں۔ نہ آسکے۔ درس موقوف ہوا۔ مگر زیارت سب کو میسر ہوئی۔ شام کے وقت تفسیر مدارک اور تفسیر رحمانی سنی۔ بعدہٗ کچھ نقدی برادرزادوں اور ذوی الارحام حاضر و غائب پر تقسیم فرمائی۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ شنبہ کے دن سکوت طاری ہوا اور نبض مختل ہوگئی، مگر نماز پنجگانہ اشارے سے پڑھتے تھے۔ دوپہر کو قرآن مجید طلب فرما کر مولانا محمد اسحٰق صاحبؒ سے سورۂ ق ایک رکوع تک سنی۔ بعدہٗ فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَ ذٰلِکَ الْاَعْرَابُ لَنَا سے ابتدا درس کی ہوگی پڑھو بعد مغرب غلام حسین نامی ایک صاحب مرید ہوئے۔ نماز عشاء کی پڑھی۔ چار گھڑی رات باقی رہی تھی کہ اضطراب لاحق ہوا۔ ڈوپٹے دائیں اور بائیں جھلے جا رہے تھے۔ آرام کسی صورت نہ تھا۔ برخلاف عادت کے سوائے تہبند کے باقی تمام کپڑے بدن سے اُتار ڈالے تھے بعد نماز فجر، ۷ شوال کو اتوار کے دن داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔۔۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ تمام شہر دہلی پر ایسی حالت واقع ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی۔"

کمالات عزیزی میں بھی آپ کے آخری وقت کے کچھ حالات نواب مبارک علی خاں میرٹھی نبیرۂ نواب خیر اندیش خاں مرحوم نے لکھے ہیں۔ اس میں ہے کہ آخری وعظ کے دن آپ نے مشہور مصرع "من نیز حاضر میشوم تصویر جاناں در بغل" کو تصرف کر کے یوں پڑھا۔ "من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآں در بغل" ۔۔۔۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا کفن اسی کپڑے کا ہو جو میں پہنتا ہوں۔ آپ کا کرتہ ادھوتر کا اور پائجامہ گاڑھے کا ہوتا تھا ۔۔ اور یہ بھی فرمایا کہ نماز جنازہ شہر کے باہر ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ۔۔ کمالات عزیزی میں ہے کہ آپ کے جنازہ کی نماز پچپن مرتبہ ہوئی۔

مزار ۔

اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پہلو میں مہندیوں

میں دفن ہوئے۔

تاریخہائے وفات۔

حضرت شاہ رؤف احمد رأفت مجددی رامپوری نے حسب ذیل تاریخ کہی۔

شاہ عبدالعزیز فخر جہاں ۔۔۔ عالم علم آیتِ قرآں
صبح یک شنبہ ہفتمیں شوال ۔۔۔ از بدن گشتہ روحِ او پراں
سن ہجری چو جستم از ہاتف ۔۔۔ گفت اے نکتہ سنج قاعدہ داں
سالِ فوتش ز ہر عدد پیداست ۔۔۔ از احد تا الوف زیں عنواں
خواہی از ہر عدد کہ تاریخش ۔۔۔ اولاً چار چند کن پس ازاں
یک بیفزا و ضرب کن در دہ ۔۔۔ پس بکن طرح بست بست اے جاں
در صد و بست چار باقی را ۔۔۔ ضرب فرما تو اے فہیم زماں
پس بنقصانِ یک عدد دریاب ۔۔۔ فوت آں مفخرِ زمین و زماں[۱]

حکیم مومن خاں مومن دہلوی مرحوم نے حسب ذیل قطعہ تاریخ لکھا۔

انتخاب نسخۂ دیں مولوی عبدالعزیز ۔۔۔ بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثیل

---

[۱] یعنی ایک سے لے کر ہزار تک کسی عدد سے بھی اس طرح تاریخ نکالی جا سکتی ہے کہ لئے ہوئے عدد کو چار گنا کر دو پھر ایک کو اور شامل کر دو، پھر دس میں ضرب دو پھر بیس سے تقسیم کرو جو باقی ہے اس کو ۱۲۴ سے ضرب دو حاصل ضرب میں سے ایک کم کرو تو ۱۲۳۹ برآمد ہوگا۔

جانب ملک عدم تشریف فرما کیوں ہوئے ۔۔۔ آگیا تھا کیا کہیں مُردوں کے ایماں میں خلل
ہے ستم اے چرخ تو کس کو یہاں سے لے گیا ۔۔۔ کیا کیا یہ ظلم تو نے بیکسوں پر اے اجل
جب اٹھائی نعش اک عالم تہ و بالا ہوا ۔۔۔ لوٹتا تھا خاک پر ہر قدسیِ گردوں محل
کیا کسی نا کس نے تھا صدمہ کیا جس وقت دفن ۔۔۔ ڈالتا تھا خاک سر پر ہر عزیز و مبتذل
مجلسِ درد آفرین تعزیت میں میں بھی تھا ۔۔۔ جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ آکر بے بدل
دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے ۔۔۔ فقہ و دیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عمل

ق ذ ی ص ف ط ر ل م

۱۲۳۹ھ

آثار الصنادید میں یہ قطعہ تاریخ ہے۔

حجۃ اللہ ناطق و گویا ۔۔۔ شاہ عبدالعزیز فخر زمن
روز شنبہ و ہفتم شوال ۔۔۔ در میان بہشت ساخت وطن
مہر نصف النہار در عرفاں ۔۔۔ مثل بدر منیر در ہمہ فن
از سر لطف علم تاریخش ۔۔۔ رضی اللہ عنہ گفت حسن

۱۲۰۱ + ۳۸ = ۱۲۳۹ھ

کتب خانہ دار العلوم ندوہ لکھنؤ کے ایک قلمی نسخے سے حسب ذیل تاریخ ملی۔ یہاں چند اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے۔ شاعر کا پتہ نہ چل سکا،

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

ملفوظات

جناب اقدس عبدالعزیز والاقدر — کہ بود محو رضائے خدائے بے ہمتا
فقیہ بے بدل و عالم عدیم المثل — ولی کامل و استاد و مرشد دانا
مدبرے کہ باقلیم دانش و حکمت — جز او نبود کسے را عمل ز سرتاپا
امام جملہ دبیران نکتہ سنج و فصیح — قوام جملہ ادیبان و موجد انشا
معین اہل ورع مقتدائے دینداراں — ظہیر شرع پسنداں صاحب تقوی
مطاع و مرشد و شاہ جہاں و اولادش — ملاذ و مرجع میر و وزیر و شاہ و گدا
بجستم از خرد خردہ کار تاریخش — ہزار نالہ کشید و بسر زد و گفتا

پس از وضو و طہارت نویس ایں مصرع
ہنفت زیر زمیں مہر دین و ماہ ہدی

۱۲۳۹ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ۱۳۱۴ھ میں قاضی بشیرالدین صاحب صدیقی میرٹھی مرحوم نے بمطبع مجتبائی میرٹھ سے طبع کرایا تھا۔ اس کا پہلا ترجمہ مولوی عظمت الٰہی میرٹھی نے کیا جو مطبع ہاشمی میں طبع ہوا۔ اس ترجمہ کے مطالعہ کا موقع مجھے نہیں ملا۔ قاضی صاحب نے ملفوظات کے شروع میں بطور پیش لفظ اس نسخے کے متعلق جو کچھ فارسی زبان میں ارقام فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کمترین بشیرالدین صدیقی ناظرین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ مجھ کو طالب علمی کے زمانے سے حصول ملفوظات اولیاء کرام کا شوق تھا خصوصاً حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور دیگران اکابر ملت کی تصانیف جمع کرنے اور پڑھنے کا ذوق تھا جن سے اس قلیل البضاعت کو اور اس کے بزرگوں کو ارادت و تلمذ کا تعلق ہے میں اسی جستجو میں رہتا تھا کہ جس طرح ہو سکے ان تصانیف کو حاصل کروں جہاں کہیں پتہ چلتا تھا بسعی کثیر اور بصرف زر خطیر ان بے بہا موتیوں کو دستیاب کرتا تھا۔ اس طرح میں نے اس سلسلے کی بہت سی کتابیں اور رسائل جمع کر لئے جن کو

حسب ضرورت وقتاً فوقتاً شائع کرنے کا قصد ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ مدت مدید سے دل کی یہ آرزو بھی تھی کہ اگر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے کسی مرید یا شاگرد نے ملفوظات جمع کیے ہوں تو وہ بھی حاصل ہو جائیں۔ الحمدللہ کہ جوئندہ یابندہ کے بموجب آرزوئے دل بر آئی، یعنی نسخۂ ملفوظات طیبات بہم پہونچ گیا، مگر افسوس صد افسوس کہ کتاب کی بوسیدگی اور کرم خوردگی کے باعث جامع ملفوظات کا نام دریافت نہ ہو سکا۔ البتہ بعد مطالعہ اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ ان ملفوظات کا جامع حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی بہت ہی خاص مرید ہے۔ اپنے طبیعت کے تقاضے اور بعض اخوان و احباب کے اصرار کی بنا پر میں نے اس گوہر بے بہا کو مخفی رکھنا مناسب نہ سمجھا اور اس کو طبع کرانے کے لئے کمر ہمت باندھ لی۔ مجھے اس کتاب کی طباعت میں کافی محنت کرنا پڑی ہے۔ دریدگی اور بوسیدگی کی وجہ سے اصل کتاب میں جو کلمات پڑھے نہ جا سکے اور جن میں اپنی سمجھ اور رائے سے جوڑ لگانا نامناسب تھا ان مقامات کو مجبوراً اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے، علاوہ بریں کچھ اغلاط کارکنانِ مطبع کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ اُن کو آخر کتاب میں غلط نامہ کے عنوان سے لگا دیا گیا ہے[۱]۔"

میں نے اب سے تقریباً تیس سال پہلے قاضی صاحب مرحوم سے میرٹھ جا کر

---

[۱] اخقر کے پاس جو مطبوعہ نسخہ ہے اس کے آخر میں غلط نامہ نہیں ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

معلوم کیا تھا کہ ان کو اصل نسخہ کہاں سے دستیاب ہوا؟۔ یاد پڑتا ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ متھرا سے مجھے یہ نسخہ ملا تھا۔ معلوم نہیں کہ ان کے صاحبزادے مکرمی زین العابدین سجاد میرٹھی کے پاس اب بھی وہ اصل نسخہ محفوظ ہے یا نہیں؟۔

جواہر میوزیم اٹاوہ میں (جو ڈاکٹر بشیر الدین احمد مرحوم کا جمع کردہ ذخیرۂ کتب ہے اور اب کچھ عرصے سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی آزاد لائبریری میں شامل ہو گیا ہے، ملفوظات شاہ عبدالعزیزؒ کا ایک قلمی نسخہ ہے۔ مولانا ابرار حسین فاروقی گوپاموی ایم اے علیگ نے اس نسخے پر تبصرہ کرتے ہوئے جواہر زواہر میں تحریر کیا ہے۔

"یہ ملفوظات سوال و جواب کی شکل میں ہیں جنھیں مسائل تصوف و سلوک، مسائل فقہ، تفسیر و حدیث اور بعض واقعات تاریخی کا پُر از معلومات ذخیرہ ہے، کتاب قابل مطالعہ ہے۔ کتابت بخط معمولی نستعلیق ہے لیکن کاتب کا نہ صرف خط ... بہت معمولی ہے جس سے عربی عبارتیں غلط ہو گئی ہیں بلکہ ...... کافی خراب ہے۔ نسخ کی وجہ سے بعض الفاظ مشکل سے پڑھے جاتے ہیں۔" ص ۹۶

مجھے علی گڑھ میں اس نسخے کو مطالعہ کرنے کا کئی مرتبہ اتفاق ہوا ہے۔ ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۲۹۲ھ میں بدست محمد عطا علی یہ مخطوطہ تیار ہوا ہے۔ میں نے ایک مرتبہ مطبوعہ نسخے کا اس قلمی نسخے سے مقابلہ بھی کیا۔ دو تین دن کئی گھنٹے صرف کر کے، چوتھائی کتاب کا مقابلہ کر چکا ہوں۔ اتنے ہی حصے میں درجنوں

غلطیاں مطبوعہ نسخے میں نکلیں۔ بعض جگہ مطبوعہ نسخے میں الفاظ صحیح ہیں مخطوط میں غلط ہیں۔ اس سے اندازہ ہوا کہ قاضی بشیر الدین صدیقی میرٹھی مرحوم کا نسخہ اس نسخے کی نقل نہیں ہے۔

ملفوظات کا دوسرا ترجمہ ڈاکٹر معین الحق ایم اے پی ایچ ڈی کی تحریک سے کراچی میں شائع ہوا۔ دو فاضل مترجموں نے اس کام کو انجام دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کا پیش لفظ لکھا جس میں میرٹھ والے ترجمے کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اس میں ترجمے کی بیشمار غلطیاں ہیں اور اکثر عبارتیں کی عبارتیں ترجمے سے چھوٹ گئی ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ یہ دوسرا ترجمہ، کتابت، طباعت اور کاغذ کے لحاظ سے دیدہ زیب ہے۔ مقدمہ بھی مبسوط و مفصل لکھا گیا ہے ــــ مگر اس میں بھی ترجمے کے اغلاط کثرت سے موجود ہیں۔ میرے سامنے اگر پہلا ترجمہ بھی ہوتا تو مجھے اس کا پتہ چلانا آسان ہوتا کہ دوسرے ترجمے میں کن کن غلطیوں کا ازالہ اور کن کن غلطیوں کا اضافہ ہوا ہے۔ کراچی والے ترجمے میں بہت سی ایسی اغلاط ہیں کہ بے اختیار ہنسی آنے لگتی ہے۔ مطبوعہ فارسی نسخے میں یقیناً بہت سی غلطیاں ہیں، لیکن جو عبارت پڑھی جا سکتی ہے اور غور کر لے سے جس کا مطلب نکل سکتا ہے اس کو سرسری طور پر بغیر سوچے سمجھے ایک گول مول ژولیدگی آمیز ترجمہ کر دینا شان ترجمانی کے مناسب نہیں۔ نسخہ ملفوظات اور اس کے ترجمے پر مستقل طور پر ایک مضمون لکھنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا ارادہ ہے۔ فی الحال دو نمونے مشتے نمونہ از خروارے پیش کیے جاتے ہیں

ملفوظاتِ مطبوعہ میں ہے ــــ خسر بندہ کہ شاگرد و خلیفہ والدم بود الخ ــــ اس عبارت کا ترجمہ سیدھا سادہ یہ ہے کہ بندے کے یعنی میرے خسر جو کہ میرے والد کے شاگرد و خلیفہ تھے ــــ الخ اب ذرا کراچی والے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیے ایک شخص خیز بندہ؟ (سوالیہ علامت ترجمے میں لگی ہوئی ہے) کہ میرے والد کا خلیفہ اور شاگرد تھا الخ۔ دوسری جگہ اس سے بھی زیادہ دلچسپ ترجمہ ہے۔

ملفوظات میں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مثل والد صاحب حافظہ ندیدہ ام مگر شنیدہ ام، چنانچہ شعبی کہ ذکر او در بخاری جا بجا آمدہ ــــ ظاہر ہے کہ اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ ــــ میں نے والد صاحب کی مثل کسی کا حافظہ نہیں دیکھا، مگر ہاں سنا ہے چنانچہ شعبی کا حافظہ جن کا ذکر بخاری میں جا بجا آتا ہے۔ الخ ــــ

اب کراچی کے ترجمے کو پڑھیئے ــــ میں نے اپنے والد ماجد کے برابر کسی کا حافظہ نہیں دیکھا مگر ایک شیعہ کا حال سنا ہے بخاری میں اس کا ذکر جا بجا مذکور ہے۔"

۔ قاضی بشیر الدین میرٹھی مرحوم نے حالات شاہ عبدالعزیزؒ میں ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ملفوظات کا بھی کچھ حصہ شامل کیا گیا ہے۔ اس ملفوظ کا یہاں بھی یہی ترجمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ والے ترجمہ سے منتقل ہو کر یہ غلطی کراچی پہونچی اور وہاں کے فاضل مترجموں نے بھی اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کی۔

کتنا مزیدار ترجمہ ہے، دھوکا کہاں سے لگا؟ شبی کو شمی پڑھنے اور سمجھنے سے ـــــ اتفاق سے مطبوعہ نسخے میں اس لفظ پر شوشے اور نقطے بھی اس انداز سے لگ گئے ہیں کہ سرسری ترجمہ کرنے والے کا امتحان ہو جائے ـــــ میں کہتا ہوں کہ یہ کیا ضرور تھا کہ تمام ملفوظات کا ترجمہ کر دیا جائے، ملفوظات کی تلخیص کر کے سمجھ میں آنے والی عبارات کا ترجمہ کر دیا جاتا۔ کافی تھا

اصل ملفوظات کے متعلق اتنا کہنا ضروری ہے کہ اس کے جامع نے جن کا نام اور جن کی علمی حیثیت معلوم نہیں چند ایسی باتیں بھی ملفوظات کے مجموعے میں شامل کر دی ہیں جن کو شاہ صاحبؒ نے اپنے بے تکلف احباب کے سامنے بعض مجالس میں بیان فرمایا تھا۔ ان کو جامع صاحب شامل مجموعہ نہ کرتے تو اچھا تھا یہ کیا ضروری ہے کہ ایک بزرگ کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کو نقل کر دیا جائے۔ بزرگوں کے بعض ملفوظات میں تفرد کی شان بھی ہوتی ہے۔ اس نسخے میں بھی بعض ملفوظات تفرد کی شان لئے ہوئے ہیں۔ بعض ارشادات محققانہ ہیں مگر ہر ایک کے سمجھنے کے نہیں۔ کم علمی اور کم فہمی کی بنا پر بعض اشخاص اس سے الجھن میں پڑ سکتے ہیں ـــــ بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کی حیثیت فتوے کی نہیں ہے۔ برسبیل تذکرہ یوں ہی بیان فرما دی گئی ہیں، پھر زمانے اور ماحول کے محرکات و موثرات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جذبۂ اصلاح کے باوجود بعض بزرگ خود بھی غیر محسوس طریقے پر کچھ نہ کچھ ان محرکات سے متاثر ہو سکتے ہیں بعض باتوں کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

معلوم ہوتا ہے کہ جامع صاحب خود نہیں سمجھے۔ یا بعد کو ملفوظ لکھا ہے۔ پوری بات یاد نہیں رہی یا پوری بات یاد ہے لیکن فی الحال اپنے مسودے میں اشارہ کر دیا ہے اور ارادہ یہ ہے کہ اس بات کو بعد میں وضاحت سے لکھوں گا۔ بعض جگہ پڑھنے والے کو شبہ ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے بات اس طرح شک کے ساتھ فرمائی ہوگی مگر وہ شک جامع کا ہے شاہ صاحبؒ کا نہیں، مثلاً حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تاریخ وفات حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ۲۹ محرم الحرام بیان فرمائی، جامع صاحب نے اس تاریخ کو بعد میں لکھا ہے اور ۲۹ محرم لکھنے کے بعد یہ بھی لکھدیا کہ یا ۱۲ محرم کو یعنی حضرت شاہ ولی اللہؒ کی وفات ۲۹ کو ہوئی یا ۱۲ کو ـــــ ظاہر ہے کہ اپنے والد ماجد کی تاریخ وفات حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا حافظہ کیسے فراموش کر دیتا۔ یہ ایک عظیم جاں گداز سانحہ تھا اس کی تاریخ اس طرح شک کے ساتھ شاہ صاحبؒ بیان نہیں کر سکتے تھے۔ لامحالہ جامع صاحب کو شک ہوا کہ یہ تاریخ فرمائی تھی یا یہ۔ اور بعد کو معلوم کیا نہیں، غرضکہ کچھ جامع نے کچھ کاتب نے کچھ مترجمین نے مل ملا کر ایسی کیفیت پیدا کر دی کہ بعض اہل علم حضرات کو ملفوظات شاہ عبدالعزیزؒ کے کل یا جز کے الحاقی یا مصنوعی ہونے کا شبہ ہونے لگا۔ میں نے ان ملفوظات پر کافی غور کیا ہے، میں اس کے تمام مندرجات کو صحیح سمجھتا ہوں بس بات یہی ہے کہ جامع سے لے کر مترجم تک کے تصرفات سے بعض ملفوظات کا نقشہ تبدیل ہو گیا ہے جس سے ایک ذہین و ذکی ناظر سخت الجھن محسوس کرتا ہے۔

مجموعی حیثیت سے یہ ملفوظات بہت دلچسپ اور بہت سی معلومات کے حامل ہیں۔ جامع نے اپنا نام اگرچہ نہیں بتایا لیکن کچھ محنت کرنے کے بعد انکے دیباچے کی روشنی میں اتنا معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس جگہ کے یا کم از کم کس علاقے اور خاندان کے شخص تھے۔

جامع ملفوظات نے شروع میں لکھا ہے کہ میں بتاریخ ۱۲ رجب ۱۲۳۳ھ بروز شنبہ دوسری مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا احباب و اعزاء کا سلام پہونچایا، حضرتؒ نے "بعد استفسار خیر و عافیت جسمانی و روحانی و اہلی و مالی" میرے مشاغل کو معلوم فرمایا۔ اسی دن میں نے ملفوظات لکھنے کی اجازت حاصل کی، پھر عارضی سکونت کے لئے ایک مکان دو خالبنا کرائے پر بہم پہونچایا۔ بعدہٗ ۱۷ رجب ۱۲۳۳ھ یوم الجمعہ سے ملفوظات کا سلسلہ شروع کر دیا۔

داخلی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ شوال ۱۲۳۳ھ تک کام جاری رہا اور تقریباً تین ماہ کے ملفوظات جمع کر لئے گئے ہیں۔ اس لئے ۶ شوال ۱۲۳۳ھ کو حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ کا وصال ہوا ہے۔ اس مجموعۂ ملفوظات کے آخر میں ان کے مرض اور وفات سے متعلق بھی چند واقعات ہیں، اور پھر چند ورق کے بعد ملفوظات ختم ہو جاتے ہیں۔

ان ملفوظات میں علاوہ مجلسِ خاص کے جلیل قدمی کے وقت کی گفتگو بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

نویس کہیں قلم بند ہوئی ہے۔ ان میں حدیث و تفسیر کے کچھ پہلو، مسائل فقہ، رموز طریقت، ادبی نکات، اپنی اور اپنے والد ماجد نیز دیگر بعض مشاہیر کی غزلیں و قطع و محل کی ابیات اور معلومات عامہ کا ذخیرہ اپنے حافظہ کی مدد سے پیش فرمایا گیا ہے۔ سنجیدگی کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں ایسی ظرافت بھی جھلک رہی ہے کہ گلستانِ سعدیؒ کے بابِ خم و ششم کا مزہ آجائے۔ ان ملفوظات کو پڑھکر اندازہ ہوتا ہے کہ ۷۰، سال کی عمر میں جب کہ گوناگوں امراض لاحق ہیں، بصارت بھی کی جاچکی ہے ضعف بڑھ رہا ہے لیکن حافظہ شباب پر ہے، طبیعت جوان ہے اور دل زندہ ہے۔ وہ شاہ عبد العزیزؒ جن کا دل مدت سے مسلمانوں کے انتشار، مسلم حکومت کے زوال نیز غلط طاقتوں کے غلبہ و اقتدار کی وجہ سے غمگین ہے اور جو عالمِ شباب میں اپنے چچا کو خطوط تحریر فرماتے تھے تو صفحۂ قرطاس پر ان کا سوزِ دروں نمایاں ہو جاتا تھا۔ عالمِ پیری میں ان کا ضبطِ غم کمال کو پہونچ گیا ہے اور وہ اپنی مجلس کے اندر "خندہ برلب" اور "آتش پارہ در دل" نظر آتے ہیں بہر حال اب میں ملفوظات کی تلخیص پیش کرتا ہوں۔

فرمایا ـــــــ کہ باعتبار سورۃ، آخری سورۃ اِذَا جَآءَ ہے جس کو سورۂ نصر اور سورہ فتح بھی کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں معناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ہے۔ یعنی جب ہر طرح کی نصرت ہماری طرف سے آپ کو پہونچ گئی اور مقصدِ بعثت انجام پاگیا تو اب ہمارے پاس آجائیے۔

فرمایا ـــــ کہ مقصدِ چشتیاں، قوتِ عشق کا بروئے کار لانا اور اُبھارنا ہے۔ اس کے لئے جو اُمور، ممد و معاون ہوں ان کو اختیار کرتے ہیں۔ جیسے ذِکر و غیرہ اور اس کے لئے جو چیزیں مضر ہیں اُن سے اجتناب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب عشق حاصل ہوگا تو "حضور و انکسار" وغیرہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔۔ مقصودِ نقشبندیاں ـــــ احضارِ نقشِ دلدار اور تصحیحِ خیال ہے لہٰذا جو چیزیں اس کے لئے معاون ہیں اُن کو اختیار کرتے ہیں اور جو مضر ہیں ان سے پرہیز کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "استقرارِ حضور" سے فنا و بقا اور عشق سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ مقصودِ قادریاں ـــــ تصقیل (صیقل کرنا) اور انکسارِ نفس ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب دل صاف ہو گیا تو اُس کے مقابل میں جو کچھ ہے وہ جلوہ گر ہو جائے گا۔

سید احمد (شہید رائے بریلوی) جو کہ بزرگ زادۂ سادات قطبی ہیں، اور حضرت شاہ صاحبؒ کے مرید و خلیفہ ہیں جن کے بارے میں حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت سید آدم بنوریؒ کی نسبت، "باستقرارِ تام" ـــ اللہ تعالیٰ نے ـــ ان کو عطا فرمائی ہے اور بہت سے لوگ دہلی میں ان کی روحانیت سے مستفیض ہوئے ہیں۔ انھوں نے حضرت شاہ صاحبؒ سے دریافت کیا کہ لفظ اللہ کیا معنی رکھتا ہے؟ جواباً ارشاد فرمایا کہ منگل کے دن میں نے قُلْ هُوَ اللہ کی تفسیر میں کہا تھا کہ اللہ ایسی ذات کا نام ہے جو جامع جمیع صفاتِ کمالیہ ہو اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

وہ حضرت حق جل مجدہٗ کی ذات ہے ـــ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ یہی اسم اعظم ہے۔ بشرطیکہ اس نام کے پڑھنے والے کے دل میں ماسوا کا دخل نہ ہو ـــ پھر انھوں نے (سید احمد قطبی شہیدؒ نے) عرض کیا کہ مجھے تمام اسماء الٰہی میں اسی اسم (اللہ) سے اطمینان و سکون زیادہ حاصل ہوتا ہے؟ ـــ ارشاد فرمایا کہ شیخ ابو النجیب سہروردیؒ جو کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے چچا اور پیر و مرشد ہیں، ان کا معمول تھا کہ جب کوئی مرید شغلِ باطن کی درخواست کرتا تھا تو اس کو اپنے سامنے بٹھا کر اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام تلاوت کرتے تھے۔ معانی کے ساتھ اور ان معانی کی تشریح کے ساتھ ـــ اور جس نام سے مرید زیادہ لذت یاب اور مانوس محسوس ہوتا تھا اس کو وہی نام تلقین کرتے تھے پھر رفتہ رفتہ اسم اللہ تک پہنچاتے تھے ورنہ فرما دیتے تھے کہ (علاوہ فرائض کے) تسبیح و تلاوت نفل اور خدمت فقراء میں مشغول رہو ـــ

پھر فرمایا کہ تمام اسماء اسی اسم میں داخل ہیں ـــ پھر یہ آیت پڑھی۔ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ آگاہ باش کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پذیر ہوتے ہیں۔

ایک مرید نے عرض کیا حضرت، اطمینان کے کیا معنی ہیں ـــ فرمایا دل کا ... اور خطراتِ پریشان سے دل کا یکسو ہو جانا یعنی خاطر جمعی۔

ایک مرید مشی (چہل قدمی) کے وقت آپ کے راستے سے اینٹ پتھر کے ... (جن سے ٹھوکر لگنے کا خوف تھا) دور کرتا جاتا تھا۔ فرمایا یہاں تکیف

نہ انھاؤ، پھر فرمایا حدیث میں اس عمل کو شعبۂ ایمان اور موجب ثواب فرمایا گیا ہے۔

رات کے وقت چہل قدمی فرما رہے تھے۔ ایک جوان اس وقت ملاقی ہوا، شفقت کے ساتھ اس کی طرف ملتفت ہوئے اور چند لطائف بیان فرمائے، منجملہ ان کے ایک یہ لطیفہ بیان فرمایا کہ عبد اللہ نامی ایک (سنی)، امیر نواب شجاع الدولہ کا رفیق مصاحب تھا۔ ایک دن نواب صاحب نواح جون پور میں شکار کھیلنے گئے ایک خرگوش کے پیچھے ایک شکاری کتا چھوڑ دیا گیا، کتے نے خرگوش کو پکڑ لیا اور چونکہ وہ کتا سکھایا ہوا تھا، اسلئے اُسنے خرگوش کو خود نہیں کھایا فقط سونگھ لیا نواب شجاع الدولہ نے (خرگوش کے بارے میں اپنے مسلک یعنی حرمت کو پیش نظر رکھ کر بطور طعن) کہا عبد اللہ دیکھو خرگوش کو کتا بھی نہیں کھاتا عبد اللہ نے برجستہ جواب دیا جی ہاں میں نے دیکھ لیا جبھی تو خرگوش کو کتا نہیں کھاتا۔ فرمایا۔ اولیاء چار قسم کے پائے جاتے ہیں۔

(۱) مستغرق۔ جیسے شیخ عبد الحق رد ولوی اور شیخ عبد القدوس گنگوہی۔

(۲) اہل خدمات جیسے اقطاب۔

(۳) اہل تجرید و تفرید۔

(۴) عرفاء جو کہ ہر مظہر میں حق کا مشاہدہ اور تحقیق اشیاء کرتے ہیں جیسے شیخ اکبر اور حضرت مجدد الف ثانی۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ بعض اعمال برائے رفع حاجات دینی و دنیوی جو احادیث ۔۔ ے ہیں مثلاً نماز حاجت، یا دعائیں وہ اعمال اس زمانے میں وقوع

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنی تاثیر کیوں نہیں دکھاتے ۔ ارشاد فرمایا کہ علماء نے اس کا جواب تین طریقے سے دیا ہے۔

(۱) شرائط قبولیت مفقود ہیں۔ جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی فوت ہوا۔

(۲) ان احادیث میں یہ آیا ہے کہ یہ ابن دعا کا۔ نامہ ہے یہ نہیں ہے کہ ضرور ایسا ہی ہو جائے گا۔ کبھی کبھی مصلحت کے ماتحت اس دعا کو قبول نہیں بھی فرماتے، اگر سائل کی مرضی کے مطابق، ہر دعا قبول کر لی جائے تو ایک محذور عظیم لازم آئے گا مثلاً ایک شخص دعا کر کے آب بارش چاہتا ہے۔ دوسرا اپنی کسی وقتی مصلحت کی وجہ سے بارش نہیں چاہتا ہے۔ اسی پر اور باتوں کو قیاس لو۔

(۳) تیسرا جواب یہ ہے اور یہی تحقیقی جواب ہے کہ کثرت ظلمات گناہ کے سبب سے نورانیت دعا اپنا کھلا ہوا نتیجہ اور فائدہ بر آمد نہیں کر رہی ہے۔

دیکھو موسم برسات میں اگر اندر خشک جگہ میں بھی سامان رکھا ہو تو اس میں کچھ نہ کچھ نمی اور تری کا اثر آجاتا ہے۔ یبوست چنداں اپنا کام نہیں کرتی اور موسم گرما میں اس کے برعکس ہے۔ اسیطرح جب فضا ظلمات معاصی سے پُر ہوتی ہے تو استجابت دعا کم ہوتی ہے، یا ہوتی ہے مگر مفہوم نہیں ہوتی، یا کبھی اللہ تعالیٰ قدرے دعا قبول کر لیتا ہے۔

میر احمد علی شاہ نے عرض کیا کہ حضرت والا نے بعد ختم قرآن متصلاً پھر

قرآن شروع فرمایا اس کی اصل کیا ہے ؟ ارشاد فرمایا حدیث میں آیا ہے بہترین عمل (منزل پر) اترنا اور پھر سفر کے لئے کمر کس لینا ہے۔ یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو پھر شروع کر دے (اذکار نووی میں یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ بعض صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اُترنے اور سفر کرنے سے کیا مُراد ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن کا ختم کرنا اور پھر شروع کرنا) اسی دوران میں فرمایا کہ مجھ کو قرآن مجید کے اندر جو معنی ہائے عجیب وغریب بہم پہونچتے ہیں اور ان کی جس قدر آمد ہوتی ہے۔ حدیث میں اتنے معانی کی آمد نہیں ہوتی، حدیث شریف کا مطلب ومفہوم (زیادہ تر موافق کتب شارحین حدیث) بیان کرتا ہوں ___

ایک مُرید نے عرض کیا تین دن ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب کے اندر آپ کی شکل میں دیکھا ہے ___ میں نے محسوس کیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر توجہ مبذول فرما رہے ہیں میں بہت ہی لذّت یاب اور مسرور ہوا اور قلب اسوقت سے سبک اور ہلکا ہو گیا ہے ___ (ابھی اس خواب کے متعلق حضرت شاہ صاحب کچھ فرمانے نہ پائے تھے کہ) ایک دوسرے مُرید نے خواب ہی کے بارے میں ایک اور بات دریافت کر لی، حضرتؒ نے اسکا جواب دیا، پھر پہلے شخص نے جس نے اپنی خواب بیان کی تھی، عرض کیا، حضرت میرے

toobaa-elibrary.blogspot.com

خواب کی تعبیر کیا ہوئی، فرمایا، بھائی میں تو سگ کوئے آنحضرتؐ ہوں، (یعنی فی نفسہٖ) تمہارا خواب صحیح ہے، لیکن میری شکل میں جو تم نے زیارت کی میں اس قابل کہاں تھا ___ یہ تمہارے اس حسن ظن کی بات ہے جو میرے ساتھ رکھتے ہو اور خواب کا اتنا حصہ حسن ظن کا اثر ہے،

فرمایا ___ کچھ عرصہ ہوا ایک شیعی درگاہ سلطان المشائخ میں وارد ہوا، شہر کے فضلاء، علماء، فقراء اور عوام وخواص درگاہ میں حاضر ہوتے ہی ہیں، اس نے شہر کے بعض فضلاء سے سوال کیا کہ ایک نومسلم ہے وہ بعد قبول اسلام آخر کس مذہب ومسلک کو اختیار کرے اور وہ کیسے جانے کہ کون سا مذہب حق ہے ؟ اگر طلب علم کرے تو ایک مدت درکار ہے اور انجام کے لحاظ سے خطرات ہیں بعض نے اس کا جواب کچھ دیا، بعض نے کچھ، ایک جواب یہ دیا گیا کہ فریقین کی متفق علیہ اور مختار باتوں کو اختیار کر کے تحصیل علم کرتا رہے اور تحصیل علم کے بعد جس کے راستے کو اچھا جانے اس پر چلے ___ آخر یہ مسئلہ بندے کے سپرد کیا گیا جب لوگ میرے پاس آئے تو اس (نو وارد) شخص کو بھی اپنے ہمراہ لائے ___ میں نے کہا کہ وہ نومسلم چھ باتوں سے جان لے کہ (مسلمانوں میں) مذہب حق کون سا ہے۔ اول یہ دیکھے کہ مکہ جہاں خانۂ خدا ہے وہاں کون سا طریقہ جاری ہے اور کون سا طریقہ ناپید ہے، دوسرے مدینہ میں کون سا مسلک مذہب ہے ؟ تیسرے قرآن کس کو محفوظ ہوتا ہے اور

کس کو نہیں، چوتھے بعد نبوت، ولایت کس فرقے میں جاری ہے، پانچویں عید وجمعہ (کا اہتمام) کہاں ہے۔ چھٹے ہندوستان میں جہاد فی سبیل اللہ کس نے رائج کیا اور یہ سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کون تھے۔؟

ارشاد فرمایا کہ غازی الدین خاں جو اچھے شاعر تھے کہا کرتے تھے کہ جب شعر میں معنی نہ ہوں (مہمل ہو) اس کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر کے تصوف میں لے جاؤ معنی پیدا کر لے گا۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ بعد عصر سورۂ عم یتسٰءلون کی تلاوت کو بزرگوں نے موجب محبت الٰہی بتایا ہے کیا حدیث میں بھی یہ بات آئی ہے یا فقط بزرگوں کا تجربہ ہے؟ فرمایا کہ یہ بات حدیث میں نہیں ہے۔

سید احمد شہیدؒ کے بارے میں جو کہ حضرت کے بڑے خلفاء میں سے ہیں اور جن کا ذکر خیر اس سے پہلے بھی آچکا ہے۔ بعض حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ ان کو جو حضرت والا کے ساتھ فنائیت وعشق ہے اس کی وجہ سے ہمکو بھی ان سے بہت محبت پیدا ہو گئی ہے۔ —— ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ بندے سے خالص محبت رکھتے ہیں —— اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے —— یہ خالص محبت ہونا اختیاری بات نہیں ہے چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔ ؎

یا دل بکہ باید داد ، یا دل زکہ باید برد
دل دادن و دل بردن ایں امر خداداد است

(یعنی کس کو دل دینا چاہیئے اور کس سے دل لے لینا چاہیئے۔ یہ دونوں باتیں خداداد ہیں بندے کے اختیار میں نہیں ہے۔)

ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو علم کی دولت یا کوئی اور نعمت عطا فرمائے تو اس کو چاہیئے کہ اس نعمت کی ترویج واشاعت کا اہتمام کر کے اس نعمت کو مزید کرلے۔ مولوی امام الدین جو کہ روُسا، کٹرہ مانک پور سے تھے اپنے بھائی مولوی نظام الدین کی تلاش میں آئے تھے۔ انھوں نے فراق پسر میں اپنی والدہ کی بیقراری کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہوئے تو صرف اس جدائی کا قلق اتنی کشش نہیں رکھتا تھا کہ بیٹے کو کھینچ لیتے اور پالیتے۔ پھر جب دوسرے بیٹے کی جدائی کا قلق بھی شامل حال ہو گیا تو پھر اتنی قوت پیدا ہو گئی کہ دونوں سے ملاقات ہو گئی۔ (مطلب یہ کہ تمہارے فراق کا اثر بھی تمہاری والدہ پر ہوا ہوگا۔ اس سے امید ہے کہ نظام الدین تمہارے ہمراہ والدہ کے پاس پہنچ جائیں)

فرمایا کہ —— میں نے والد ماجد صاحب (حضرت شاہ ولی اللہ) کے بعد کسی کا حافظہ نہیں دیکھا، ہاں سنا ضرور ہے، چنانچہ شعبی کے حافظے کے

---

۵۵ ترجمہ ... بھی اس مقام پر فٹ نوٹ دے کر ظاہر کیا ہے کہ یہ مولانا قاری امام الدین گنجی امروہی ہیں۔ بیان کٹرہ مانک پور کہاں اور وجہ کوئی تم بھی ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

واقعات جن کی روایت بخاری میں جا بجا آتی ہے۔ ۔۔۔ عبد الملکؒ ابن مروان حاکم وقت نے ایک مرتبہ ان کے حافظے کا امتحان اس طرح لیا کہ ان کو اپنے پاس بلوایا اور ملک عراق کے چار صوبوں کے دیہات و پرگنات کا حساب جمع و خرچ کاغذ سے ان کے سامنے پڑھا اور چند دن کے بعد ان کو طلب کر کے اس جمع و خرچ کی تفصیل زبانی دریافت کی، مطابق رجسٹر کے ان کے حافظے میں تفصیل موجود تھی، سب سنا دی ۔۔۔۔ اس کے بعد امام ترمذیؒ کے حافظے کا واقعہ سنایا ۔۔۔ اسی ضمن میں کسی نے مولوی ناتھ بنگالی کا ذکر کیا کہ وہ اس قدر ملکہ رکھتے تھے کہ سبق بھی پڑھاتے جاتے ہیں اور مسودہ بھی لکھے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ بات کثرت مزاولت اور مشق سے تعلق رکھتی ہے۔ اگرچہ حافظہ اور ذہن بھی شرط ہے۔ پھر اسی ضمن میں ایک حیرت انگیز واقعہ اپنے بچپن کا سنایا ۔۔۔ پھر فرمایا کہ شاہ محمد عاشق دہلویؒ جو کہ والد ماجد کے شاگرد اور خلیفہ اعظم تھے اور سبیل الرشاد وغیرہ کتب کے مصنف بھی تھے، ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک شاگرد کو بڑی محنت سے پڑھا رہے ہیں اور عین مشغولیت درس میں انکی نسبت باطنی انتہائی جوش پر ہے۔ ارشاد فرمایا ۔۔۔ کہ میں جس زمانے میں دلی کہنہ میں رہتا تھا ۔ کوچہ انبیاء میں ایک سید کے گھر ایک پوربی باندی رہتی تھی جو بالکل جاہلہ تھی اور نماز کی بھی پابند نہ تھی۔ چونکہ وہ عمر رسیدہ ہو گئی تھی اور گھر کے تمام صاحبزادوں پر اپنا حق رکھتی تھی۔ اس لئے وہ لوگ اس کی بڑی خدمت اور دیکھ بھال کرتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھے۔ جب اس کا آخری وقت ہوا تو وہ ایک آواز پوربی لہجے میں بلند کرتی تھی۔ جس کا مطلب مفہوم کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ حکماء و صلحاء کو بلا کر دریافت کیا گیا کچھ نہ معلوم ہوا۔ آخر میرے چچا شاہ اہل اللہؒ کے بلانے کی نوبت آئی۔ وہ تشریف لے گئے انھوں نے معلوم کر لیا کہ اسکی زبان سے لا تخافی، لا تحزنی (اے عورت نہ خوف کر مت غمگین ہو) نکل رہا ہے۔ چچا صاحب نے اسکے تیمارداروں سے فرمایا کہ اس سے دریافت کرو کہ یہ الفاظ کس وجہ سے کہہ رہی ہے۔ بڑی کوشش کے بعد اس نے جواب دیا کہ ایک جماعت (فرشتوں کی) آئی ہوئی ہے اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے ہیں (جو میری زبان پر آ گئے)، پھر آپ نے دریافت کرایا کہ کیا تو ان الفاظ کا مطلب سمجھ رہی ہے؟ اس نے کہا مجھے تو بس اتنا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ جماعت مجھے تسلی دے رہی ہے۔ پھر چچا صاحب نے فرمایا کہ اس سے دریافت کرو کس عمل کی وجہ سے یہ تسلی دی جا رہی ہے؟ اس نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ یہ حضرات کہہ رہے ہیں کہ تیرے پاس اور اعمال خیر تو نہیں ہیں البتہ تو ایک دن موسم گرما میں گھی لینے کے لئے بازار گئی تھی ۔۔۔ جب تو نے گھی لا کر گھر پر جوش دیا تو اس میں سے ایک روپیہ نکلا۔ اول تو نے چاہا کہ اس روپے کو چپکے سے اپنے پاس رکھ لے۔ اپنے کام میں لائے اس لئے کہ کسی کو اس راز کی خبر نہ تھی پھر یہ خیال کر کے کہ حق تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے تو نے وہ روپیہ دوکاندار کو لوٹا دیا تیرا یہ عمل اللہ کے یہاں پسند ہوا اسی کی وجہ سے ہم تجھ کو بشارت دے رہے ہیں ۔۔۔

ارشاد فرمایا ـــــ کہ اسی زمانہ اور اسی محلے کی بات ہے کہ وہاں ایک بزرگ تھے جب انکے انتقال کا وقت قریب آیا اور نزاع کا عالم ہوا تو میں اپنے چچا صاحب کے ساتھ وہاں گیا وہ بزرگ تسبیح گردانی کے طور پر انگلیوں کو حرکت دے رہے تھے اور تسبیح والوں کے شمار کے بعد جس طرح شمارے کو ایک خاص انداز میں کھینچا جاتا ہے وہ اتنی دیر کے بعد انگلیوں کو ایک خاص حرکت دیتے تھے ۔ ۔ جب چچا صاحب نے (تسبیح ہاتھ میں لے کر) غور کیا تو ٹھیک تسبیح والوں کے شمار کے بعد انگلیوں کی وہ خاص حرکت ہو رہی تھی حالانکہ نہ تو اس وقت ان بزرگ کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور نہ شمار کا ہوش تھا، اس وقت چچا صاحب نے فرمایا کہ اچھے کام کا محاورہ بھی کام میں آتا ہے (یعنی اچھے کام کی عادت ڈال لینا بھی اچھی بات ہے، مشق ہو جانے کے بعد فعل بلا ارادہ بھی وقوع میں آجاتا ہے ـــــ

ایک مرید نے عرض کیا کہ اگرچہ حضرت والا گونا گوں امراض گھرے ہوئے ہیں اور مجلس میں گفتگو بھی فرماتے رہتے ہیں اس کے باوجود اکثر اوقات حضرت کے برکات قلبیہ ہم کو محسوس ہوتے ہیں بحمد اللہ۔ فرمایا کہ توجہ چار قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) انعکاسی ـــ یہ تمام عالم میں ہے ـــ جب ایک قلب دوسرے قلب کے مقابل ہو تو اس کا اثر ہوتا ہی ہے۔ جیسا کہ آئینہ جب کسی چیز کے مقابل ہو تو وہ چیز بے ارادہ اس میں جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ اس توجہ انعکاسی کے لئے فقط مرید کی صفائی قلب درکار ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲) القائی ـــــ جیسے ایک شیشی کی چیز دوسری شیشی میں انڈیلیں، اس میں قصد و ارادہ شرط ہے ـــ

(۳) جذبی ـــــ اس میں قلب طالب کو کھینچ کر اپنے قلب کے نیچے رکھتے ہیں وہ اس ترکیب تدبیر سے متاثر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک خشک کپڑا ایک تر کپڑے کے نیچے آجائے تو ضرور تر ہو جاتا ہے ۔ ۔ ۔

(۴) اتحادی ـــ کہ مرشد کے اوصاف بھی مرید میں سرایت کر جاتے ہیں حتی کہ یہ توجہ مرید کی صورت ظاہر پر بھی اثر انداز ہو جاتی ہے (یعنی مرید صورتاً بہت کچھ پیر و مرشد کے مشابہ ہو جاتا ہے) ۔ ـــ

فرمایا ـــــ کہ بزرگ چار قسم کے ہیں ۔

(۱) سالک مجذوب ـــ کہ اول سلوک اختیار کیا بعد ازاں جذب کی نوبت آئی یہ بہترین قسم ہے ۔

(۲) مجذوب سالک ـــــ کہ پہلے ایک قسم کے جذب سے سرفراز ہوئے بعد ازاں سلوک اختیار کیا ۔

(۳) سالک محض ـــ جو جذب سے مشرف نہیں ہوئے ۔

(۴) مجذوب محض ـــــ جن کی عقل غلبہ تجلی حق کی بنا پر سلب ہو جاتی ہے

ایک مرید نے عرض کیا کہ سلوک و جذب کے کیا معنی ہیں ؟

فرمایا ۔ ـ سلوک تو اجتہادات کسب و کوشش وجد و جہد کا نام ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

جذب، عنایت خداوندی ہے جو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے:

تا کہ از جانب معشوق نباشد کششے
کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

(یعنی جب تک محبوب حقیقی کی طرف سے کشش نہ ہو بیچارے عاشق کی کوشش ناکام رہتی ہے)

ایک مرید نے ـــــ دریافت کیا تمام اعمال خلاف شرع، راہ سلوک کو بند کرتے ہیں یا بعض؟ ارشاد فرمایا کہ بحد یہ تو خلاف شرع اعمال سے پیدا ہوجاتا ہے لیکن بعض اعمال ایسے ہیں کہ نسبت مع اللہ کا بیج بھی نہیں چھوڑتے۔ جیسے مکر، فریب، نخوت، بحجز خودنمائی۔ طلب دنیا۔ طلب جاہ وغیرہ ـــــ اور بعض کبائر ایسے ہیں کہ اگر وہ بطور ندرت کے کبھی کبھی سرزد ہوجائیں تو نابعد توبہ نسبت کو ختم نہیں کرتے ـــــ بعض وہ اعمال ہیں جن سے نسبت کی نورانیت، قدرے ظلمت میں تبدیل ہوجاتی ہے جیسا کہ صغائر بے قصد و ارادہ۔

ارشاد فرمایا ـــــ کہ نیت کا بہت زیادہ اعتبار ہے۔ نیت کا دخل ہر امر میں ہے اور سلوک میں تو خاص طور پر نیت کو دخل ہے۔

ارشاد فرمایا ـــــ ایک بزرگ تھے انکا نام عبد القادر تھا وہ بہت کم کھاتے پیتے تھے (انکی یہ خصوصیت بھی کہ) وہ جس کسی کو دیکھتے زبردستی امراء کے ساتھ اپنا مرید کرتے تھے بلکہ ایک ایک دن میں ایک شخص کو دو دو مرتبہ مرید کرتے تھے لوگ انسے تنگ آگئے اور انکو دیکھ کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھاگ جاتے ـــ کسی نے ان بزرگ سے اس شوق بیعت کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ اے علی! تمہارے ذریعے سے اگر ایک شخص بھی ہدایت پا جائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے (اسی وجہ سے میں لوگوں کو مرید کرتا ہوں کہ کسی کے راہ راست پر آجانے سے مجھے اجر مل جائے) ـــــ

فرمایا ـــــ کہ برہان الدین ابو الخیر بلخیؒ بچپن کے زمانے میں اپنے باپ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ اتنے میں برہان الدین مرغینانیؒ صاحب ہدایہ کا گزر ہوا۔ صاحب ہدایہ نے برہان الدین بلخیؒ کو خوب غور سے دیکھا اور فرمایا کہ میرا اندازہ مجھے بتا رہا ہے کہ یہ بچہ (بڑا ہو کر اپنے کمالات کے باعث) مرجع خلائق ہوگا۔ باپ نے جو ساتھ تھے آمین کہی (چنانچہ ایسا ہی ہوا) ـــ یہی برہان الدین بلخیؒ ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

گر کرمت عام شد رفت ز برہان عذاب
ور بعمل کار شد وائے چہا دید نیست

(یعنی اے اللہ اگر تیرا لطف و کرم شامل ہوگیا تو مجھ برہان الدین سے عذاب دور ہوجائے گا اور اگر میرے اعمال کے مطابق کاروائی ہوئی تو یہ معلوم مجھے کیا کیا مصیبتیں دیکھنی اور جھیلنی پڑ جائیں) ـــــ

فرمایا ـــــ کہ ہر دین مذہب میں اموال خمسہ کی حفاظت و رعایت ضروری سمجھی گئی ہے حفظ عقل، حفظ نفس، حفظ دین، حفظ نسب، حفظ مال ـــــ

ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ اگر کوئی خواب میں ڈرتا ہے تو اس کو یا شدید بہت زیادہ پڑھنا چاہیے ـــ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا ـــــ کہ خانقاہ، خان گاہ کا معرب ہے یعنی بادشاہوں کی جگہ۔

ایک شخص کے سوال کرنے پر فرمایا ہر بھوکے محتاج کو کھانا کھلانا چاہیئے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔

فرمایا ـــ کہ حضرت نظام الدین اولیاء کے عہد میں تین ضیاء تھے۔ ایک ضیاء الدین سنامی جو حضرت کے سخت مخالف تھے۔ دوسرے ضیاء الدین بخشی بدایونی جو معتقد تھے اور نہ منکر تھے تیسرے ضیاء الدین برنی (بلند شہری) صاحب تاریخ ہند، یہ حضرت کے مُرید تھے۔

ارشاد فرمایا ـــــ کہ عزیز و اقارب، اکثر معتقد نہیں ہوتے ہیں اور بعض، ہم عصر لوگ بھی خواہ مخواہ نفرت و عداوت کا اظہار کیا کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے رلواں طواں اعمال اپنی نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں اور ان سے ہر قسم کا معاملہ پڑتا رہتا ہے۔ بس وہ اسی بناء پر ناخوش ہوجایا کرتے ہیں کہا گیا ہے۔ المعاصرہ اصل المنافرۃ۔ یعنی ہمعصری منافرت کی جڑ ہے۔

ارشاد فرمایا ـــــ کہ میرے نزدیک ایک حافظ اگر دو چار جگہ تراویح پڑھے تو سب ادائیگی سُنت ہوجائے گی ـــــ چنانچہ میرا بچہ (نواسہ) میاں محمد یعقوب ایسا ہی کرتا ہے۔ وہ ہر رات ایک پارہ مدرسے میں تراویح کے اندر سناتا ہے پھر گھر جا کر وہی ایک پارہ جماعت سے پڑھتا ہے۔ اس طرح وہ رمضان میں دو قرآن ایک دو دن کے فرق سے ختم کرلیتا ہے۔

ارشاد فرمایا ـــــ کہ میں نے بارہ گھنٹے سے کچھ کھایا نہیں، درد سر وغیرہ لاحق ہے اور ضعف بہت ہے (یہ تو میرا حال ہے اور) بہت سی عورتیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

گھر میں آئی ہوئی بیٹھی ہیں اب وہ مجھ سے ذکر سے متعلق نیز فقہی مسائل کی بابت بہت سے سوالات کریں گی۔

حاضرین مجلس میں سے ایک نے عرض کیا کہ حضرت! عورتیں بہت خوش عقیدہ اور با اخلاص ہوتی ہیں فرمایا ہاں ـــــ اسی بناء پر تو حضرت سُفیان ثوریؒ کا قول ہے عَلَیْکُمْ بِدِیْنِ الْعَجَائِزِ۔ (تم بوڑھی عورتوں کے طریقے کو دم پکڑو) یعنی جس طرح وہ اپنے معاملات میں پختہ ہوتی ہیں تم بھی اسی طرح اپنے اندر دینی پختگی پیدا کرو۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ یہ جو ہوتا ہے کہ کبھی کسی سے طریقۂ چشتیہ میں مثلاً بیعت ہوتے ہیں پھر اسی بزرگ سے یا کسی دوسرے بزرگ سے قادریہ نقشبندیہ میں بیعت ہوجاتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ اوّل جس طریقے میں بیعت ہو اُسکا سلوک طے کرے چاہے اس میں کمی رہ جائے اور مکمل نہ ہوسکے ـــــ پھر بعد کو دوسری جگہ دوسرے طریقے میں اخذ فیض کرے تو مضائقہ نہیں ہے طریقۂ اوّل کا سلوک طے کئے بغیر دوسری جگہ بیعت جائز تو ہے لیکن بیعت کو بازیچۂ اطفال بنانا ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ملک دکن سے اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی زبان مبارک سے ہدایت حاصل کروں اور مستفید ہوں۔

ارشاد فرمایا کہ بعد نماز صبح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھا کرو ظاہر و باطن کا فائدہ محسوس کروگے ـــــ

فرمایا ـــــــ تمام سلسلے اچھے ہیں اور ہر ایک سلسلے والا اپنے سلسلے پر ناز کرتا ہے۔ اور سب نے ہی آداب و قواعد سلوک بیان کئے ہیں۔ لیکن بزرگان نقشبند نے قواعد سلوکیہ کو خوب درست کیا ہے (تشبیہ کے طور پر) یوں سمجھو جیسے انگریزوں کی جنگ کہ وہ پوری تیاری اور بندوبست کے ساتھ میدان جنگ میں آتے ہیں۔ مولانا جامی نے نقشبندیہ سلسلے کے ابتدائی دور میں جب کہ اس سلسلے پر اعتراضات ہوتے تھے ایک غزل کہی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند　　کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

(ایک لطیفہ) ارشاد فرمایا ـــــــ کہ ایک شخص جو نقشبندی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ سماع سنتے تھے اور وجد کرتے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ تم تو نقشبندی ہو یہ وجد و سماع کہاں سے آگیا انھوں نے جواب دیا کہ میری سسرال والے چشتی ہیں۔ وجد و سماع جہیز میں آیا ہے۔

فرمایا ـــــــ کہ فن طبابت بھی ہمارے خاندان کا معمول تھا دادا صاحب (شاہ عبدالرحیمؒ) اور چچا صاحب (شاہ اہل اللہ) مطب کرتے تھے۔ والد ماجد (شاہ ولی اللہؒ) نے اس مشغلے کو موقوف کر دیا مگر میں کتب طب کو پڑھتا ہوں پہلے ایسا ہوتا تھا کہ شرح داؤ د انطاکی وغیرہ بعض کتب میں شہر دہلی کے اطباء کو اشکال پیدا ہوتا تھا تو وہ مجھ سے تحقیق کر لیا کرتے تھے، اب تو کتاب (دانی) موقوف ہوگئی (اس لئے کوئی تحقیق کرنے نہیں آتا) اب

...مرے بھی نجات مل گئی (کہ کتب طب کے مشکل مقامات حل کروں)۔

فرمایا ـــــــ کہ ہندو سیکڑوں کی تعداد میں بندے کے ہاتھ پر مسلمان ...ے ہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ان قصبات و قریات کے (جاہل) لوگوں ...میں نام کے مسلمانوں کا جن کا کلمہ و کلام بھی درست نہیں ـــــــ ذبیحہ درست ...جائز ہے ـــــــ فرمایا اگر ضروریات دین کا انکار نہیں کرتے تو انکا ذبیحہ ...ز ہوگا ـــــــ

فرمایا ـــــــ پسر محمد علی خاں (فاروقی) ارکاٹی نے ترجمہ ...ۂ اثنا عشریہ عربی زبان میں مولوی سلمٰی (مدراسی) سے کرا کے ملک عرب میں بھیجا ...ے پاس بھی ایک نسخہ بھیجنے کا قصد تھا مگر وہ بھیج نہ سکے ـــــــ

فرمایا ـــــــ کہ تحفۂ اثنا عشریہ کی تاریخ تصنیف ایک شخص نے یوں کہی ہے

تحفہ را ایک فنہ داں کہ درو　　سوئے ہر معرفت سراغ آمد

...گوپامئو ضلع ہردوئی کے فاروقی خاندان نے مدراس میں اپنی حکومت قائم کی تھی۔ محمد علی خاں ...س حکومت کے بانی ہیں۔ مولانا محمد ابرار حسین فاروقی گوپاموی ایم۔ اے علیگ جواہر زواہر میں ...رتے ہیں۔ یہ تحفۂ اثنا عشریہ نے کافی شہرت حاصل کی جس کا عربی میں بھی ترجمہ ہوا تھا جس کو نواب ...ولی والئی مدراس کے صاحبزادے اور جانشین نواب عمدۃ الامراء والا جاہ ثانی نے (باقی بحوالہ...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوئے لفظ و معانیش بنگر — ہست دریا کہ در ایاغ آمد
بسکہ نور ہدایت است و یقیں — سالِ تصنیف او چراغ آمد

[illegible]

بہ سبیل تذکرہ فرمایا کہ ایک شاعر نے (بندے کے متعلق) یوں کہا ہے

جامع علم و عمل شیخ الوری عبد العزیز
آنکہ او اندر جوانی کار پیراں می کند
بسکہ استمداد دارد از سحابِ معنوی
بحر مواج است چوں تفسیر قرآں می کند

(صفحہ گزشتہ کا بقیہ حاشیہ) عرب ممالک کے لئے گیا تھا۔ معلوم نہ ہو سکا کہ ترجمہ طبع ہوا یا نہیں [illegible]

۲ مولوی الٰہی مدراسی کا نام محمد سعید ہے بہت فاضل تھے۔ [illegible] تذکرہ علمائے ہند [illegible]

۳ ان [illegible]

ایک شخص نے سوال کیا کہ قدم شریف کے نقش کی اصل احادیث نبوی میں آئی ہے؟

جواباً ارشاد فرمایا کہ سوائے جلال الدین سیوطیؒ کے تمام محدثین اسکو صحیح نہیں جانتے میں نے بھی اس کی سند ہر چند تلاش کی نہیں پائی۔

فرمایا ——— کہ زیارتِ قبر کے بارے میں بہت سی ایسی بدعات رائج ہو گئی ہیں جن کو فقہاء منع کرتے ہیں۔

فرمایا ——— ہر جانور کا بچہ جلد دوڑنے لگتا ہے اور آدمی کا بچہ بعد دو سال کے چلتا ہے اور وہ بھی ضعف اور آہستگی کے ساتھ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی کا سر اس کے قد کے تناسب سے بڑا ہوتا ہے برخلاف دوسرے حیوانات کے کہ ان کا سر ان کے قد و قامت کے لحاظ سے چھوٹا ہوتا ہے آدمی کو یہ بڑا سر اس لئے دیا گیا ہے کہ اس میں قوت فکریہ زیادہ چاہیئے۔ تاکہ جمیع امورات کو انجام دے سکے۔

(اسی بات کے ساتھ یہ بھی فرمایا) ایک بات یہ بھی غور کرنے کی ہے کہ اگر کوئی چیز داہنے ہاتھ پر رکھی جائے تو بوجھل معلوم ہوتی ہے۔ برخلاف بائیں ہاتھ کے کہ اسی وزن کی چیز اس پر ہلکی معلوم ہوتی ہے۔ آخر اس کا کیا سبب ہے؟ اسکا سبب یہ ہے کہ داہنا ہاتھ بہت سے کام انجام دیتا ہے اس پر ایک چیز رکھ کر اس کو گویا مقید کر دیا گیا بایاں ہاتھ زیادہ تر بیکار و معطل رہتا ہے اسی وجہ سے وہ چیز اس کو گراں نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

معلوم ہوتی ـــــــ

ارشاد فرمایا کہ ـ بعض امور تجربے کے بعد معلوم ہوتے ہیں، مثلاً یہ کہ مطالعہ کتب (عربیہ) وہ شخص اچھی طرح کر سکتا ہے جس کو علم نحو خوب یاد ہو، اور مناظرے میں وہ غالب رہتا ہے جو اصول خوب یاد رکھتا ہو اور گھر میں تنہا بیٹھکر فکر وہ اچھی طرح کر سکتا ہے جو منطق میں ماہر ہو ـــــ

فرمایا کہ ــــ پختہ عالم وہ ہے جس کی چار چیزیں پختہ ہوں۔ مطالعہ، درس، تحریر و تقریر، مناظرہ ـــــ

ارشاد فرمایا کہ ــــــ ہر علم کے درس کا طریقہ ہمارے یہاں جداگانہ ہے اس کو تفصیل سے بیان کر کے فرمایا کہ درس تصوف میں میرا طریقہ یہ ہے کہ اول لوائح جامی بجائے میزان الصرف کے۔ بعدہٗ لمعات اور شرح لمعات اس کے بعد دُرّہ فاخرہ، تصنیف صدرالدین قونویؒ شاگرد شیخ محی الدین بن عربیؒ بعدہ نصوص پھر فتوح الغیب ـــ

ارشاد فرمایا کہ ــــــ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چار بری عادتیں اپنے اندر رکھتا ہوں اگر آپ فرمائیں تو ان میں سے ایک کو چھوڑ دوں چاروں کا چھوڑنا مشکل ہے۔ دریافت فرمایا وہ کون کون سی بُری عادتیں ہیں۔ عرض کیا چوری، زنا، دروغ گوئی اور شراب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ 'چوری وغیرہ کی (

toobaa-elibrary.blogspot.com

سزاؤں کا حال تجھ کو معلوم ہے اس نے عرض کیا جی ہاں معلوم ہے فرمایا کہ بس جھوٹ چھوڑ دے' اس نے قبول کیا۔ پھر جب کسی حرکت کا ارادہ کرتا تھا وہ جھوٹ نہ بولنے کا اقرار اور فعل بد کی سزا کو یاد کرتا تھا اور باز رہتا تھا۔ پھر اس نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہر چہار طرف سے مقید کر دیا۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ کیا رسمی طور پر مرید ہونا بھی خالی از فائدہ نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں تجربہ ہے کہ مرید رسمی بھی پیرانِ طریق کی توجہات کیساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ سمرقند کی جانب سفر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے ان سے فرمایا کہ سفر میں یا حفیظ نو سو اٹھانوے بار اور سورہ لایلاف بے تعیین کثرت سے پڑھتے رہنا۔

ایک مُرید نے عرض کیا کہ انزالِ کتب اور ارسالِ انبیاء سے مقصود بالذات و بالاصل وصول الی اللہ ہے یا احکام ظاہر کا بجا لانا۔ ارشاد فرمایا کہ تم نے میرے درس میں سنا ہوگا کہ اسلام، ایمان اور احسان کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے داس کے پیش نظر مقصود اصلی یقیناً احسان ہے۔ جس طرح اسلام بے ایمان معتبر نہیں، نزد امام غزالیؒ ایمان بے احسان معتبر نہیں ہے۔ مگر ہاں نجات فقط ایمان سے بھی ہو جائے گی۔ پھر فرمایا کہ بے احسان کے عبادات جسد بے روح کی طرح ہیں۔ پھر فرمایا کہ اسلام، ایمان اور احسان ان تینوں میں سے ہر ایک کا ایک خاصہ و نتیجہ ہے جو اسلام لایا یعنی انقیاد ظاہر رکھتا ہے ـــ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کا ملِ اور اس کی حرمت سلطان اور طاعن سے محفوظ ہو گئی اور جو ایمان سے ملا ہوا اسلام رکھتا ہے نجات اس کے حصے میں آگئی اور جو مرتبۂ احسان پر پہونچ گیا، قربِ الٰہی اس کو حاصل ہو گیا۔ گویا کہ احسان، کمال مرتبۂ ایمان ہے ——

ایک مرید نے عرض کیا کہ نوشتۂ غزالی سب صحیح و درست ہے؟ فرمایا ہاں۔

ایک مُرید نے عرض کیا کہ —— امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ عوام کو جو عقیدہ سکھایا جاتا ہے وہ عقیدہ باطن کا پوست ہے۔ اور یہ بھی انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ "قرارگاہ جو مطابق مرادِ عوام، بہشت ہے۔ خواص اس سے درگاہِ الٰہی مراد لیتے ہیں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام غزالیؒ بہشت ظاہر کا ابطال و انکار کرتے ہیں جواباً ارشاد فرمایا کہ نہیں امام غزالیؒ کا یہ مطلب نہیں ہے۔ انکا مقصد یہ ہے کہ خواص کا نصب العین اور مطمحِ نظر اونچا ہوتا ہے —— امام غزالیؒ نے خود عبادات کے سلسلے میں ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ بعض بندے مثل ان غلاموں کے ہیں جو محض آقا کے زد و کوب سے بچنے کے لئے غلامی اور اطاعت کرتے ہیں۔ یہ مثال اس کی ہے جو صرف مسلم کہلانے کا مستحق ہے۔ اور کچھ لوگ ان نوکروں کی طرح ہیں جو بامیدِ خلعت اور بامیدِ اضافہ تنخواہ اطاعت کرتے ہیں۔ یہ مثال اس مومن کی ہے جو بہشت کا امیدوار ہے۔ اور ایک گروہ عشاق کا ہے جو محض خوشنودی باری تعالیٰ حاصل کرنے کے لئے اطاعت کرتا ہے۔ امید اور خوف سے قطع نظر کر کے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی اثناء میں ایک مُرید نے عرض کیا کہ میں نے ایک فاضل شخص سے دریافت کیا تھا کہ مقصودِ اصلی کیا ہے؟ اول تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ مقصود رضائے الٰہی ہے اور یہی افضل ہے، پھر انھوں نے لکھ کر بھیجا کہ مقصود و افضل، اعمالِ ظاہر ہیں کیونکہ بعثت انبیاء علیہم السلام اسی غرض سے ہوئی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اس پر ناطق ہے —— شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ افضل اعمالِ روح ہیں۔ جس طرح قلب و روح کو قالب و جسم پر فضیلت ہے اسی طرح اعمالِ قلب و روح کو عمل ظاہر پر فضیلت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور ظاہری اعمال پر نظر نہیں رکھتا بلکہ وہ تمہارے قلوب اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے"۔

ارشاد فرمایا کہ —— تین لطائف کو ہم بھی مانتے ہیں۔

(۱) —— لطیفۂ نفس —— اس کو طبیعت کہتے ہیں۔ چیزوں کا اچھا لگنا، مثلاً لباس، سبزہ، خوشبو اور خوش رُو وغیرہ کا اچھا لگنا اسی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے حقائق و دقائق وہ لوگ اچھی طرح سمجھتے ہیں جو امارت و ریاست کے خاندان میں پلے بڑھے ہیں۔

(۲) —— لطیفۂ عقل —— علم و فہم کا تعلق اسی سے ہے، اکثر یہ لطیفہ علماء میں قوت کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۳) —— لطیفۂ قلب۔ یہ لطیفہ فقراء میں اکثر موجود ہوتا ہے کیفیات سے

متاثر ہونا اور ان کیفیات کو سمجھنا اسی سے متعلق ہے۔

لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں چیز ہم کو اچھی لگی، حالانکہ یہ طبیعت کا خاصہ ہے (طبیعت کو اچھی لگی) یا کہتے ہیں کہ میں ایسا جانتا ہوں یا سمجھتا ہوں، حالانکہ یہ عقل کا کام ہے (عقل نے جانا یا سمجھا) یا کہا جاتا ہے کہ کیفیت غم و سُرور سے متاثر ہوا حالانکہ یہ کارِ قلب ہے (قلب کیفیت سے متاثر ہوا کرتا ہے) ان تینوں لطائف میں ذکاوت و بلادت (یعنی عدمِ ذکاوت) بھی پائی جاتی ہے جیسکا اسکو بھی جانتے ہیں ——— پھر ارشاد فرمایا کہ سید احمد رائے بریلوی، بہت ذکی القلب ہیں اور غالباً جامع سے مخاطب ہو کر فرمایا، تم بھی ذکی القلب معلوم ہوتے ہو۔

ارشاد فرمایا ——— ایک فاضل، جو اکابر علماء میں سے تھے (دہلی) آئے تھے۔ اُن سے میں نے تحقیق توریت، بلسان عبرانی کی تھی۔ پھر شاہ صاحبؒ نے توریت کی چند آیات پڑھیں اور ان کا ترجمہ بھی کیا اور فرمایا کہ یہ آیات بلاشبہ کلام خدا ہیں ان میں جلالت محسوس ہو رہی ہے۔

پھر فرمایا کہ لسانِ زبور و انجیل ایک تھی۔ نیز فرمایا کہ عربی و عبرانی میں

ٖ بیاضِ رشیدی میں ان فاضل کا نام ثنا فیض اللہ بتایا گیا ہے، نیز یہ بھی اسی بیاض سے معلوم ہوا کہ وہ نوبل کے تھے بیاض میں خود شاہ صاحبؒ کی ایک تحریر موجود ہے جس میں توریت کی بعض آیات اور ان کے ساتھ منسلک ترجمہ درج ہیں ملفوظات میں عبارت توریت بہت غلط چھپی ہے۔ تقاضۂ بیاض کے موقع پر شاہ صاحبؒ کی یہ تحریر بھی پیش کی جائیگی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرق ایسا ہے جیسا کہ ہندی اور بنگالی زبان میں ——— نیز فرمایا کہ چہار انجیل جو نصاریٰ کے پاس موجود ہیں وہ کلامِ خدا نہیں ہیں، بلکہ یارانِ حضرت عیسیٰؑ (حواریین) نے بطور خود ان کو لکھا ہے۔ کلامِ خدا اُن کے پاس سے گم ہو گیا ہے ———

اسی وقت ذکر حافظ شیرازیؒ چھڑ گیا جو تیمور لنگ کے ہمعصر تھے اور شیخ سعدی شیرازیؒ سے ڈیڑھ سو سال بعد ہوئے تھے ——— فرمایا کہ جب تیمور نے شاہ شجاع کو قتل کر دیا تھا تو حافظ شیرازیؒ کو بلایا اور اُن سے دریافت کیا کہ سمرقند و بخارا جو ہمارا وطن ہے آپ نے ان دونوں شہروں کو اس بیدردی کیساتھ، کس طرح بخش دیا؟ حافظ شیرازیؒ نے جواب دیا کہ ہم اسی سخاوت کی وجہ سے تو فقیر ہو گئے۔

نواب نوازش علی خاں صاحب نے سزاری روزے کے متعلق دریافت کیا، ارشاد فرمایا کہ حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے ——— نیز فرمایا کہ ہر ماہ کے تین روزے سنت ہیں شروع مہینے کے تین دنوں کو غُرر کہتے ہیں اور آخر ماہ کے تین دنوں کو سُرر کہتے ہیں، اور درمیانی ایام (۱۳، ۱۴، ۱۵) کو ایام

ٖ حافظ شیرازیؒ کا ایک شعر ہے ؎

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را — بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را۔ اسی شعر کے متعلق تیمور نے سوال کیا تھا

بعض کہتے ہیں ـــــ ذکرِ ایامِ بیض احادیث میں بہت آیا ہے اور ذکرِ غرر و سُرر بھی آیا ہے ـــــ

ایک مُریدنے دریافت کیا کہ حضرت عائشہؓ یا اُم سلمہؓ نے کبھی عورتوں کی امامت کی ہے فرمایا نہیں ـــــ بلکہ یہی وجہ کراہتِ امامتِ نسا کی ہے ورنہ ان جیسی مقدس ماب خواتین نے بھی عورتوں کی امامت نہیں کی، مگر عہدِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ضرور ہوتا تھا کہ اگر کسی کو مسجد میں نماز باجماعت نہیں ملتی تھی تو وہ شخص اپنے گھر آکر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ نماز باجماعت ادا کر لیتا تھا بعد اس تذکرہ فرمایا کہ میں اپنے بچپن کے زمانے میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد دوہرا رہا تھا ایک دن سورۂ طٰہٰ کی آیت سَيُبْطِلُهُ پر پہنچا کہ ایک عورت اور اس کا مرد جو ایک شیر کو دُعمل کے زور سے مسخر کرکے تماشہ دکھاتے ہوئے انعام کی طلب میں گھر در در گھوم رہے تھے ہمارے مکان پر بھی آگئے ـــــ عورت شیر کو ہمارے گھر کے اندر لے آئی اور میں سورۂ طٰہٰ کے مقام مذکور کو پڑھ رہا تھا تھوڑی دیر میں اس عورت نے کہا کہ اس

لے غالباً جامع ملفوظات کو یا خود شاہ صاحب کو یہاں سہو ہو گیا اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ کا لفظ سورۂ یونس میں وارد ہوا ہے فرعون کے جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ کے سامنے جب جادو کے زور سے لکڑیوں اور رسیوں کو سانپ بنا دیا تو حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا کہ یہ صرف جادو ہے اللہ کے حکم سے یہ ابھی ختم ہو گا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے اس لفظ کی تاثیر کا تذکرہ ہے ـــــ مرتب

شیر کا حال دیکھتے ہی دیکھتے بےطور اور بدڈھب ہو رہا ہے مجھے جلد انعام دے کر رخصت کیا جائے چنانچہ اسے کچھ دیدیا گیا۔ وہ عورت باہر نکل کر اپنے مرد سے کہنے لگی کہ اس شیر پر ہمارے جادو کا جو اثر تھا وہ اتر رہا ہے جلد کوئی تدبیر کرنی چاہیئے چنانچہ وہ اس کو کسی نہ کسی طرح قبضے میں کرکے باہر لے گیا ـــــ

ایک مجلس میں چند اشعار پڑھے جن میں دو شعر یہ ہیں۔

شورشِ اہلِ جنوں را مرگ ہم تسکیں نداد
گرد باد خاکِ مجنوں تا فلک پیچیدہ رفت

خانۂ زیں است دنیا عیش اُو پا در رکاب
شہسوارِ ست آنکہ زیں جا زود دامن چیدہ رفت

فرمایا ـــــ خوارج سوائے حضرات شیخین کے باقی سب سے عداوت رکھتے ہیں مگر حضرت حسینؓ اور دیگر سادات کے معتقد ہیں اور ناصبی حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ دونوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔

ے شورشِ اہلِ جنوں کو مرگ نے بھی تسکین نہیں دی خاکِ مجنوں کا بگولا آسمان تک پیچ کھاتا ہوا گیا ـــــ

ے دنیا خانۂ زیں کی مانند ہے اس کا عیش پا در رکاب ہے یعنی جلد ختم ہونے والا ہے۔ شہسوار وہ ہے جو یہاں سے دامن بچائے ہوئے جلد ہی چلا گیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایاکہ ـــــ خارجیوں کا تسلط کبھی کسی ملک میں نہیں ہوا عمان اور مسقط وغیرہ مقامات میں رہتے ہیں ـــــ میں نے کسی خارجی کو نہیں دیکھا ـــــ مگر ناصبی دیکھے ہیں۔

فرمایاکہ ـــــ بعض روہیلے ایسے ہیں کہ ان کے سامنے فقط ذکر حضرت علیؓ کیا جائے تو ناراض ہوتے ہیں. چنانچہ حافظ آفتاب جو ہمیشہ میرے درس میں حاضر ہوا کرتے تھے ایک دن حضرت علیؓ کا ذکر تھا ـ ہم سنیوں کی عادت ہے کہ جو صحابی بھی سامنے آئے ہم اس کے مناقب بجان و دل بیان کرتے ہیں، میں نے بھی حضرت علیؓ کے مناقب خوب بیان کئے اس پر وہ ناراض ہو گئے اور مجھے شیعی سمجھ کر میرے درس میں آنا چھوڑ دیا ـــــ ایک واقعہ حضرت والد ماجدؒ کے ساتھ بھی ایسا ہی گزرا ہے. ایک شخص نے تکفیر شیعہ کے بارے میں والد صاحبؒ سے سوال کیا. حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں حنفیہ کا جو اختلاف ہے اس کو بیان فرما دیا جب مکرر دریافت کیا تو پھر وہی جواب دیا ـ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا کہ وہ شخص (محفل سے باہر نکل کر) یہ کہہ رہا تھا کہ یہ شیعہ ہیں۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ کیا مرغ وغیرہ تمام جانوروں کے لڑانے کا ایک ہی حکم ہے؟

فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں بھڑکانے اور لڑانے کی ممانعت فرمائی ہے خواہ وہ وحشی جانور ہوں یا پرندے ہوں. البتہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

جانوروں کا پالنا اگرچہ وہ صحرائی ہوں، ممنوع نہیں ہے ـــ حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی (ابو عمیرؓ) نے ایک لال چڑیا پالی تھی جب وہ چڑیا مر گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "یا اباعمیر ما فعل النغیر" (یعنی اے ابو عمیر تمہارا وہ لال کیا ہوا)۔

فرمایاکہ ـــــ اطباء نے کبوتر کے بہت سے فوائد و خواص لکھے ہیں (اگرچہ ان کا اڑانا منع ہے) منجملہ ان فوائد کے ایک یہ ہے کہ کبوتروں کے پروں کی ہوا سے خفقان، دفع ہوتا ہے اور لقوہ و فالج بھی ـــــ کتاب خواص الحیوان، میں تمام حیوانات کے عجیب عجیب حالات تاثیر اور خواص بیان کئے گئے ہیں ـــ

فرمایاکہ ـــــ بعض اطباء علاج بالخاصیۃ ـــ جس کو ٹوٹکہ کہتے ہیں ـــ کرتے ہیں چنانچہ مجھے نقرس (دانگن) کا مرض تھا اچھا نہیں ہوتا تھا ایک کتاب میں دیکھا کہ ایسے بچے کے سر کے بال، جو چالیس دن سے زیادہ اور چھ مہینے سے کم عمر کا ہو ـــ موضع درد پر باندھیں درد جاتا رہے گا میں نے ایسا ہی کیا مرض جاتا رہا ـــ

ہندی کا ایک دوہا پڑھکر فرمایا کہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جب کوئی باخدا ہو جائے تو کسی اور کی طرف کیوں نظر کرے۔ (ایک دن) یہ شعر پڑھا

زاہد بیا بسکدہ دنیائے دیگر است   آبے دگر، ہوائے دگر، جائے دیگر است

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر اس شعر کے معنی بطور تصوف بیان فرمائے ـــــ پھر ارشاد فرمایا کہ میکدہ سے مراد سلوک ہے اور ایسا مقام مُراد ہے کہ جہاں پہونچ کر اس عالم سے بیخبر ہو جائیں۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا گنجفہ اور چوسر شطرنج کی طرح حرام ہیں؟۔ ارشاد فرمایا کہ گنجفہ اور چوسر میں شطرنج سے بھی زیادہ حُرمت ہے۔ اسلئے کہ بعض ائمہ نے دشرائط کے ساتھ شطرنج تو مُباح بھی کیا ہے ـــــ پھر فرمایا کہ جامع صغیر میں شطرنج کے کھیلنے اور دیکھنے والے پر لعنت کی حدیث لکھی ہے لیکن وہ بہت ضعیف ہے

ارشاد فرمایا کہ ـــــ حضرت علیؓ کے انیسؓ صاجزادے تھے۔ پانچ صاجزادے حضرت حسینؓ کے ہمراہ شہید ہوئے اور حضرت حسنؓ کے نوؓ صاجزادے تھے جن میں قاسم لاولد تھے دوسرے صاجزادوں میں سے اکثر کی اولاد کا سلسلہ ابتک باقی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ـــــ حضرت ابو حنیفہؒ حضرت جعفر صادقؒ سے اکثر اور حضرت محمد باقر اور حضرت زین العابدینؒ سے کمتر روایت کرتے ہیں اور زید شہید سے بھی بہت روایت کرتے ہیں ـــــ اُن کے شاگرد بہت ہیں جیسے فضیل بن عیاضؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ وغیرہما اور ان کا مذہب اسہل ہے پھر حضرت ابو حنیفہ کے تقویٰ اور کرامت کے واقعات بیان فرمائے۔

یک مُرید نے عرض کیا کہ کیا بیعت نیابتہً بھی درست ہے؟ ارشاد فرمایا۔ ہاں حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ بہت سی عورتوں نے قصد بیعت کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرصت نہ تھی حضرت عمرؓ کو بھیجا تاکہ نیابتہً بیعت لے لیں۔

ایک مُرید نے دریافت کیا کہ حضرت شاہ نجم الحق چاپُلدہ کی قبر کہاں ہے؟۔ ارشاد فرمایا کہ فرید آباد (علاقہ دہلی) کے قریب غربُ کی جانب پہنہ ایک مقام ہے وہاں ان کی قبر ہے ـــــ

ایک مُرید نے تانبے اور پیتل کے برتنوں کا مسئلہ معلوم کیا ـــــ فرمایا ان کا استعمال درست ہے لیکن تانبے کے برتن پر احتیاط و حفاظت کی غرض سے قلعی کرالینا چاہیئے تاکہ کھانا خراب نہ ہو قلعی نہ ہونے کی صورت میں کراہت ہے پیتل کے برتن پر اگر قلعی نہ ہو تو مشابہت ہنود کی وجہ سے مکروہ و خلاف اولیٰ قرار دیا ہے خصوصاً پیتل کی تھالی اور لُٹیا کہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ (اور اسی وجہ سے مکروہ ہیں) برخلاف پیتلی، کٹورے کے کہ سقوں کے ہاتھ میں ہوتے ہے بنابریں کسی خاص قوم کے ساتھ انکی تخصیص نہیں رہی پیتل کی چمچی اور لوٹے کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

ایک مُرید نے عرض کیا، کیا ایک حنفی، امام شافعیؒ یا کسی اور امام کے موافق

؎ شیخ عبدالعزیز شکر بارؒ کے خلیفہ تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

...مل کرسکتا ہے۔؟ فرمایا ہاں ضرورت کے وقت کسی دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرسکتا ہے ـــــ میں نے ایک استفتاء کے جواب میں اس مسئلے کو مفصل لکھا ہے۔

فرمایا کہ ـــــ اللہ تعالیٰ نے اسلاف کی عمروں میں اور انکے اوقات میں بڑی برکت دی تھی ـــــ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی مصری شافعیؒ جو کہ صاحب تصانیف کثیرہ تھے ان کے اوقات کا حساب لگایا گیا ہے پندرہ سال نکالنے کے بعد کہ وہ ان کے بچپن کا اور تحصیل علوم کا زمانہ ہے روزانہ بیس ورق ان کی تصنیفات کے بیٹھتے ہیں ـــــ کب حج بیت اللہ کیا ہوگا اور کب درس علوم اور تدریس وغیرہ کا مشغلہ رکھا ہوگا؟

فرمایا کہ ـــــ رسالہ عزیزیہ شاہ عبد العزیز شکر بار دہلویؒ

شیخ عبد العزیز بن شیخ حسن طاہر بن قاضی خاں کے خلیفہ اور متاخرین مشائخ چشتیہ میں منبع حقیقت، شریعت، طریقت اور حقیقت کے عالم تھے شروع ہی سے عبادت و ریاضت میں مشغول رہے یہاں تک کہ شیخیت کو پہنچے۔ باجماعت کے پابند اوقات تھے۔ اپنے زمانے میں، تواضع، حلم، صبر و رضا، شفقت، بزعم اور رعایت فقراء کے اندر اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ غرضکہ یادگار مشائخ چشتیہ تھے اور آپ کے وجود مبارک کے ذریعے دہلی میں سلسلہ ارشاد و شیخیت قائم رہا۔ ۸۹۸ھ میں جونپور میں آپ کی ولادت ہوئی ڈیڑھ سال کے تھے کہ اپنے والد ماجد شیخ حسن طاہرؒ کے ساتھ جونپور سے دہلی آگئے۔ جمادی الاخریٰ ۹۷۵ھ کو وفات پائی۔ (اخبار الاخیار)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی تصنیف ہے بڑا اچھا رسالہ ہے۔ رسالہ آئینہ بھی بیان وحدت وجود میں مختصر سا رسالہ ہے اور خوب ہے۔ ان کے علاوہ انکی دوسری تصنیفات۔ آداب السلوک وغیرہ بھی ہیں اور سب اچھی ہیں۔

فرمایا کہ ـــــ کتاب مفتاح الفیض شیخ حسن طاہرؒ کی تصنیف ہے انھوں نے سلوک میں یہ بڑی اچھی کتاب تحریر فرمائی ہے۔

فرمایا کہ ـــــ وہ علوم جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور اپنی استعداد کے مطابق ان کو یاد بھی رکھتا ہوں ـــــ ڈیڑھ سو علوم ہیں۔

ایک عالم نے عرض کیا کہ (عام طور پر) بارہ علوم بتائے جاتے ہیں ـــــ فرمایا یہ تحصیلِ علم کے اعتبار سے ہیں ـــــ (نہ کہ مطالعہ کے اعتبار سے)

ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک روز ذکر تھا کہ منظوم خطبہ ہندوستان میں رواج

...راجح حامدشاہؒ کے مرید و خلیفہ تھے آپ کے والد شیخ طاہر ملتان سے طلب علم کے سلسلے میں نکلے تھے۔ ایک مدت تک بعدہٗ بہار میں رہے شیخ حسن بہار ہی میں پیدا ہوئے۔ عالم شباب میں طلب علم کے زمانے ہی میں ...طلب معرفت دامنگیر ہوگیا تھا۔ بنابریں درویشوں کی خدمت میں رہنے لگے بعدہٗ راجح حامدشاہؒ کی خدمت میں پہنچے اور علماء میں سب سے پہلے یہی وہ شخص ہیں جو حضرت راجح حامدشاہؒ کے مرید ہوئے۔ جونپور میں سکونت اختیار کرلی تھی بعدہٗ سلطان سکندر لودی کی درخواست پر اول آگرہ پھر دہلی تشریف لے آئے۔ وہیں کمالک کے منزل میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کرلی تھی۔ ربیع الاول ۹۰۹ھ کو وصال ہوا (اخبار الاخیار)

پاگیا ہے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا مکروہ ہے مگر اس صورت میں مکروہ ہے جبکہ بالکل نظم ہی نظم ہو خواہ وہ نظم اردو میں ہو خواہ فارسی میں خواہ عربی میں ___ اگر بعد نثر اعربی، کچھ اشعار (عربی، نصیحت آمیز) پڑھ دے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

فرمایا کہ ___ فوائد الفواد (ملفوظات سلطان المشائخ) سلوک کا دستور العمل ہے۔ بہت ہی اچھی کتاب ہے۔ ہر چند کہ امیر خسرو نے بھی ملفوظات سلطان المشائخ جمع کئے ہیں لیکن وہ اس قدر مقبول نہیں ہیں۔

فرمایا کہ ___ سلطان المشائخ عظیم الشان بزرگ تھے۔ اور ان کے خلفاء بھی کیسے کیسے عالیشان ہوئے ہیں جیسے حضرت اخی سراج (یعنی شیخ سراج الدین عثمان اودھی) حضرت نصیر الدین (چراغ دہلی) ___

فرمایا کہ ___ حضرات قدما چشتیہ نے سماع مزامیر کیساتھ نہیں سنا چنانچہ سلطان المشائخ (حضرت نظام الدین اولیاء) جو کہ سماع کے عاشق تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مزامیر سنے وہ میری محفل میں نہ آئے ___

ارشاد فرمایا کہ ___ شیخ سدو کے نام کا کھانا نہ کھانا چاہیئے۔ اس لئے

ملہ امروہہ میں سلطان معز الدین کیقباد کے زمانے میں اب ٹھیک سات سو سال ہوئے ہیں ایک جامع مسجد حکومت کی جانب سے بنائی گئی۔ جس کو بعد میں سید محمد میر عدل امروہی نے اسی شان و شوکت سے دوبارہ تعمیر کیا۔ اس مسجد میں ایک مدرسہ بھی تھا جو مدرسہ معزیہ کہلاتا تھا ___ اس مسجد کے ایک موذن صدر الدین دماغی گزرے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کھانے کو لوگ بھوگ کے طور پر کرتے ہیں۔ سدو کی ایذا رسانی کے خوف سے۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ بعض جگہ بعض نباتات کی پختہ یا خام چیزیں نیاز دیتے ہیں صرف اس خیال سے کہ یہ جن فلاں بزرگ سے تعلق رکھتا تھا ___

فرمایا ___ ایسا نہیں کرنا چاہیئے ___

ارشاد فرمایا کہ ___ میرے شاگردوں میں دو شاگرد خوب ہیں ایک مولوی فصیح الدین (شاہ فصیح الدین دہلوی) اور دوسرے مولوی الٰہی بخش (مفتی الٰہی بخش کاندھلوی) یہ دونوں بقید حیات ہیں۔ مولوی فصیح الدین جو کہ میرے شاگرد ہیں (کلکتہ میں رہتے ہیں مگر شغل تدریس چھوڑ دیا ہے۔ تجارت [illegible]

[illegible] سدو کے متعلق یہ کہنا ہے کہ وہ عملیات [illegible] بہر حال ہندو ہے [illegible] بھوت پرستوں اور شرک پسند دلوں [illegible] مسلمان [illegible] پیشانی پر [illegible] ٹیکہ [illegible] جیسا کہ [illegible] شرک کا [illegible] اگر [illegible] سدو کا [illegible] حضرت شاہ صاحب نے حرام قرار دیا ہے شرک پسند [illegible] قدیم مسجد کو اپنے مشترکہ [illegible] کا مرکز بنائیں [illegible] مقصد [illegible] دعا کریں کہ اہل حق کو کامیابی ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوگئے ہیں ــــ باقی (اکثر شاگرد) انتقال کر گئے ــــ

فرمایا کہ ــــــ مولوی رفیع الدین (دہلوی) نے ریاضیات میں اتنی ترقی کی ہے کہ ریاضی کے موجد محمد علی نے شاید اسی قدر ترقی کی ہو

فرمایا کہ ــــــ والد ماجدؒ نے ہر ایک فن میں ایک ماہر شخص تیار کیا تھا اور ہر فن کے طالب کو اس فن کے ماہر کے سپرد کر دیتے تھے ــــ خود معارف گوئی اور معارف نویسی میں مشغول رہتے تھے اور درس حدیث دیتے تھے (بعض مضامین، بعد مراقبہ اور کشف کے ذریعے معلوم کر لینے کے بعد تحریر فرماتے تھے ــــ بیمار کم ہوتے تھے ــــ عمر شریف ۶۱ سال چار ماہ کی ہوئی۔ ۴ شوال المکرم کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۹ محرم الحرام کو بوقت ظہر وفات پائی ــــ (اسکے بعد غالباً دوبارہ معلوم کر کے جامع ملفوظات نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ) آپ کی تاریخ تولد ۴ شوال ۱۱۱۴ھ روز چہار شنبہ ہے۔ تاریخ وفات "او بود امام اعظم دین" ہے ۱۱۷۶ھ

ارشاد فرمایا کہ ــــــ سلطنت کفر کے ساتھ قائم رہ سکتی ہے ظلم کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی ــــــ

ارشاد فرمایا کہ ــــــ فی الحقیقت بیعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ خدا سے ہوتی ہے ــــ تمام (مرشد) نائب حضرت رسالتمآب ہیں اور مرید بشرط اجازت نائب مرشد ہوتا ہے ــــ

فرمایا کہ ــــــ مثنوی مولانا ــــ روم کُل کی کُل جواہر نفیسہ کی مانند ہے لیکن اس کا ایک شعر تو لاکھ روپیہ کا ہے ؎

درکند در لطف او شد بیشتر ۔۔۔ بہر تقریب سخن بار دگر

(یعنی اگر اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو قبول نہ فرمائے تو یہ بھی اس کا ایک بڑا لطف و کرم ہوتا ہے اس لئے کہ اس صورت میں دوبارہ اس سے مناجات کرنے اور گفتگو کرنے کی تقریب پیدا ہو جاتی ہے) ــــ

ایک شخص کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ــــ میں نے عربی اشعار ایک مدت تک کہے ہیں! اب ۲۵ سال سے کہنے موقوف کر دیئے ہیں ــــ نیز فرمایا کہ عربی نظم و نثر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں عجمیت بالکل محسوس نہ ہو ــ چنانچہ ہمارے خاندان میں (عربی نظم و نثر کے اندر یہی بات ہے کہ بوئے عجمیت نہیں پائی جاتی)

فرمایا کہ ــــــ والد ماجدؒ کی مثل مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا علاوہ کمال علوم اور دیگر کمالات کے ان کو ضبط اوقات میں بھی کمال حاصل تھا کہ بعد اشراق تحریر و تصنیف کے لئے جا بیٹھتے تھے اور دوپہر تک زانو نہیں بدلتے تھے حتیٰ کہ جسم کو کھجلاتے اور تھوکتے بھی نہ تھے ــــ

ایک بزرگ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کے جد امجد (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ) کو خواب میں دیکھا ہے بالکل آپ کی صورت تھے ــ فرمایا ہاں میں اپنے دادا سے بہت مشابہ ہوں ــــ

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا ــــــــ میں نے نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سے اشعار کہے ہیں اور والد ماجدؒ کے بردہ قصیدۂ ہمزائیہ دیائیہ کو مخمس کیا ہے۔ یعنی ہر شعر پر تین مصرعے اپنی طرف سے لگائے ہیں ــــ ادبی تذکرے میں بید مجنوں کا ذکر آگیا تو فرمایا کہ میں نے بھی بید کو ایک شعر میں نظم کیا تھا وہ شعر یہ ہے ۔

نازک طبع غیر از خود نمائی بہا نمی آید
درخت بید را دیدم کہ دائم بے ثمر باشد

ترجمہ ۔ نازک مزاج لوگوں سے سوائے خود نمائی کے اور کچھ نہیں آتا۔ میں نے درخت بید کو دیکھا جو کہ نازک ہوتا ہے، دیکھا کہ ہمیشہ بے ثمر رہتا ہے ۔۔

فرمایا کہ ــــــ ہرچند والد ماجدؒ نے مجھے شغل معالجہ اور طبابت سے منع فرمادیا تھا لیکن طبّ دفی نفسہٖ اچھی چیز ہے ــ گویا جاں بخشی ہے ۔

نیز فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بچپن میں بیمار ہوگیا تھا۔ ایک حکیم نے میرا علاج کیا و بفضلہٖ تعالیٰ مجھے شفا ہوگئی ــ والد صاحبؒ نے ان حکیم صاحب سے فرمایا کہ چونکہ تم نے مجھے خوش کیا ہے اس لئے بولو میں تمہارے حق میں کیا دعا کردوں اگرچہ اس انداز میں بات کہنی والد صاحبؒ کی عادت کے خلاف تھی مگر حکیم صاحب سے یہ بات فرمادی۔ حکیم صاحب نے عرض کی کہ آپ دعا کردیں کہ میں ملازم ہوجاؤں اسی زمانے میں وہ تیس روپے کے ملازم ہوگئے اور سواری بھی ان کو ملی ــــ جب حضور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دعا سے ملازم ہوگیا تو فرمایا کہ تمہاری ہمت بہت کم تھی کہ تم نے فقط دنیا پر اور اتنی حقیر چیز پر اکتفا کیا ــ

فرمایا کہ ــــــ مکہ معظمہ میں اسوقت سلطان مراد شاہ روم کی بنوائی ہوئی عمارت ہے جس کو ۱۰۰۰ھ میں تعمیر کرایا تھا ــــ

فرمایا کہ ــــــ قطب مینار سات منزل کا تھا اب پانچ منزل رہ گیا ہے۔ اس پر سے ایک شخص تماشہ کے طور پر جست لگایا کرتا تھا اور کمال یہ کرتا تھا کہ اپنے لبیے اور گھیردار لباس کے ساتھ ہوا میں معلق ہو جاتا تھا پھر انتہائی کمال یہ دکھاتا تھا کہ دیکھتے کھڑے ہوئے تماشائیوں کے مجمع میں سے کوئی انعام کے لئے روپیہ دکھاتا تو اس روپے کو لینے کے لئے اوپر سے نیچے جست لگا کر آتا تھا اور اس مجمع کثیر میں سے اسی روپیہ دکھانے والے کو پکڑ لیتا تھا، حالانکہ اتنے جمگھٹے میں ایک مخصوص شخص کا شناخت کرلینا مشکل بات ہے۔ میں نے اس کا یہ کمال اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ــ

فرمایا کہ ــــــ ایک مرتبہ رمضان کے مہینے میں، ایک رات میں نے دہلی کی جامع مسجد میں شمار کیا تھا ۲۰ جگہ حفاظ جماعت کے ساتھ تراویح پڑھا رہے تھے ۔

فرمایا کہ ــــــ اگر آدمی کردار کا سچا اور پکا ہو تو بڑی اچھی بات ہے ــ کتب سلوک میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک چور تھا اس نے اپنے گروہ سے یہ عہد کیا تھا کہ میں سوائے بادشاہ کے گھر کے کسی کے یہاں چوری نہیں کرونگا

toobaa-elibrary.blogspot.com

چنانچہ ایک رات موقع پاکر وہ بام بادشاہ پر چڑھ گیا، دیکھا کہ بادشاہ جاگ رہا ہے اور اپنی بیوی سے لڑکی کی شادی کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے، دوران گفتگو میں بادشاہ نے کہا کہ میں گرد و نواح کے شاہوں میں اس لڑکی کا رشتہ نہیں کروں گا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے اس کی شادی کردں جو صالح ہو اور دین کا بادشاہ ہو۔ بیوی نے کہا کہ آپ کس طرح پہچانیں گے کہ یہ دین کا بادشاہ ہے۔ جواب دیا کہ جو شخص ایک سال تک تکبیر اولیٰ فوت کئے بغیر نماز باجماعت پڑھے گا وہ بلاشبہ صالح ہوگا یہ دوسری بات ہے کہ اس کو کوئی شرعی عذر ہو اور اس کی وجہ سے کبھی تکبیر اولیٰ رہ جائے۔

اس چور نے جب یہ سنا تو چوری چھوڑ چھاڑ کر ایک مسجد میں ڈیرا ڈال لیا اور سال بھر تک اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی ــــ اب سوائے اسکے کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کی تکبیر اولیٰ سال بھر تک فوت نہ ہوئی ہو (ایک سال گزرنے پر بعد تحقیقات) بادشاہ اس مسجد کی طرف گیا، سلام و کلام اور تعظیم و تکریم کے بعد بادشاہ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ آپ کے پیر و مرشد کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پیر و مرشد تو سرکار ہی ہیں اور پورا واقعہ بیان کیا ــــ پھر بادشاہ کے کہنے کے باوجود) اس کی لڑکی سے اپنی شادی کرنا منظور نہیں کیا ــــ

پھر ارشاد فرمایا کہ نیت ہمیشہ ڈانواڈول رہا کرتی ہے، اسی بنا پر

بزرگوں نے کہا ہے کہ عمل خیر میں مشغول رہنا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی نیت درست ہو ہی جائے گی۔

فرمایا کہ ــــ حکومت نواب وزیر (حکومت اودھ) ابھی تک دار الحرب نہیں بنی۔ اگرچہ دار الرفض ہے ــــ تجربے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس حکومت میں بے برکتی بہت ہے۔ اگرچہ یہ بے برکتی انگریزوں کی عملداری والے علاقوں سے کم ہے۔

مولانا عبدالعلیٰ (بحر العلوم فرنگی محلی) کا اور آصف الدولہ کے ان کو طلب کرنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ غازی الدین حیدر اگر مجھے بلا منصب و جاگیر بھی طلب کرے گا تو میں وہاں جاؤں گا۔ بشرطیکہ وہ میرے مسلک سے متعرض نہ ہو۔ اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گا کہ ایک مخلوق راہِ ہدایت پر آجائے گی۔ اپنی تقاریر کا ڈھنگ بھی بدل دوں گا یعنی وہ تقاریر بالکل اچھوتے اور نئے انداز کی ہوں گی جو سب میں مقبول ہوں گی اور لوگ متوجہ ہو کر دین حق اختیار کرلیں گے۔

ارشاد فرمایا کہ ــــ پانی کم پینے سے قوتِ گویائی بڑھ جاتی ہے چنانچہ حکیم سنائیؒ نے فرمایا ہے ؎

ذہن ہندی و نطق اعرابی
بود از کم خوری و کم آبی

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

(یعنی ہندوستانی کا ذہن کم کھانے اور عرب کے دیہاتی کی قوتِ گویائی کم پینے کی وجہ سے ہے)

فرمایا کہ ——— ہر قوم کا ذہن کسی دکسی فن میں ہوتا ہے۔ چنانچہ ذہنِ ہنود، حساب میں اور ذہنِ انگریز، جزوی صنعت و حرفت میں اور ریاضیات میں خوب ہے، اگرچہ وہ دقائق منطقیہ اور مسائلِ الہیات و طبعیات کو کم سمجھتے ہیں۔ الّا ماشاء اللہ ۔

فرمایا کہ ——— دو میوے ایسے ہیں کہ تین حواس اُن سے لذت یاب ہوتے ہیں ——— ولایت میں سیب اور ہندوستان میں آم ——— قوتِ باصرہ ان میووں کے رنگ سے، قوتِ شامّہ ان کی خوشبو سے اور زبان اِن کے ذائقے سے لذت حاصل کرتی ہے۔

فرمایا کہ ——— کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کیمیا خواہی، زراعت کن کہ خوش گفت آنکہ گفت
زرع را ثلثین زراست و ثلثِ دیگر ہم زراست

(یعنی اگر تو کیمیا کا خواہش مند ہے تو زراعت کر، بقول شخصے زرع (کھیتی) کے حروف میں دو ثلث تو زر ہے ہی، آخری ثلث بھی عین ہے جس کے معنی سونے کے ہیں)

چہل قدمی کے وقت نواب فیض محمد خاں وغیرہ امراء، سواری سے اُتار کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملاقات اور مصافحہ کر رہے تھے، ان میں بعض اُمراء ایسے بھی تھے کہ پھر سوار نہیں ہوئے، حضرت والا کے پیچھے پیچھے چلتے تھے (اسی چہل قدمی کی حالت میں) فرمایا کہ میں، اس مرض سے جس کی بناء پر یہ چہل قدمی کرتا ہوں ——— دیگر امراض کے مقابلے میں زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہوں ——— پھر یہ شعر پڑھا۔

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہا رسوا شدیم

(یعنی میں اور مجنوں دونوں مکتبِ عشق میں تعلیم پایا کرتے تھے ——— وہ جنگل کی طرف چلا گیا اور میں گلی کوچوں میں رسوا ہو گیا) ———

پھر فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو وہی بہتر ہے ۔

چوں طمع خواہد زمن سلطانِ دیں
خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

(یعنی اگر سلطانِ دیں مجھ سے بالفرض طمع کا مطالبہ کرے تو پھر میں طمع کروں گا اور قناعت کے سر پر خاک ڈال دوں گا)

پھر امیر خسرو کے وہ اشعار پڑھے جو تعریفِ دہلی میں ہیں (اُن میں کا ایک شعر یہ ہے)

حضرتِ دہلی کنفِ دین و داد
جنتِ عدن است کہ آباد باد

toobaa-elibrary.blogspot.com

چہل قدمی کے بعد مکان واپس آکر چارپائی پر استراحت فرماہوئے شاہزادہ مرزا محمد جان تشریف رکھتے تھے وہ چارپائی کے نیچے بیٹھنے رہے۔ ــــــ ارشاد فرمایا کہ معاف کرنا میں معذور ہوں، میرا خادم بھی مالشِ اعضاء کے لئے چارپائی کے اوپر بیٹھے گا ــــــ (یہ سُن کر) شاہزادے نے تواضع کا اظہار کیا اور اپنے ہاتھ سے بدن مبارک کو دابنا شروع کردیا حضرت والا نے معذرت کر کے اس کو اس خدمت سے باز رکھا۔

اسی اثناء میں ایک حافظ صاحب وارد ہوئے۔ ان کی خیریت دریافت کرنے کے بعد فرمایا ــــ میں نے سُنا ہے کہ تم اچھی آواز سے اشعار پڑھتے ہو۔ مجھے اشتیاق ہے، کچھ سناؤ، مگر یہ واضح رہے کہ اگر میری مرضی کے موافق نہ ہوئے تو منع کردوں گا، اس کو معاف کردینا ــــــ پھر ایک مُرید سے ارشاد فرمایا کہ کلماتِ الصّادقین میں سے جو کہ صلحاءِ دہلی کے حالات پر مشتمل ہے ــــ کچھ پڑھو۔ پھر فرمایا کہ ترکِ اولیٰ یا خطائے اجتہادی کی وجہ سے کسی پر طعن و اعتراض کرنا اچھی بات نہیں ہے ــ ہر معاملے میں خصوصاً کسی پر اعتراض کرنے میں طریقۂ اعتدال اختیار کرنا اچھا ہے ــــ

فرمایا کہ ــــــــ شاہ عبداللطیف گجراتیؒ کے متعلق عالمگیرؒ نے بہت کچھ تعظیمی الفاظ لکھے ہیں ــــ جب عالمگیرؒ نے دکن سے ان کو لکھا کہ اشتیاقِ قدم بوسی، غالب ہے، اگر اجازت ہو تو حاضر

خدمت ہوجاؤں تو انھوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ کے یہاں آنے میں ایک قباحت ہے اور وہ یہ کہ آپ مجھ (نابکارہ) کو دیکھ کر یہ سمجھیں گے کہ اولیائے سابق بس اسی طرح کے ہوں گے جیسا کہ یہ ہے، اس صورت میں اولیاءِ کبار کی طرف سے آپ کا ذہن غلط ہوجائے گا۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا درست ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ــــ فقہاء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ صحیح تر یہ ہے کہ لقمہ دینا چاہیئے۔ اگر امام نے ایسی غلطی کی ہے جس میں معنیٰ بدل رہے ہیں تو لقمہ دینا فرض ہے ورنہ مستحب۔

ارشاد فرمایا کہ ــــ سورۂ فاتحہ میں اِھْدِنَا سے پہلے نَسْتَعِیْنُ کا جو نون ہے اس میں وصل کر کے (یعنی اِھْدِنَا سے ملاکر) پڑھنا اچھا نہیں ہے اگرچہ نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

ارشاد فرمایا کہ ــــــــ کسی بزرگ کے بارے میں ایسا عقیدہ قائم نہ کرنا چاہیئے جو خلافِ کتاب و سنت ہو۔ سمجھ کر عقیدت کرنی چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے کہ اولیاء کے حالات لکھنے والا سوائے کرامت اور خرقِ عادات کے اور باتیں کب لکھتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ــــــ انبیاء معصوم اور اولیاء محفوظ ہیں ــــ معصوم وہ ہے کہ اس سے باوجود استعدادِ گناہ، گناہ کا سرزد ہونا محال ہو، اور

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

محفوظ وہ ہے کہ گناہ اس سے ممکن ہو اگرچہ واقع نہ ہو۔
پہلی صورت مستلزم محال ہے دوسری ممکن غیر واقع۔

ارشاد فرمایا کہ ــــــ ۱۵ شعبان کی رات (شب برات) کو مغرب کے وقت سے لیکر صبح صادق تک تجلیاتِ الٰہی کا نزول آسمان دنیا پر ہوتا ہے اگر ہو سکے تو تمام رات ورنہ اکثر حصّہ شب میں عبادت کرے۔

ارشاد فرمایا کہ ــــــ فن ریاضی میں مولوی رفیع الدین (دہلوی) سے بہتر (شاید) ہند اور بیرونِ ہند میں کوئی نہ ہوگا۔ اہل قصبات کو اس قسم کے فنون سے مناسبت نہیں ہوتی۔ ہاں مولوی عبد العلی صاحب، بحر العلوم فرنگی محلی، کو مناسبت و مہارت ہے۔

فرمایا ــــــ آج کی رات (شب برات میں)، سب مومنین کی بخشش ہوگی، مگر مشرک، کینہ ور، طوائف، زناکار، والدین کا نافرمان، رشتے داری کو منقطع کرنیوالا، ناحق قتل کرنے والا اور متکبر وغیرہ یہ لوگ نہیں بخشے جائیں گے۔

امیر خسروؒ کا یہ شعر پڑھا حضرت دہلی کنف دین و داد الخ پھر فرمایا کہ جس وقت امیر خسروؒ نے یہ اشعار دہلی کی تعریف میں کہے ہیں اس زمانے میں دہلی ایسی ہی تھی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت جب کوئی شخص غیاث پور (بستی حضرت نظام الدین اولیاء) میں داخل

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوتا تھا تو اس کی حالت دگرگوں ہو جاتی تھی۔

فرمایا کہ ــــــ سید حسن رسول نُما میرے جدامجد حضرت شاہ عبد الرحیمؒ کے ہمعصر تھے۔ باہم بہت دوستانہ تھا۔ اور آپس میں ہنسی دل لگی کی باتیں بھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن جدامجد انکی ملاقات کو گئے وہ تھے اونچا پلنگ پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم سمجھے بھی کہ میں چارپائی پر تم سے اونچا ہو کر کیوں بیٹھ گیا اسلئے بیٹھ گیا کہ تمہارے مرید مجھ سے ناراض ہو جائیں میرے دادا نے فرمایا کہ میرے مُرید ناراض نہیں ہوں گے اس لئے کہ بلی وغیرہ کی عادت ہوتی ہے کہ بالائے بلند بیٹھ جاتی ہے اور گھومتی رہتی ہے وہ اس بات کو سُن کر بہت خوش ہوئے۔

(ایک محفل میں) یہ شعر پڑھے۔

یا رسول اللہ نمی گویم کہ مہمانِ توام[1]
ما فقیرے طعمہ خوار ریزۂ خوانِ توام
بر لب افتادہ زباں، گر گیں سگے ام تشنہ جاں
آرزو مندے نمے از بحرِ احسان توام

---

[1] اے آقائے نامدار میں یہ نہیں کہتا کہ میں آپ کے دربار میں مہمان بن کر آیا ہوں۔ میں تو آپ کے دسترخوان کرم کا ایک ریزہ چیں اور معمولی فقیر ہوں۔ میں ایک ایسا بیمار کتا ہوں جس کی زبان پیاس کی وجہ سے ہونٹوں پر لگ گئی ہے۔ میں آپ کے بحر احسان سے تھوڑی سی تری کا آرزو مند ہوں۔ ۱۲

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ بعض، اعمال سفلی، قوی التاثیر اور بعض، اعمال علوی ضعیف التاثیر پائے جاتے ہیں، اس کا کیا سبب ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ شرع شریف میں اعمال سفلی سے جو منع کیا گیا ہے وہ اس بنا پر ہے کہ ان سے دین کو نقصان پہونچتا ہے۔ اُن کی تاثیر سے انکار نہیں کیا گیا ہے جیسے زہر ہے کہ وہ حرام ہے مگر اس کی تاثیر کی قوت بھی بالکل ظاہر و مسلم ہے۔

ایک دن حضرت شاہ صاحب حسب دستور چہل قدمی کر رہے تھے۔ دو چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی بڑوں کی دیکھا دیکھی راستے میں حضرت والا سے مصافحہ کیا اس پر ارشاد فرمایا کہ بچے بڑوں کو بوقت چہل قدمی مصافحہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو خود بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مقلد اور محقق کا فرق یہی ہے۔ محقق جو کچھ کرتا ہے سمجھ کر کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ دراصل کام کی، تقلید بھی اچھی ہے بسا اوقات کام آجاتی ہے۔

فرمایا کہ ـــــــ حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار دہلوی کے برادر کلاں خیالی تخلص کرتے تھے پھر اُن کے چند خلفاء کے نام بیان فرما کر ان کی ایک مشہور غزل پڑھی جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے تیر غمت را دلِ عُشّاق نشانہ
خلقے بتو مشغول، تو غائب زمیانہ

تراویح پڑھتے وقت زور کی بارش آگئی مگر امام نے قرأت کم نہیں کی لوگ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تربتر ہو گئے اس کو سن کر ارشاد فرمایا کہ ایسے وقت میں نماز توڑ کر سائبان یا چھت کے نیچے چلا جانا بہتر ہے خصوصاً بعض بیماروں کا خیال کر کے (جو جماعت میں ہوں گے) نیز ایسے وقت میں کم پڑھنا چاہیئے اور سورۂ کوثر جیسی سورتوں پر اکتفا کرنا اچھا ہے۔

فرمایا کہ ـــــــ دو واقعے ہمارے سامنے عجیب پیش آئے جن میں سے ایک قاضی سونی پت کا ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں حقہ پیتا تھا اور کہتا تھا کہ دھواں کھینچنا بموافق روایتِ ہدایہ درست ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اگر خاک و غبار اور دھواں حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بہت سے لوگ اس نادان جاہل، قاضی کا اتباع کرتے تھے میں نے ہر چند اسے سمجھایا کہ جائی دخل و ادخال (دھواں داخل ہونے اور داخل کرنے) میں بہت بڑا فرق ہے مگر اس قاضی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

ارشاد فرمایا کہ ـــــــ اصل چیز کیفیت و نسبت ہے اس کو حاصل کرنا اور اس میں مشغول رہنا چاہیئے باقی موافق استعداد جو کچھ مقدر ہے ظہور میں آئے گا۔

حدیث مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را

ـــــــ

لے تو ذوق و شوق کی باتیں کرو اور رازِ دہر کو مت تلاش کرو کیونکہ کسی نے بھی یہ پہیلی بوجھی نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ارشاد فرمایا کہ ـــــــ میرے دادا قوت نسبت اور کشف کے جامع تھے۔ ایسے جامع اشخاص کم ہوا کرتے ہیں جس کسی میں نسبت قوی ہوتی ہے اس کو کشف کم ہوتا ہے اور جس کو کشف زیادہ ہوتا ہے نسبت کمزور ہوتی ہے ـــــــ پھر فرمایا کہ اصل چیز دل کا رنگین ہونا ہے کہ یہی چیز وقت مرگ اور بعد مرگ کام آئے گی ـــ فقط کشف گوئی دنیا کمانے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

ارشاد فرمایا ـــــــ ایک غزل بہت اچھی معلوم ہوئی اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

ہر جا کہ گنج خانہ ہم خانہ ترا یا بم
آنجا زدم ہرگز کا بخانہ ترا یا بم

ارشاد فرمایا ـ تعزیت کے واسطے جانے میں بہت ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

(سحری کے متعلق ایک سوال کے جواب میں منجملہ اور ارشادات کے یہ بھی) فرمایا کہ سحری کھانے کا ایک عمدہ فائدہ تو یہ ہے کہ (صبح صادق سے پہلے) بیدار

ـــــــــــــــــــــــــ

. سوئد شنا ہو فی جاتا ہے۔ ماہ متعلق جو صحبت ہے اس میں کی متعدد لذتیں ہیں گی۔

لے میں جہاں بھی ہوں کسی خانہ رہی۔ تجھے ہم خانہ ہوں اور میں ایسی سزا ہوں کہ ہیں جب ان تجھے نہ پاؤں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو جائے گا اور کم از کم اتنی بات تو ہو گی کہ اپنی عادت کے خلاف ایک عمل ہو جائے گا (بظاہر مصلحت شارع یہ معلوم ہوتی ہے کہ رمضان میں) کھانے کے وقت تو کھانے نہیں اور جو نیند کا اور آرام کا وقت ہے اس میں کھانا کھلائیں (باوجود ضعف کے) اس مضمون کی تقریر اس طرح فرمائی کہ سوال کرنے والے نے اپنے دل میں طے کیا کہ مقتداؤں اور بزرگوں کی سمجھی ہوئی اور فرمائی ہوئی بات پر ہی عمل کرنا چاہئیے۔ ان کی سمجھی ہوئی بات کو چھوڑا نہ جائے بدل و جان قبول کیا جائے اگرچہ بالفعل اس کی حقیقت ذہن نشین نہ بھی ہو۔

ارشاد فرمایا ـــــــ مردم روم و کشمیر بالطبع خوش الحان ہوتے ہیں۔ میرے بچپن کے زمانے میں ایک خطیب روم سے دہلی آئے تھے ان کے خطبے کو سن کر لوگ بیہوش ہو جاتے تھے۔ بعضے ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھے رہتے تھے۔ بعضے دل پکڑ لیتے تھے اور جو لوگ بہت ہی سخت دل ہوتے تھے وہ یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ اس خطیب کی آواز تیر کی طرح براہ راست دل تک پہنچتی ہے ـــ فرمایا کہ بعض اہل قلم نے لکھا ہے کہاں تک صحیح ہے اس کو خدا جانے کہ ایک دن وارالشکوہ دلیسر شاہجہاں نے حفاظ لاہور کو جمع کیا۔ صرف ایک محلے سے پانچ ہزار حافظ نکل کر آئے۔ فرمایا کہ دہلی میں حکیم اور شاعر بہت ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس شہر کو شعر سے اور تاریخ سے طبعی مناسبت ہے اور اسی کو علم سمجھتے ہیں۔ تحفہ اثناعشریہ کے بارے میں فرمایا کہ ایک شخص نے اس کتاب کی تعریف میں لکھا تھا کہ یہ ایک

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کی برابر سونا لے کر اس کو بیچا جائے تو بائع کو خسارہ رہے گا۔

ارشاد فرمایا کہ ——— اگر کوئی شخص دادا صاحب (حضرت شاہ عبدالرحیم) کے مزار پر جا کر مراقب ہوتا ہے تو نسبت ابوالعلائی کے آثار محسوس کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دادا صاحب نے خلیفہ ابوالقاسم (ابوالعلائی اکبرآبادی) کی بہت کچھ صحبت اٹھائی ہے اور ان سے فوائد حاصل کئے ہیں۔ رمضان المبارک میں افطار کے بعد اور سحری میں پانی (زیادہ) پینے اور معمول کے مطابق عرقِ بادیان وغیرہ کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب کے چہرۂ اقدس پر اور آنکھوں پر ورم بہت آگیا تھا اور یہ ورم کچھ دنوں رہا ——— حکماء و احباء جب حالاتِ مزاج دریافت کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ میری صورت دیکھ لو میرا حال نہ دریافت کرو۔ میرا ظاہر حال تو یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور میرا باطن اس سے بھی زیادہ خراب ہے۔ ایک مُرید نے عرض کیا کہ اس زمانے میں مقاماتِ فنا و بقا میں قوت کیوں نہیں ہے؟ فرمایا کہ ——— میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ ہر زمانے کی ولایت اس زمانے کی سلطنت کے مثل ہوتی ہے۔ ایک شخص بادشاہ وقت (اکبر شاہ ثانی) کا بھیجا ہوا آیا۔ اس نے بادشاہ کی طرف بعد سلام التماس کیا کہ چونکہ وبا شدت سے پھیلی ہوئی ہے اس لئے میں کل کو (بغرض دُعا) چار گھڑی دن چڑھے جامع مسجد میں آؤں گا حضرت والا بھی تشریف لے آئیں ——— پھر اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

قاصد نے سوال کیا کہ وبا کے زمانے میں دوسرے شہر کو چلا جانا جائز ہے؟۔
ارشاد فرمایا منع آیا ہے۔ اس لئے کہ مریض بے تیماردار رہ جائیں گے اور شکستہ دل ہوں گے ——— ارشاد فرمایا کہ قحط وغیرہ مصائب میں ذمی کی بیع اور احرار مسلم کی بیع کو ملا الہداد شارح ہدایہ نے جائز لکھا ہے اور بعض علمائے قصبات مشرق (صوبہ اودھ) نے اس کے مطابق فتویٰ بھی دیا ہے۔ چنانچہ میں نے مولوی نظام الدین (فرنگی محلی) کے دستخط کا فتویٰ خود دیکھا ہے۔ مگر میں اور میرے اکابر اس قول پر فتویٰ نہیں دیتے اور اس بیع کو صحیح نہیں جانتے۔

ایک مُرید نے عرض کیا کہ جس دن کے لئے بادشاہ نے آدمی بھیجا تھا اس دن بادشاہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی؟ میں تو حضرت شاہ غلام علی کے ساتھ تھا (پیچھے رہ گیا)، اوّل تو میں بادشاہ کی سواری اور اس کے تزک احتشام کا نظارہ (جامع مسجد سے باہر) کرتا رہا۔ اس کے بعد ہر چند چاہا کہ آپ سے اندر جا کر ملاقات کرلوں مگر (کثرت ہجوم کی وجہ سے) موقع نہ مل سکا۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں جامع مسجد کی سیڑھیوں تک پہونچا تھا کہ بادشاہ بھی پہونچ گئے سلام و مصافحہ ہوا۔ بادشاہ نے کہا کہ جناب عالی کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ کے پاس خاطر اور خلق اللہ کے نفع کے لئے تکلیف اٹھانے میں کیا مضائقہ ہے؟۔ ...... پھر میں نے ایک گوشے میں نماز دوگانہ ادا کی اس کے بعد بادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ میں نے چاہا کہ تواضع اور معذرت کرکے بادشاہ سے کچھ دور بیٹھوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

مگر اس نے اپنے قریب ہی بٹھایا ــــ توبہ، کلمہ اور دعا کی تلقین کی گئی۔ اسکے بعد شاہ غلام علی کی تعریف کر کے میں نے بادشاہ سے کہا کہ ان کو بھی بلائیے چنانچہ وہ بھی بلائے گئے۔ پھر ہم نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

فرمایا کہ انگریزوں کے شروع زمانے میں ایک سال بارش رُک گئی، خشک سالی ہو گئی، بادشاہ پیادہ پا عیدگاہ تک گیا اور مجھ کو بلایا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ، عیدگاہ کی طرف جانے کے وقت آسمان پر کچھ بادل تھا بھی اور واپس آنے کے بعد وہ بھی نہ رہا۔ ایک نواب صاحب نے سلام کر کے مجھ سے کہا کہ طلب ابر باراں کے واسطے تشریف لے گئے تھے یا بارش رکوانے کے لئے؟ میں نے جواب دیا کہ وہ بادل جو دکھائی دے رہا تھا ناقص و ناکارہ تھا۔ ایسے بے فائدہ بادل کو ہٹوانے اور کار آمد و نافع، بادل کی طلب کے لئے گیا تھا۔ نواب صاحب کہنے لگے۔ کہ جناب کی تقریر کے آگے کون کامیاب ہو سکتا ہے؟ غرضیکہ نواب صاحب نے ایک قسم کا استہزاء کیا تھا (جس کا جواب دیدیا گیا) دوسرے دن بھی (برائے استسقاء) عیدگاہ جانا ہوا (اور) بارش نہیں ہوئی۔ تیسرے دن گئے تو خوب ابر آیا اور خوب بارش ہوئی چنانچہ تر بتر واپس آیا۔ نواب صاحب نے شرم کے مارے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا میں نے آواز دی کہ جناب دروازہ تو کھولئے انھوں نے دروازہ کھولا اور کہا کہ واقعی اچھا بادل آیا اور ناقص چلا گیا۔ ان پر پشیمانی کے آثار تھے۔ انھوں نے معذرت بھی چاہی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

نواب عبد الصمد علی خاں کے نام ــــ جو حضرت کے مُرید تھے۔ ایک مُرید سے مکتوب گرامی تحریر کرایا۔ کاغذ صاف اور عمدہ نہ تھا اس پر فرمایا۔

شیشہ صاف ار نباشد گو سفال کہنہ باش
رند دُرد آشام را با ایں تکلفہا چہ کار

ایک شخص نے ایسے درود کی درخواست کی جس کے پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو جائے ــــ فرمایا کوئی سا بھی درود پڑھو اگر زیارت مقدر ہے تو ضرور ہو گی۔ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ جو کوئی زیارت کے سلسلے میں زیادہ کوشش کرتا ہے زیادہ دیر میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور جسکے نصیب میں زیارت ہوتی ہے وہ آسانی سے فیض یاب ہو جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ــــ میں نجیب خاں (نجیب الدولہ) کی عیادت کو (نجیب آباد) گیا ہوں (وہاں کے بعض دلچسپ واقعات بھی سنائے) پھر فرمایا کہ نجیب الدولہ کے یہاں نو سو عالم رہتے تھے جن کی پانچ روپے سے لے کر پانچ سو روپے تک تنخواہ تھی۔ تین قاضی حنفی، شافعی اور مالکی مذہب کے

عہ نسخہ خطیہ کتب خانہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں نواب عبد اللہ علی خاں نام لکھا ہے۔

عہ اگر صاف اور عمدہ جوس نہیں تو پرانا مٹی کا پیالہ ہی سہی۔ بے تکلف اور آزاد مزاج آدمی کو تکلفات سے کیا تعلق؟

موجود تھے، ایک حنبلی قاضی کو بھی بلایا تھا مگر وہ چلا گیا۔

ارشاد فرمایا کہ ——— سلطان عالمگیرؒ نے میر زاہدؒ کے علم، تشرع کا شہرہ سن کر ان کو ہرات سے بلا لیا اور محتسب اکبرآباد (آگرہ) بنایا اور اس کے بعد قاضی کابل ۔۔ اکبرآباد کے زمانۂ قیام میں میر زاہد نے شرح مواقف وغیرہ تین کتابوں کے حواشی لکھے اور شاگرد بھی تیار کیے، چنانچہ دادا صاحب یعنی حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے جن کو میر زاہد، آخوند کہا کرتے تھے، معقول کی اہم کتابیں میر زاہد ہی سے پڑھیں اور شریک مسودہ حواشی بھی رہے ——— میر زاہد کو فقہ میں کم دخل تھا۔ ایک امیر ان سے شرح وقایہ پڑھنے آتا تھا اس کو دادا صاحب کی موجودگی کے بغیر سبق نہیں پڑھاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میر زا جانؒ کی تقریر بے جان ہے اور آخوند کی تقریر جانِ جاں ہے۔

ایک محفل میں تحریر کی معنوی حیثیت سے اقسام بیان فرمائیں، پھر فرمایا کہ والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تقریر درس وغیرہ میں وجد انگیز ہوتی تھی، مولوی احمد اللہ[2] نے عرض کیا کہ حضرت والا کی تقریر بھی وجد انگیز ہوتی ہے، عوام و خواص دونوں اس کو سن کر وجد میں آجاتے ہیں ۔۔ فرمایا کہ جو چیز ناپائدار اور فانی

---

[1] میر زاہد کے استاد تھے

[2] نسخۂ مطبوعہ میں نام کی جگہ بیاض ہے نسخۂ قلمی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں احمد اللہ نام درج ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے، اگر اچھی بھی ہو تو کیا ہوتا ہے۔ پائدار چیز میں خوبی پیدا کرنی چاہیے یعنی نسبت نشئہ میں قوت پیدا کی جائے۔

ارشاد فرمایا کہ ——— اگرچہ تفسیر (فتح العزیز) بھی اچھی خاصی کتاب ہے، لیکن تحفۂ اثنا عشریہ میں عجیب و غریب تقاریر درج ہو گئی ہیں۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیمؒ، وقتِ رحلت یہ دوہرۂ ہندی[1] بار بار پڑھتے تھے۔

بات جھڑتے یوں کہے کاری بن کے رائے
اب کے بچھڑے نا ملے دور پڑیں گے جائے

ارشاد فرمایا کہ ——— جب والد ماجدؒ مکہ معظمہ گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے ایک چادر والد ماجدؒ کے سر پر ڈالی اور ایک قلم عنایت کیا اور فرمایا کہ یہ میرے نانا کا قلم ہے پھر فرمایا کہ ابھی ٹھہرے رہو میرے چھوٹے بھائی حسینؓ بھی آ رہے ہیں، حضرت حسینؓ نے وہ قلم اپنے دستِ مبارک سے

---

[1] مطبوعہ و قلمی نسخوں میں یہ دوہرہ قریب قریب الفاظ میں درج ہے۔ اس کے پہلے مصرعے کے بعض الفاظ کا مفہوم بھی معلوم نہ ہو سکا بعض لوگوں کی زبانی پہلا مصرعہ اس طرح سنا گیا۔ پتّ ڈھلے ڈال سے لے گئی پون اڑائے۔ بہرصورت خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ جب پتے ہوا کے جھونکوں سے درخت سے گرتے ہیں تو منتشر ہو جاتے ہیں کوئی کہیں اور کوئی کہیں۔ ایسے ہی موت بھی جدائی کا پیام لے کر آتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تراش کر والد ماجدؒ کو دیا۔ اس وقت سے حضرت والد ماجد کا حال نسبت اور حال علم و تقریر ہی دوسرا ہو گیا تھا چنانچہ اس سے پہلے جن لوگوں نے آپ سے استفاضہ کیا تھا وہ آپ کے اندر نسبت سابقہ بالکل محسوس نہیں کرتے تھے۔ قبر شریف میں بھی (بذریعہ مراقبہ) ان سابقہ نسبتوں میں سے کسی کا احساس نہیں ہوتا۔ ہر چند وہ طریقت کے ہر سلسلے میں قدرت تعلیم رکھتے تھے لیکن نسبت سنت نبوی کا غلبہ ہو گیا تھا۔

جب برادر عزیز القدر، فخر فضلائے زماں مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کو مرض وفات لاحق ہوا تو حضرت والا ایک دن دو بار عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اثناء راہ میں ایک مُرید نے عرض کیا کہ مولوی رفیع الدین صاحبؒ کی زندگی سے تمام خاندان بلکہ دہلی بلکہ ہندوستان کی زندگی وابستہ ہے خدا خاندان کو سلامت رکھے، یہ سُن کر فرمایا کہ وہ جاہل بھی ہوتے تو مجھے ان کا ایسا ہی درد ہوتا مگر جب کہ وہ ایک عالم کے لئے فیض رساں ہیں تمام عالم کو ان کا درد ہے ۔۔۔ پھر فرمایا کہ ہماری زندگی تو برائے نام ہی ہے۔ اس وقت جو کچھ فیض ہے ان ہی کا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کے نزدیک تمام بندے چھوٹے ہوں یا بڑے یکساں ہیں وہ حیات و رزق کے معاملے میں غنی مطلق ہیں ان کو کیا پرواہ۔ انکے سامنے کسی کی لیاقت اور قابلیت نہیں چلتی (کوئی لائق و فاضل ہوا کرے)۔۔۔ شاہ رفیع الدینؒ کی رحلت کے وقت بہت سے لوگ جمع تھے حضرت والا نے تقاضا

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے فرمایا کہ وہ تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہیں، نیز سورۂ یٰسین پڑھتے رہیں ۔۔۔ طلباء بخاری شریف کا ختم کر رہے تھے۔ خود مراقبے میں دو زانو بیٹھے تھے (کچھ وقفے کے بعد) استفسار حال کر لیتے تھے۔ جب کانوں میں یہ خبر پہونچی کہ مولوی رفیع الدینؒ نے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دی تو غمناک ہوئے اور دوسروں کو تسلی دینے کے لئے باہر تشریف لائے۔ قبر کے لئے جگہ تجویز ہوئی، بعد غسل جنازہ باہر لایا گیا، چہرۂ اقدس پر لگاتار آنسو بہہ رہے تھے۔ جنازے کو خود بھی اپنے ہاتھ سے پکڑا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت والا جنازے کے آگے چلیں، ارشاد فرمایا کہ میں یہی چاہتا تھا مگر جنازہ اٹھانے والوں کے ہجوم نے سبقت کی۔ لوگ آگے بڑھ چکے ہیں میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ جو کچھ منظور الٰہی ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ میرے تمام حالات اضطراری ہیں۔ کوچوں میں پھراتے ہیں پھرتا ہوں، مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ ۔۔۔

اس کے بعد نماز جنازہ ادا کر کے لوگوں کو اذن عام دیا کہ جو جانا چاہے چلا جائے، پھر مقبرہ میں گئے۔ لحد تیار کی جا رہی تھی۔ شاہ صاحبؒ جنازے کے قریب اپنے والد ماجد (حضرت شاہ ولی اللہؒ) کی قبر کے سامنے مراقبے میں بیٹھ گئے ۔۔۔ دفن کے بعد لوگوں کو ہٹا کر قبر پر مٹی ڈالی ۔۔۔ جب قبر درست ہو گئی تو بغیر چالیس قدم چلے دعا کر کے اور السلام علیک کہہ کر رخصت ہوئے۔ بے حد غمگین تھے ۔۔۔ پہلے زنانے مکان میں تشریف لے گئے پھر مدرسہ میں آئے لوگوں کو رخصت کیا اور تسکین دی۔ یہ بھی فرمایا کہ میرے مرحوم سے چار رشتے تھے، ایک تو برادر حقیقی تھے، دوسرے والد ماجدؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے ایک موقع پر یہ فرما کر میرے سپرد کیا تھا کہ یہ تمہارا فرزند ہے۔ تیسرے میری دایہ کا دودھ انھوں نے پیا تھا، چوتھے میرے شاگرد تھے۔

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ مرحوم حضرت والا کے مظہر علم تھے، فرمایا کیا کہوں طاقت گفتار نہیں ہے بس اب سوائے وقت درس کے مجھ سے کچھ سوال نہ کرو۔ یہ کہہ کر گریہ طاری ہو گیا ___ جب پس جنازہ گریہ کناں جا رہے تھے تو اس وقت بھی لوگوں سے مولانا رفیع الدینؒ کے حالات بیان کرنے سے منع فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ بس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھو

شاہ رفیع الدینؒ کی وفات کے بعد ایک دن فرمایا کہ ہمارے حقیقی بھائیوں کی وفات میں ترتیب منعکس واقع ہوئی ہے، یعنی سب سے پہلے مولوی عبدالغنی (حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے والد ماجد) جو سب سے پہلے تھے فوت ہوئے، بعد ازاں مولوی عبدالقادرؒ جو ان سے بڑے تھے، اس کے بعد مولوی رفیع الدینؒ جو ان سے بڑے تھے فوت ہوئے اب میری باری ہے میں سب میں بڑا تھا۔

ایک موقع پر ایک مرید سے دریافت فرمایا کہ تم نے اچھے صاحب (مارہرویؒ) کو دیکھا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں ڈھاکہ سے لے کر دہلی تک اکثر بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور ان کے ارشادات و توجہات سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا ہے ان میں سے ممتاز اکابر کے چند طبقات بھی میں نے قائم کئے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ احوال بزرگان ڈھاکہ نیز حضرت شاہ غلام علیؒ کے بیان

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرکے کہا کہ طبقۂ ثانیہ میں شاہ اچھے صاحبؒ کو باعتبار علم و عمل، اس فن طریقت کا ماہر سمجھتا ہوں۔ دوسرے شاہ نعمت اللہ صاحبؒ (قادری) ساکن پھلواری (پٹنہ) کو بھی ایسا ہی تصور کرتا ہوں۔ پھر تھوڑے تھوڑے حالات ہر مقام کے اکابر کے مع ان کی نسبت اور کیفیت کے بیان کئے۔

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ عالم کو حافظ پر فضیلت حاصل ہے جس طرح الفاظ کو معانی پر فضیلت ہے لیکن (خواہ مخواہ) کسی کو کسی پر فضیلت دینا کچھ اچھا مشغلہ نہیں ہے۔ بس خدا بہتر جانتا ہے ___ میں نے جو عالم کو حافظ سے افضل کہا وہ موافق ظاہر ہے ___ ورنہ حدیث میں آیا ہے کہ بہت سے تلاوت کرنے والے ایسے

عہ سید آل احمد عرف اچھے صاحب مارہرویؒ اپنے والد ماجد شاہ حمزہ مارہرویؒ کے مرید و جانشین اور اپنے وقت کے مشائخ عظام میں سے تھے۔ آپ نے اپنے وصیت نامے میں شریعت کی پابندی کی خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو انتقال فرمایا۔ (مارہرہ میں) اپنے اب جد کے قریب دفن ہوئے۔ (انوار العارفین ونزہۃ الخواطر جلد ۷)

عہ الشیخ العارف الکبیر نعمۃ اللہ بن محب اللہ بن ظہور اللہ الہاشمی الپھلواروی ۲۸ محرم الحرام ۱۱۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اکثر کتب درسیہ مولانا وحید الحق پھلواروی سے پڑھیں، پھر اپنے والد ماجد سے طریقت کو حاصل کیا اور ان کے جانشین ہوئے۔ بہت سے علماء و مشائخ نے آپ سے استفادہ کیا۔ آخر ماہ شعبان ۱۲۳۳ھ میں انتقال فرمایا پھلواری میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ (نزہۃ الخواطر)

ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے یعنی وہ ظلم بھی کرتے ہیں اور قرآن بھی پڑھتے ہیں اور بعضے علماء ہیں کہ جو بے عمل ہیں ان کے حق میں بھی مذمت آئی ہے۔ پھر فرمایا کہ علم دین غذا کی مانند ہے اور دیگر علوم مسالے کے مثل ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ ــــــ ایک شخص وجد و رقص کی حالت میں کہہ رہا تھا "عشق بازی مشکل ہے"۔ اس کے قریب ایک ایسا شخص تھا جو فکر معاش اور عیالداری میں پھنسا ہوا تھا اس نے بھی وجد کر کے کہنا شروع کیا کہ "کنبہ داری اور عیالداری مشکل ہے"۔

ارشاد فرمایا کہ ــــــ اگر کوئی امام لوگوں کے جماعت میں شامل ہونے کی غرض سے قرأت کو کچھ طویل کر دے تو جائز ہے جیسا کہ اس کا عکس یعنی قرأت کو کم کرنا بھی جائز و ثابت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض اوقات میں چاہتا ہوں کہ قرأت کو طویل کروں مگر کسی عورت کے بچے کے رونے کی آواز میرے کان میں آتی ہے تو قرأت کو کم کر دیتا ہوں۔

ارشاد فرمایا کہ ــــــ والد ماجد نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت اپنے استاد سے عرض کیا تھا کہ میں نے جو کچھ پڑھا تھا اس کو فراموش کر چکا ہوں مگر ہاں حدیث دست کی برابر تکرار کرتا ہوں اور اسے یاد رکھتا ہوں" فرمایا کہ والد ماجد عاشق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے ...... وہ ۱۴ مہینے حرمین شریفین میں رہے اور وہاں کی سند حاصل کی۔ بعض وقت اُن کے استاد فرماتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حدیث کے معنی تم بیان کرو اور سند اجازت میں لکھا ہے کہ اگرچہ انھوں نے مجھ سے حاصل کی ہے لیکن (فہم حدیث میں) مجھ سے بہتر ہیں۔

فرمایا کہ ــــــ شاہ عالمگیرؒ کے حفظ قرآن شروع کرنے کی تاریخ ایک مورخ نے اس آیت سے نکالی ہے ــــ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ــــ پھر تاریخ ختم حفظا فی لوح محفوظ سے نکالی ــــ

شاہ صاحبؒ کی پہلی محراب سنانے کی تاریخ کسی نے اس طرح کہی ہے (جو اصل میں خود ہی بیان فرمائی ہوگی) ــــ

عبد العزیز آں خلف خاندان فضل	کز کودکیست لطف ازل را باد شمول
در گاہوارہ بود کہ با شیر دایہ کرد	انوار ایزدی بدل روشنش حلول
...............[1]	گفتند قدسیاں کہ تراویح تو قبول

۱۱۶۹

ارشاد فرمایا کہ ــــــ حضرت راجے[2] حامد شاہ مانک پوری ہمارے

---

[1] مطبوعہ و قلمی دونوں نسخوں میں تیسرے شعر کا پہلا مصرعہ درج نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ خود شاہ صاحب کو یہ مصرعہ یاد نہ رہا ہو۔ [2] ہنجھو کے خاندان سادات گردیزی میں سے تھے ان کا خاندان قدیم سے معزز ومشہور تھا اور اس علاقے کے لوگ اس خاندان کے افراد کو راجہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ کا حال بھی شروع شروع میں ... اور ... با آخر شیخ حسام الدین عمری ہنجھوری کی ... (بقیہ صفحہ آئندہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

پیران عظام میں سے ہیں اور ہمارا سلسلۂ طریقت اُن تک پہونچتا ہے تقریباً ڈیڑھ سو سال کا عرصہ ہوتا ہے ان کے مزار شریف پر ایک درخت (بے ڈھب طریقے پر) اُگ آیا تھا اس وجہ سے قبر کے کھولنے اور اس درخت کی جڑوں اور لمبی لمبی اصل کے نکالنے کی ضرورت پیش آئی۔ مردم شہر مانکپور بلکہ اطراف و جوانب کے آدمی جمع تھے۔ دیکھا گیا کہ حضرت مانکپوری کی لاش بالکل سالم ہے اور کفن بھی سفید ہے عجب تر یہ کہ ریش مبارک دراز ہو گئی تھی اور سر کے بالوں میں بھی قوت نامیہ کام کر رہی تھی۔ اس واقعہ کو بہت سے اشخاص نے مجھ سے نقل کیا ہے چنانچہ محمد نعمان صاحب

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) خدمت میں پہونچے، بیعت ہوئے اور مدتوں ان کی صحبت میں رہ کر ان کے خلیفہ مجاز ہوئے۔ اگرچہ علم ظاہری کے لحاظ سے کم علم بلکہ بقول صاحب نزہۃ امی تھے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کشف و شہود کے ابواب کھل گئے تھے بہت سے علماء آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر کامیاب ہوئے۔ اپنے زمانے کے کبار مشائخ چشتیہ میں سے تھے اور اپنی روحانیت کی بنا پر مرجع خاص و عام بن گئے تھے......

... کو شہر مانکپور میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے (اخبار الاخیار، انوار العارفین، نزہۃ الخواطر جلد ۴) یہ واقعہ جس کو حضرت شاہ صاحبؒ نے بیان فرمایا انتقال سے ڈھائی سو برس یا سو برس بعد پیش آیا ——— تاریخ آئینہ اودھ میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہے اور حکیم شہاب الدین فریدی مانکپوری نے بھی شہرت عامہ کے مطابق یہ واقعہ سنایا۔ ۔۔۔ مولانا محمد نعمان سید محمود کے صاحبزادے "حضرت سید احمد شہیدؒ کے حقیقی بھتیجے ——— متعدد بزرگوں کے علاوہ حضرت شاہ ولی اللہ سے بھی فیضیاب تھے حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات کے وقت یہ دہلی میں موجود تھے ... میں انتقال ہوا۔

ساکن رائے بریلی جو خاندان سادات قطبیہ کے متقی بزرگ و پیرزادے ہیں وہ بھی اس دیکھنے والے مجمع میں موجود تھے (انھوں نے بچشم خود یہ واقعہ دیکھا ہے اور مجھ سے بیان کیا ہے) راجے حامد شاہ کی اولاد میں جو لوگ شیعہ ہو گئے تھے انھوں نے اس کرامت کے معائنے کے بعد ترک رفض کیا۔

فرمایا کہ ——— قرآن شریف کی اس آیت سے کسی صاحب نے بندے کا تاریخی نام نکالا ہے فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ———

توصیف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی شہادت کے وقت چھ ہزار غلام ہتھیار بند رکھتے تھے جو مستعد جنگ تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم میں سے جو اپنے ہتھیار ڈال دے میں نے اس کو آزاد کیا۔ بعض دیگر صحابہؓ سے بھی جو مقابلے میں جنگ کے لئے آمادہ تھے۔ فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ کلمہ پڑھنے والوں پر تلوار اٹھاؤں۔ صبر و ثبات حضرت عثمانؓ اور اُن کے "عدم قصد ایذائے کلمہ گویاں" کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ بزرگ (یعنی صحابہؓ) سب کے سب آفتاب و ماہتاب اور اپنے اپنے کمالات میں یکتا تھے۔۔ سبحان اللہ ——— سبحان اللہ ——— پھر فرمایا کہ حضرت عثمانؓ نے سب کو قتال و جدال سے منع فرما دیا اور خود مشغول تلاوت ہو گئے اور اسی حال میں سر کٹوا دیا۔

فرمایا کہ ——— مولوی عبدالحکیم کے جواب میں۔ جو منکر وحدت تھے (مولوی) رشید الدین خان (دہلوی) نے بندے کی مرضی اور اشارے سے کچھ لکھا ہے اس کو نقل

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر لینا چاہیے۔ میں بھی اس بارے میں عند الفرصت مختصر طور پر کچھ لکھواؤں گا۔ فرمایا کہ ملا جلال الدین دوانی نے اپنے زمانے کے صوفیا و علماء پر اعتراض کرتے ہوئے یہ رباعی لکھی ہے۔

در خانقاہ و مدرسہ گشتیم بسے
انصاف کہ در پردہ ندیدیم کسے
دیدیم بلے بیہدہ گوئے چندے
قانع شدہ از دوست بہ نگ جرسے

"میں خانقاہ و مدرسہ بہت کچھ گھوما ہوں۔ سچ یہ ہے کہ میں نے وہاں کسی کو اہل نہیں پایا۔ دونوں جگہ میں نے دیکھا کہ کچھ خواہ مخواہ کی باتیں بنانے والے جمع ہو گئے ہیں اور مادیت کی طرف راغب اور حقیقی دوست سے غافل ہیں:"

میرے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے۔

در صحبت اہل دل رسیدیم بسے
دریوزہ کناں زہر کسے یک نفسے
از چشمۂ آب زندگانی قدحے
وز آتش وادیٔ مقدس قبسے

"میں اہل دل حضرات کی خدمت میں بہت کچھ حاضر ہوا ہوں۔ میں نے ہر ایک سے ان کے انفاس طیبہ کے فیوض میں سے ایک فیض کا سوال کیا ہے۔ انکی برکات کے چشمۂ آب حیات سے ایک پیالہ پانی طلب کیا ہے اور انکی روحانیت کی وادیٔ مقدس کی آگ سے ایک چنگاری مانگی ہے۔"

فرمایا کہ ـــــ حضرت شاہ ولی اللہ طریقہ مجددیہ سے بواسطہ حضرت شیخ آدم بنوریؒ منسلک تھے) ایک مرتبہ دوسری شاخ کے بعض اشخاص نے حضرت شیخ آدم اور ان کے سلسلے پر کچھ اعتراض اور اظہار ناراضگی کیا تو حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا:

toobaa-elibrary.blogspot.com

شخصے بخورد گیری ما عاجزاں قتاد
زاں رہ کہ در طریقہ مخدوم آدمیم
گفتم کہ حرف راست بگویم زمان رنج
تو آدمی نبودی و ما آدمی شدیم

"ایک شخص نے ہمارے اوپر اعتراض کرنے کو اپنا وطیرہ بنا لیا۔ صرف اس بناء پر کہ ہم حضرت مخدوم آدم بنوریؒ کے طریقہ میں داخل ہیں ـــــ میں نے اس عیب گر معترض سے کہا کہ میں ایک سچی بات کہتا ہوں رنجیدہ مت ہو جانا۔ وہ یہ ہے کہ تو آدمی نہیں ہم آدمی ہیں (یعنی تو سلسلۂ آدمیہ میں داخل نہیں ہم اس میں داخل ہیں۔)"

ایک شخص نے دریافت کیا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ـــــ کیا حدیث ہے۔ فرمایا اس مقولے کو میں نے کتب صوفیاء میں دیکھا ہے حدیث نہیں ہے۔ پھر اس نے اس مقولے کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا اس وقت ضعف غالب ہے ـــــ پھر فرمایا کہ خیر مختصر سی بات کو تمہارے پاس خاطر سے کہتا ہوں اسی سے سب مضمون سمجھ لینا۔ جس طرح تمہاری روح ہے کہ بدن کے کسی ایک حصے کیساتھ محدود و مخصوص نہیں اور ہر جگہ ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے اور سب سے بر تر ہے۔

نہ تو درو نہ ہیچ مکانے نہ مکانے ز تو خالی

اگر اس قدر بھی کسی نے نہ جانا تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو کچھ پہچانا۔

ارشاد فرمایا کہ ـــــ امام ابو حنیفہؒ نے قیاس کو اپنی جیب سے نہیں نکالا کہ وہ ظاہر حدیث پر قیاس کو از خود ترجیح دینے لگے ہوں بلکہ وہ تو اس چیز کو جو خلاف

ملا علامہ سیوطیؒ نے ابن سمعانی کے حوالے سے اس کو یحییٰ بن معاذ رازی کا کلام بتایا ہے۔ محمود رسائل السیوطی

اصول کلیہ ہو یعنی قرآن شریف اور احادیث مشہورہ کے خلاف ہو اُس کو نہ ہیا، نہیں کرتے اور اصل کو برہم نہیں ہونے دیتے خلاف اصول کلیہ کی تاویل کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دنیا کے معاملات میں بھی اسی طرح کیا کرتے ہیں کہ جو کچھ فرمان میں اور آئینِ سلطنت میں لکھا ہوتا ہے (اس پر عمل درآمد ہوتا ہے) فرمان و آئین کے خلاف گو بادشاہ کی روایت ہی کیوں نہ بیان کی جائے اس کی تاویل کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اپنے اپنے قواعد کے لحاظ سے چاروں مذہب خوب ہیں۔ بلحاظ قواعد کلیہ مذہب حنفی اور بلحاظ قواعد حدیث و تنقیح حدیث مذہب شافعی ہے۔

سید احمد (شہیدؒ) رائے بریلوی سے ۔۔۔ جو کہ حضرت والا کے اکابر خلفاء میں ہیں، عند الذکرہ فرمایا کہ دنیا بکھیڑے کی جگہ ہے۔ (جو کام ہو) اللہ کیلئے ہو یہی بہتر ہے۔

ایک شخص نے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کا مفہوم دریافت کیا تو فرمایا ۔۔۔ کہ علماء قرب علمی اور صوفیہ قرب وجودی مراد لیتے ہیں بعض لوگوں نے محفل مبارک میں عرض کیا کہ اس زمانے میں حضرت والا جیسا بزرگ (شاید) تمام دنیا میں نہ ہوگا۔ اولیاء اللہ کو امراض لاحق ہوتے ہیں حضرت والا کو بھی متعدد امراض لاحق ہیں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی تعریف میں یہ بات بھی لکھی گئی ہے کہ وہ اتنے مشہور ہوئے کہ ان کے حالات کتب ولایت میں مندرج ہیں۔ بفضل الٰہی سے حضرت والا کا نام بھی روم، شام، بلخ و بخارا، سمرقند، دمشق مکہ و مدینہ، مصر و عراق بغداد اور علاقہ فرنگ میں مشہور ہے اور وہاں کی کتابوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں آپ کا ذکر خیر ہے حضرت والا نے یہ سن کر تواضع اور انکسار کا اظہار کیا۔

اسی اثنا میں فیض یاب ہونے کی بات بیان فرمائی اور یوں فرمایا کہ محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں بائیس بزرگ دہلی میں تھے جو ہر خانوادے سے تعلق رکھتے تھے اور صاحب ارشاد تھے اور ایسا اتفاق کم ہوتا ہے کہ ایک وقت میں اتنے مشائخ ہر سلسلے کے موجود ہوں، منجملہ ان بزرگوں کے ایک شاہ دولت محمد قادریؒ بھی تھے ۔۔۔ ایک دن اُن سے کسی نے دریافت کیا کہ آپکا سلسلہ کون سا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اگرچہ میں (ایک سلسلے میں) ایک بزرگ کا مرید ہوں اور ان سے سلوک کو طے کیا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ میں نے خدا کو ایک خرمہرہ کے ذریعہ پایا ہے اور اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ میں بادشاہ کا ملازم تھا۔ اس کے ایک کام کو انجام دینے کے لئے گرمی کے زمانے میں نکلا، پیاس لگی، صراحی دار سے پانی مانگا اس کے پاس بھی پانی نہ تھا سقہ بھی کوئی نظر نہ پڑا قریب بہ ہلاکت تھا۔ ناگاہ اجمیری گیٹ کے قریب ایک سقے سے ملاقات ہوئی ایک کٹورہ پانی ایک خرمہرہ کے عوض دستیاب ہوا میں پانی پینا ہی چاہتا تھا کہ ایک سائل نے بڑی لجاجت سے اپنی تشنگی کا اظہار کر کے وہ کٹورا مجھ سے طلب کیا، اگرچہ نفس نہیں چاہتا تھا مگر اس پر قابو پا کر وہ کٹورا سائل کو دے دیا، جب اس پیاسے نے پانی پینا شروع کیا اسی وقت مجھے ایک خنکی، ایک سُرور کی کیفیت اور تجلی الٰہی کی ایک جھلک اپنے اندر محسوس ہوئی، بعد کو میں نے

جو ترکِ دنیا کا شیوہ اختیار کیا اس کی اصل بنیاد یہی پیاسے کو پانی پلانا ہے، مابعد کی سب باتیں اسی کی طفیلی ہو گئیں۔

ایک صاحب جو حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر آئے تھے حضرت والا کی خدمت میں آبِ زمزم لائے حضرت والا برائے تعظیم چارپائی سے نیچے اُتر کر کھڑے ہوئے اور بعد دعا قدرے آبِ زمزم نوش فرمایا اور ایک مُرید کو دیا انھوں نے دیگر حاضرینِ مجلس کو بھی وہ تبرک دیا۔ ایک صاحب نے فرمایا آبِ زمزم قدرے کھاری ہوتا ہے اور یہ میٹھا پانی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دوسرا پانی زیادہ ملا لیا ہو گا۔ ارشاد فرمایا کہ ہم تو معتقد غائبانہ ہیں۔ ہمارے حق میں ہر وہ پانی جو زمزم کے نام سے ہو اور اس سے تھوڑا بہت تعلق رکھتا ہو، زمزم ہی ہے۔ یعنی اس کا ثواب ہم پائیں گے ـــــ پھر ارشاد فرمایا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آبِ زمزم جس نیت سے پیا جائیگا حصولِ مطلب کی امید ہے اور جو شخص آبِ زمزم شکم سیر ہو کر پیئے گا آتشِ دوزخ اس پر اثر نہ کرے گی ـــــ

ارشاد فرمایا۔ دو ماہ ہوئے روضۂ سلطان المشائخ پر حاضر ہوا تھا عجیب کیفیت نمودار ہوئی ـــ وہاں کوئی شخص مزامیر گا رہا تھا میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور مجھے کوئی ظلمت بھی اس وقت محسوس نہیں ہوئی پھر کسی نے مزار پر سجدہ تعظیمی کیا اس کی ظلمت مجھے محسوس ہوئی ـــ

ایک صاحب نے جنھوں نے اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے دُعا کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

درخواست کی تھی ـ فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں، اختیار بدستِ مختار ـــ

شیخ علی حزیں کا جو کہ مذہباً شیعہ تھے ذکر کرتے ہوئے فرمایا ـ جسوقت وہ دہلی گئے اور ایک حویلی کرائے پر لی تو اس حویلی کے دروازے پر ایک فقیر رہتا تھا وہ بدستور فقرا صبح کے وقت اپنے سلسلے کے بزرگوں کے نام پڑھتا تھا، شیخ علی حزیں کے کانوں میں بھی آواز پہونچتی تھی، ایک دن صاحب خانہ نے شیخ علی حزیں سے حویلی کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہاں ہر قسم کا آرام ہے مگر دروازے پر "تذکرۃ الاولیا" جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ہٹاؤ ـــــ

فرمایا کہ میں ۲۷ رمضان کی رات میں بوقت سحر پیدا ہوا تھا۔ چونکہ والدین کے بہت سے بچے مجھ سے پہلے انتقال کر چکے تھے اس لئے میرے پیدا ہونے پر مجھ سے ان کی بہت سی آرزوئیں وابستہ تھیں۔ اس وقت بہت سے بزرگ اولیا، حضرت والد ماجدؒ کے خلفاء میں سے مثل شاہ محمد عاشق پھلتی وغیرہ کے مسجد میں معتکف تھے مجھ کو غسل دیکر محرابِ مسجد میں لا کر ڈال دیا تھا گویا کہ نذر خدا کر دیا تھا۔

ہاتھی کی چالاکی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے زمانے ہی میں اب سے کچھ عرصہ پہلے ایک فیلبان تھا جو ایک درزی سے دوستی رکھتا تھا ایک دن درزی سُرخ کپڑا سی رہا تھا۔ ہاتھی کو سُرخ کپڑے سے طبعاً محبت ہوتی ہے اس لئے اپنی سونڈھ کو بار بار اس کپڑے کی طرف لے جاتا تھا۔ درزی سوئی اس کی سونڈھ میں چبھو دیتا تھا۔ اس کے بعد ہاتھی جب دریا سے لوٹ کر اس درزی کی دکان پر سے گذرا تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

(انتقاماً) وہ پانی جو سونڈھ میں بھر کر لایا تھا اسکی طرف پھینکا جس سے دوکان کے تمام کپڑے تر بتر ہو گئے ——— درزی نے اقرار کیا کہ جرم میرا ہی تھا (کہ میں نے اسکی سونڈھ میں سوئی چبھوئی تھی)۔ پھر فرمایا کہ میرے ہی زمانے میں ایک بادشاہ کا فیلبان مر گیا بادشاہ نے چاہا کہ کوئی دوسرا فیلبان اسکی جگہ مقرر کرے اس لئے کہ فیلبان سابق کا لڑکا کم عمر تھا اور ہاتھی بہت بڑا اور جنگی تھا مگر ہاتھی نے کسی دوسرے فیلبان کو قابو نہیں دیا، مستی و شوخی آغاز کی اور آب و دانہ نہیں کیا تمام فیلبان حیران ہوئے اور انھوں نے یہ سب ماجرا بادشاہ سے بیان کر دیا بادشاہ بھی حیران تھا کہ کیا کرے ایک مجذوب حضرات کی بیٹھک پہنچ گیا۔ اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ فیلبان سابق کے بچے کو لایا جائے۔ اس بچہ کو لایا گیا تو پھر وہ ہاتھی قابو میں آگیا۔

اہل دہلی کے بیجا خرچ اور اسراف کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ نواب قمرالدین خاں کی عورتیں پانی سے غسل کرنے کے بعد عرق گلاب سے غسل کرتی تھیں، اور دوسرے نوابوں کے گھروں کے نقطہ چاول اور پان، غذا یا یومیہ ہزاروں کے خرچے میں آتے تھے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ باوجود اشتداد امراض، حضرت والا کے ہوش و حواس بالکل بجا اور صحیح ہیں، یہ قوت ملکیہ ہے طاقت بشری نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مشہور بات ہے اور تجربے میں بھی آئی ہوئی ہے کہ خادم علم حدیث کے ہوش و حواس خراب نہیں ہوتے اگرچہ اس کی عمر سو سے بھی متجاوز ہو جائے ——— بندے کا تو بچپن ہی سے علم حدیث کا مشغلہ ہے

ایک شخص نے اثنائے گفتگو میں عرض کیا کہ حضرت والا قطب زمانہ ہیں، ارشاد فرمایا۔ استغفر اللہ ——— پھر فرمایا کہ اسی وجہ سے تو زمانہ خراب ہے کہ مجھ جیسے قطب اس زمانہ میں ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتوباتِ علمی و ادبی تبرکات

toobaa-elibrary.blogspot.com

شروع میں صرف بیاضِ رشیدی کے اہم مندرجات کو ترجمے کے ساتھ ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ تھا۔ پھر خیال آیا کہ اس سے پہلے حضرت شاہ صاحبؒ کا مختصر تذکرہ ہوجائے۔ تذکرہ کے بعد ملفوظاتِ عزیزیہ کا سلسلہ چلا وہ اگرچہ مطبوعہ ہیں لیکن نسخہ مخطوطہ سے مقابلہ کرنے اور اُس کے تراجم دیکھنے کے بعد ضروری سمجھا گیا کہ اس کی تلخیص بھی اس طرح کردی جائے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مجلسی ارشادات کے صحیح مطلب و مفہوم سمجھنے میں کوئی اُلجھن پیدا نہ ہو، اور اُسکے خاص اور اہم نمونے دیکھ کر مجلس مبارک کی تصویر نظروں کے سامنے آجائے، صاحبِ ملفوظات سے رابطہ قائم ہو اور جس مقصد کے تحت بزرگوں کے اقوال جمع کئے جاتے تھے وہ مقصد بھی حاصل ہو۔ ملفوظات کی تلخیص سے فارغ ہونے کے بعد اب بیاضِ رشیدی کا نمبر آیا ہے۔

بیاضِ رشیدی کا مطالعہ جیسا کہ پہلے عرض کرچکا ہوں میں نے دارالعلوم دیوبند کی طالب علمی کے زمانے ۱۳۵۵ھ میں کیا تھا ــــــ اسکے کچھ عرصہ بعد بریلی کے زمانۂ قیام میں جب کہ الفرقان کا شاہ ولی اللہ نمبر نکل رہا تھا مجھے دوبارہ اس کے مطالعہ کی اہمیت محسوس ہوئی۔ اس مرتبہ میں نے اس بیاض کے کچھ حصے کو

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

نقل کرلیا تھا اور اس میں جو مکتوبات، علمی تحریرات اور سوالات کے جوابات میں اُن کی ایک فہرست بنائی تھی ـــــ درمیان میں توفیق نہ ہوئی کہ اس بیاض پر کوئی مقالہ لکھتا۔ اب تقریباً تیس سال کا زمانہ گزرنے پر یہ کام کر رہا ہوں ـــــ خود اصل بیاض ہی میں بعض مقامات کرم خوردہ تھے اور بعض بمشکل پڑھے جاتے تھے۔ یاد اُصدی کے اندر میری نقل کردہ عبارات میں بھی کہیں کہیں تغیر آگیا اور کاغذ کی دریدگی نے بھی دو ایک جگہ اہم معلومات کو نظروں سے غائب کر دیا ہے ـــــ یہ بیاض (جو اب کتب خانہ دارالعلوم دیوبند کے کثیر التعداد قلمی نسخوں کے ذخیرے میں مل نہیں رہی ہے (خدا کرے مل جائے) ـــــ مشہور مناظر و محقق مولانا رشید الدین خاں دہلویؒ کے آثار قلمیہ میں سے ہے۔ اس پر جمعیۃ الانصار کی مہر بھی ثبت ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دلدادۂ خاندان ولی اللّٰہی حضرت مولانا سندھیؒ کو کہیں سے دستیاب ہوئی ہوگی۔ انھوں نے ہی جمعیۃ الانصار کے دفتر سے دارالعلوم کے کتب خانے میں داخل کیا ہوگا۔ میرے کرم مولانا سلطان الحق صاحب قاسمی ناظم کتبخانہ اور محترمی سید محبوب رضوی کی مہربانی اور رہنمائی سے میں نے اس بیاض کا مطالعہ کیا تھا۔

بیاض کے شروع میں دو ورق پر ایک اہم سوال کا جواب ہے ـــــ یہ دراصل شاہ صاحبؒ کی ایک علمی تقریر ہے جس کو مولانا رشید الدین دہلویؒ نے ضبط کیا ہے۔

اس کے بعد چوالیس ۴۴ ورق پر مکتوبات ہیں ـــــ جن کی مجموعی تعداد ۷۰ ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

مکتوبات حضرت شیخ جمال الدین ابو الطاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنیؒ ـــ ۲

مکتوبات حضرت شاہ ابوالرضا محمد عمری ہندیؒ ـــ ۲

مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ـــ ۹

مکتوبات شاہ اہل اللہ فاروقی دہلویؒ بنام شاہ عبدالعزیزؒ ـــ ۵

مکتوبات و مراسلات شاہ عبدالعزیزؒ ـــــــ ۵۴

مکتوبات شیخ احمد الجبار و باباعثمان ابن فاروق الکشمیریؒ بنام شاہ عبدالعزیزؒ ـــ ۱

ایک مکتوب کے متعلق پتہ نہ چل سکا کہ کس کا ہے؟ مجموعہ ۷۰ ہوا۔

ان میں حضرت شاہ ابوالرضا محمدؒ کے دونوں مکتوب حاجی رفیع الدین فاروقی مرادآبادیؒ کے پردادا ملا عصمت اللہ المرادآبادیؒ (قاضی مرادآباد) کے نام ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے مکتوبات ان حضرات کے نام ہیں۔

(۱) الفاضل العلامہ المخدوم معین الملۃ والدین السندھیؒ[1] ـــ ۱

---

[1] علامہ محمد معین ابن محمد امین سندھی علم حدیث و کلام اور علم ادب میں بڑے پائے کے عالم تھے (باقی آگے)

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲) شارحِ معارفِ ولی اللّٰہی شیخ محمد عاشق پھلتیؒ ـــــ ۱

(۳) شیخ عبدالقادر جونپوری ـــــ ۱

(۴) قدوۃ المحدثین شیخ ابوالطاہر کردی المدنیؒ استاذ حضرت شاہ ولی اللہ ـــــ ۳

(۵) استاذِ حرمین شیخ وفد اللہ المالکی المکیؒ استاذ حضرت شاہ ولی اللہؒ ـــــ ۱

(۶) شیخ ابراہیم ابن شیخ ابوطاہر مدنیؒ ـــــ استاذ کے صاحبزادے ـــــ ۱

ایک مکتوب ولی اللّٰہی کے متعلق بیاض سے یہ معلوم نہ ہوا کس کے نام ہے؟

قدوۃ المحدثین حضرت شیخ ابوطاہر مدنیؒ نے جو دو مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ کے نام اُن کے حجاز کے زمانۂ قیام میں مکہ معظمہ روانہ کئے ہیں ان میں سے ایک مکتوب کی تاریخ تحریر ۱۶ رشوال ۱۱۴۴ھ ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے مکتوبات جن حضرات کے نام ہیں انکے ناموں کی

۱؎ دمسو گذشتہ کا) آپ حضرت شاہ ولی اللہ سے نسبت تلمذ حاصل تھی شیخ ابوالقاسم نقشبندیؒ سے سلسلۂ نقشبندیہ کی تعلیم حاصل کی۔ شاعر بھی تھے کئی کتابوں کے مؤلف و مصنف تھے ۱۱۹۱ھ میں وفات پائی۔ (نزہۃ الخواطر جلد ۶)

۲؎ مولانا عبدالقادر ابن خیرالدین الصاری جونپوری شیخ حقانی اسیٹھو تے وغیرہ سے ضلع میں بلاد میں پڑھا۔ شیخ وحید الحق پھلواریؒ سے سلوک طے کر کے نیز شیخ اسمٰعیل الہ آبادیؒ سے بھی فیض حاصل کیا۔ قصبہ سوگرا میں ۱۲۰۲ھ میں انتقال فرمایا ـــــ (نزہۃ الخواطر جلد ۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست یہ ہے

شاہ اہل اللہ دہلویؒ، شاہ نوراللہ پھلتیؒ خسر شاہ عبدالعزیزؒ، بابا عثمان بن فاروق الکشمیری، محمد جواد پھلتی، صاحب الحقائق والمعارف شیخ محمد عاشق پھلتیؒ، جامع الفضائل مولانا حضور اللہ الکشمیری، صدر الافاضل مولانا محمد مغربی مفتی دہلی، جناب فریدالدین بن عبدالسلام الکشمیریؒ، رشید الملۃ مولانا رشیدالدین دہلویؒ، سید ظہ بغدادی، (ان کے نام کے بعد بیاض میں یہ عبارت ہے:- من ولد غوث الثقلین ورد فی الدھلی ۱۲۰۲ھ ـــــ یعنی یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی اولاد سے ہیں ۱۲۱۴ھ میں دہلی تشریف لائے تھے)

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے مکتوبات ان حضرات میں سے بعض کے نام کئی کئی ہیں بہت سے مکتوبات کے شروع میں اصطلاح لکھا ہوا ہے۔

مکتوب الشیخ عبدالعزیزؒ الی البعض فلانہ

الی البعض الافاضل

الی البعض الاکابر

الی البعض اصحابہ

الی البعض اصحابہ من فضلاء الافاغنۃ

الی البعض احبابہ

الی البعض اصدقائہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتوب الشیخ عبدالعزیزؒ الی بعض الشعراء۔

ان چون تحریرات میں وہ تین تحریریں بھی شامل ہیں جن میں ایک کا عنوان ہے فصل۔ دوسری کا عنوان ہے من رشحات اقلام قدوۃ الادباء الشیخ عبدالعزیز مدظلہ ـــــ تیسری کے شروع میں ہے من عبارات الشیخ الاجل عبدالعزیز مدظلہ، فی تعریف الذھبی ـــــ

تقریباً ۲ صفحات پر حصہ نظم ہے جو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے عربی کلام پر مشتمل ہے۔۔۔ شاہ صاحبؒ کا کلام بڑا کیف آور اور وجد انگیز ہے۔ افسوس کہیں کل اشعار نقل نہ کرسکا۔ چند اشعار نقل کئے ہیں جو اپنے موقع پر پیش کئے جائیں گے۔

چار ورق پر سوالات و جوابات ہیں جو استفتاء اور فتوی کی شکل میں ہیں۔

۴۲ صفحات پر تحقیقات و تدقیقات حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا سلسلہ ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) ایک سوال کا جواب جو بعض اعزا نے کول (علی گڑھ) سے بھیجا تھا۔

(۲) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے سوال کا جواب (مدت سلطنت بنی امیہ کے بارے میں)

(۳) جواب سوال قاضی صاحب مذکورؒ (ہندوستان کی زمین کس قسم کی ہے؟)

(۴) سجدۂ سہو کے بارے میں ایک تحقیق۔

(۵) جواب سوال حاجی رفیع الدین خاں فاروقی مرادآبادیؒ (دضع میزان

toobaa-elibrary.blogspot.com

(محشر سے متعلق)

(۶) رشید صاحب عالی مرتبت کے مرسلہ ایک استفتاء کا جواب (رشید صاحب کا نام درج نہیں ہے)

(۷) ایک مسئلہ (محرم کے انتقال کے بعد اس کے ساتھ محرم کا معاملہ کیا جائے یا نہیں؟)

(۸) ایک سوال کا جواب جو قطع ید سے متعلق ہے اور جس میں روایت عالمگیری کے تعارض کو رفع کیا گیا ہے۔

(۹) مولانا رشید الدین دہلویؒ کے ایک سوال کا جواب

(سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ بعض مسائل میں صاحبین کا تو اقتدار کرتے ہیں اور تقلید امام شافعیؒ نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے؟)

(۱۰) ایک صفحہ پر توریت کی ایک عبارت اور اُس کی تشریح و توضیح اُسکے شروع میں شاہ صاحبؒ کی یہ عبارت ہے ـــــ قد نزل علینا رجل اسمہ ملا فیض اللہ ...... وکان من فضلاء کابل ـــــ عالم بالتوراۃ ـــــ فسألتہ عن بعض قواعد العبرانیۃ فاجابنی فحفظتہا دارا فی اوفق بلسان العرب یعنی ہمارے پاس ایک عالم مہمان کی حیثیت سے آئے جو توریت سے اور عبرانی زبان سے واقف تھے اُن کا نام ملا فیض اللہ تھا۔ وہ فضلاء کابل سے تھے میں نے اُن سے کچھ قواعد عبرانی زبان کے معلوم کئے انھوں نے

مجھے بتائے میں نے ان کو یاد کرلیا۔ عبرانی زبان عربی زبان سے بہت قریب ہے۔

(۱۱) بعض علماء رام پور کے سوال کا جواب ــــ یہ سوال بوساطت حاجی رفیع الدین فاروقی مرادآبادی آیا تھا۔

(۱۲) ایک کتاب کے بعض مقامات کارڈ (تقریباً چار ورق پر)

(۱۳) جواب سوال قاضی ثناء اللہ پانی پتی (عبارت جو اعتق سے متعلق)

(۱۴) جناب غلام حید رخاں کاکوروی کے سوالات کے جوابات۔

(۱۵) مولانا عبدالحیٔ بڈھانویؒ کے ایک سوال کا جواب۔

(۱۶) خواجہ حسن مودودی لکھنویؒ کا استفسار اور اس کا مفصل جواب اس سوال و جواب پر بیاض ختم ہوگئی ہے۔

اس بیاض میں ایک تحریر حضرت شاہ ولی اللہؒ کی ہے اس کے آخر میں ہے

من افادات الشیخ الاجل ولی اللہ قدس سرہ نقلتہا من خطہ الشریف

لے اعتماد الدولہ علام حید رخاں ابن نعمت اللہ درکشتی بنوت اللہ خاں بہادر نصرت جنگ قتسی کاکوروی مولانا محمد فاخرالہ آبادی سے علم حاصل کیا۔ سرکار اودھ بڑے منصب پر فائز تھے ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی۔ (تذکرہ مشاہیر کاکوری)

ے۲ شیخ حسن بن ابراہیم الحسینی لودھوی لکھنوی طریقہ قادریہ کے مجاز اور کئی کتابوں کے مصنف تھے ... لکھنؤ میں انتقال ہوا۔ (نزہۃ الخواطر جلد ...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یعنی یہ شیخ اعظم حضرت شاہ ولی اللہؒ کے افادات میں سے ہے جس کو میں نے انکی دستخطی تحریر سے نقل کیا ہے۔

بیاض کے ۲ دستخطوں میں تفسیری و تجویدی مضامین و تحقیقات ہیں۔

ایک مراسلہ قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ (مؤلف کشاف اصطلاحات الفنون) کے نام ہے جس میں قرأت سے متعلق ایک تحقیقی جواب تحریر فرمایا ہے اس کے آخر میں ہے:۔

ھذا ما قال بفمہ وکتب بقلمہ الفقیر الی اللہ ... عبدالعزیز الدھلوی عفی اللہ عنہ ـــ

اس کے بعد مولانا رشید الدین دہلویؒ کی یہ عبارت ہے۔

ھذہ الاسئلۃ کتبھا الشیخ الاجل الاجل الشیخ عبد العزیز الی قاضی محمد اعلیٰ

اس بیاض کا جتنا حصہ میں نے نقل کیا ہے اس میں انتخاب وتلخیص کرتے ہوئے اصل فارسی یا عربی عبارت کو درج کرکے اسکا ترجمہ پیش کروں گا ـــ

یہ بھی عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بیاض کی جتنی تحریریں ہیں وہ نادر و غیر مطبوعہ ہیں سوائے چند کے جو فتاویٰ عبدالعزیزؒ، رحیات ولی اور آثار الصنادید میں موجود ہیں اگر ایسے ایک دو مضمون نظم و نثر آئیں گے تو یا تو مطبوعہ کی غلطی کا اظہار کرنے کے لئے یا اکی افادیت اور اہمیت کو پیش نظر رکھ کر ناظرین کو اس کے

مفہوم سے واقف کرانے کے لئے ـــــ

اب میں بیاض کے مندرجہ مکاتیب شاہ عبدالعزیزؒ میں سے ان مکاتیب کو سامنے لا رہا ہوں جو شاہ اہل اللہؒ (عم شاہ عبدالعزیزؒ) و شاہ نور اللہؒ (خسر شاہ عبدالعزیزؒ) کے نام ہیں ـــــ ان کے بعد شاہ اہل اللہ کے مکتوبات بنام شاہ عبدالعزیزؒ کا اندراج ہوگا۔ ان خطوط سے تاریخ کے بہت سے گوشے واضح ہونگے۔

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ اپنے چچا شاہ اہل اللہؒ کے نام

(بزبان عربی منظوم)

الى المجلس المحفوف بالمكارم	سیدنا و سندنا عم محترم حضرت
والمعالى اعنى به سيدنا	شاہ اہل اللہ مدظلہٗ کی خدمت
وسندنا وعمنا مكان الروح	میں ـــــ
فى جسدنا وذخيرة يومنا	
ولغدنا سيدنا العم سلمه	
الله تعالى ظلاله عن الاوّل	
واحله محال القبول۔ آمين	
بعد دعوا السّلام والاكرام	بعد سلام مسنون یہ گنہگار فقیر

toobaa-elibrary.blogspot.com

يقول الفقير ذوالآثام	عرض کرتا ہے۔
ان هذا الفقير محفوظًا	کہ میں بحمد اللہ زمانے کے شرور
عن شرور الزمان والاسقام	سے محفوظ ہوں۔ ہر نماز کے بعد میں
بشكر الله بعد كل صلوٰة	اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال
ان يدعو فيه فى نفس الانعام	کرتا ہوں۔ نیز یہ دعا کرتا ہوں کہ
ويعافى جميع رفقته	اللہ تعالیٰ تمام رفقاء و متعلقین کو
من ذكور ونسوة وغلام	عافیت سے رکھے۔ خصوصاً جناب
خصوصا جناب حضرتكم	والا کو تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے
من جميع البلاء والآلام	محفوظ رکھے۔ اسکے بعد عرض ہے کہ ہماری
ثم ان البلاد فاسدة	طرف کے علاقے ظلم و ستم کے ہاتھوں برباد
من ايدى الغشوم والظلام	ہو رہے ہیں۔ آپ پر یہ بات مخفی نہ ہوگی
غير خاف عليك منصعت	کہ ایک قوم نے توتم کی جانب

لہ حیات ولی ص ۲۳۳ پر یہ منظوم مکتوب پورا درج ہے مگر جس میں کاتب کے قلم سے ادھورا کچھ مؤلف نے تعدد ت سے اصل طالب چھپا اس شعر کے دو مصرعے ملا دیئے کو یوں لکھا ہے:-

ع قوم سبہ کاتیت التوتام ـــ بجانب کاکاتیت بنا دیا گیا ـــ تو تمام مغزلی پنجاب کا یک شبہ ہے۔ موجود ہو گیا۔ [illegible] نوٹ پر [illegible] مرحوم شعر کے غلط چھپنے اور توتم کے معنی دریافت کئے ہوئے

قوم سكبت النومشار حصهو كل قريبة ومصوا يتحون الحصون والاملاء وهو اعدة من الرحال اولقوا عدة من الانبياء

کہ کچھ کیا ہے۔ اس نے آبادیوں کو پست کر دیا ہے اور قلعے فتح کر لئے۔ کتنے کچھ مال لوٹ لیا اور کتنے ہی نفوس قید کر لئے۔

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ــــــ بنام شاہ اہل اللہ (پھیتہ)

..... ولعبد فاني احمد الله على ما كسى من سرابيل النعمة وقمص العافية واعطى اقراث الامن واورث الدعة ونعما نعمة

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اس احسان پر کہ اس نے مجھے نعمت عافیت کا لباس پہنایا اور امن و رفاہیت سے نوازا۔ دراصل یہ ایک بڑی نعمت ہے

[illegible]

عطية ومنحة جسيمة لما قيل ؎ ان العيش الاّ في الخمول مع الغنى وعافية يغدو بها ويروح بيد ان قرة العين عائشة سلمها الله تعالى كانت ذات علة فتفضل الله تعالى بازالة اكثرها وهو المرجو لازالة غيرها الخ

جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہو۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎
اصل زندگی تو یہ ہے کہ گوشہ گمنامی ہو
اور غنی و عافیت صبح و شام نصیب ہو۔
نورچشمی عائشہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیمار تھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ بیماری کا بڑا حصہ زائل ہو گیا اور جو بیماری کا تھوڑا سا رہ گیا ہے اللہ ہی سے امید ہے کہ وہ اسکو بھی زائل فرما دے گا۔

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ـــــــ بنام شاہ نوراللہ

(بعد السلام) بعد سلام ......

قد ورد عليه منكم مكرم (سات سطروں کے بعد) ان الاكابر قد استغرقت .... متوكلا على الله الى البدهانه بعد ان

بڑوں کی رائیں متوکلاً علی اللہ بڈھانہ رہنے کی ہو رہی ہیں۔ البتہ ان کا ایک طبقہ وہاں

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

كانت طائفة منهم لا يطيب لاقامة هناك لازدياد لبغضاء الشحنا ء اهالى تلك الاطراف والاملاك وطائفة ترجح تلك المواضع على كل مكان سواها وتفحص عن مفاسدها ومنافع غيرها واما الفقير فبلدان عنده هما ماهما الخ

کی اقامت کو اس لیے پسند نہیں کرتا کہ کہیں وہاں کی سکونت وہاں کے رہنے والوں کے بغض و حسد کا باعث نہ بن جائے۔ ایک گروہ یہاں میں انہیں مقامات (بڈھانہ وغیرہ) کو ترجیح دیتا ہے۔ فقیر کے نزدیک دو شہر ہیں اور وہ ذہن میں ہیں۔

مکتوب شاہ عبد العزیزؒ —— بنام شاہ نور اللہ صدیقی پھلتیؒ

... من العبد عبد العزيز بعد دفع السلام والغرام ... ان هذا الفقير مع جميع توابعه ولواحقه داخل فى حوزة العافية

فقیر عبد العزیز بعد سلام و اظہار اشتیاق عرض پرداز ہے کہ یہ تمام متعلقین و لاحقین کے ساتھ امن و عافیت سے ہوں۔ البتہ برخوردار ...... سلمہ اللہ الصمد

مائر فى محمد الرفاهية بيد ان قرة العين فلان سلمه الله الصمد قد مادت على يديه الحمرة والجرب وعرضت له بذالك الحكة وما يتبعها من الاذى والتعب واما قرة العين فلانة سلمها الله تعالى فقد كان احاطت بها الامراض من على جانب مثل الاسهال وسوء القنيه والنفخ عند تناول الغذاء وسوء الهضم فازال الله بفضله اكثرها وهو المرجو لازالة غيرها — فالملتمس

کے دونوں ہاتھوں پر سرخی اور کھجلی ہو گئی ہے اور اسی کے باعث اس کو بے چینی ہو گیا ہے — نورچشمی ...... سلمہا اللہ تعالیٰ کو بہت سے امراض نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا ان میں سے چند یہ ہیں — اسہال، سوء القنیہ کھانا کھانے کے بعد نفخ، بد ہضمی — اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے امراض کو زائل کر دیا۔ جو باقی رہ گئے ہیں ان کو بھی امید قوی ہے کہ وہی رفع فرمائے گا — آپ سے یہ التماس ہے کہ آپ ان دونوں کی شفا کیلئے دعا فرمائیں — ان دونوں اللہ تعالیٰ کے

لے فساد خون کی وہ نوعیت جو مرض استسقا کا مقدمہ ہوتی ہو اصطلاح طب میں سوء القنیہ کہلاتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

من مجلسكم السامي لا زال
سامياً ان يدعو الله
لشفائها ـــــ ومن
اجل نعم الله في هذه
الايام ما رد الله كيد الكفرة
في نحورهم وحفظنا من
شرورهم ذالك ان
جماعة من السكهة قصدوا
اوطانهم بعد ما قضوا
من بلاجات اوطارهم
فوردوا في اثناء السبيل
على هذا البلد الذي
ليس له سوى الله حافظ
ولا كفيل فارادوا منه
ما يريدون من غيره
من البلاد فحال الله
تعالى بينهم وبين

بڑے انعامات میں سے ایک
انعام یہ ہے کہ اس نے دشمنانِ
دین کے حیلوں کو انھیں کی طرف
پلٹ دیا اور ہم کو ان کے شرور
سے محفوظ رکھا ـــ ایک جماعت
سکھوں نے جاٹوں کے علاقے پر
کامیاب چھاپہ مارنے کے بعد
جب اپنے وطنوں کا قصد کیا تو
اثنائے راہ میں ہمارے اس شہر
سے ہو کر گزرے جس کا حافظ و
والی سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی
نہیں۔ اس شہر میں پہونچ کر انھوں
نے حسب عادت غارتگری کا ارادہ
کیا اللہ تعالیٰ نے ان کا ارادہ پورا
نہ ہونے دیا۔ افضل خاں وغیرہ
رؤسائے شہر ان کے مقابلے کے
لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر تو انکو مجال

ما يشتهونه من النهب
والفساد ونهض
افضل خان وغيره من
رؤساء البلد لمقابلتهم
ودفعهم فلم يتعرضوهم
ومضوا بسبيلهم وكفى
الله المؤمنين القتال و
كان الله قوياً عزيزاً
ولكن مرورهم في تلك
الاطراف وعبورهم على
بلاد المسلمين الضعاف
يشوشنا ويدفعه ما شاهدناه
من لطيف صنع الله عسى
ان لا يكون لهم سلطان
عليهم ان شاء الله تعالى

مقاومت نہ ہوئی اور اپنا راستہ
اختیار کیا۔" اللہ تعالیٰ نے مومنین
سے قتال کی نوبت نہ آنے دی۔
اللہ تعالیٰ زبردست اور غالب ہے
اگرچہ دشمنانِ دین کا ان اطراف
سے گزرنا اور ضعیف مسلمانوں کے
شہروں سے عبور کرنا تشویش پیدا
کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نصرت
دیکھ کر تشویش ختم ہو جاتی ہے
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے توقع
یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہل اسلام
پر غلبہ نہیں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ـــــ کسی عزیز کے نام

اما بعد المرسوم بين الاحباء من التحية والدعاء فقد طالعت رقيمتكم الابنقد التى صدرتموها باسم خواجه محمد امين ووسمتموها غلاف ديوان الحزين وطمعت ونيها من المضامين المتنوعة وكان من حمتها الاستفسار و الاستكشاف عما تقرر من احتمالى الاقامة والارتحال فاعلموا ان الفقير ايضا عند اراد بعد غد قاصدو ذالك لان الوالدة والاخوة لاتدعوني ان اقيم ههنا

بعد سلام و دعا کے واضح ہو کہ میں نے آپ کے اس مکتوب گرامی کا مطالعہ کیا جو خواجہ محمد امین کے نام تھا اور جس کو دیوان حزین کے غلاف میں آپ نے رکھا تھا۔ میں نے اسکے تمام مندرجہ مضامین پڑھے۔ اس میں میری اقامت اور سفر کے بارے میں بھی سوال تھا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ فقیر بھی آج کل میں جانے کا قصد کر رہا ہے میری والدہ اور بھائی مجھے یہاں تنہا چھوڑنے پر راضی نہیں ہیں ـــ میں نے بھی سفر کی اس مشقت کو جو سب کے ساتھ ہو اپنی انفرادی اقامت کی راحت پر ترجیح دیکر ان کے فیصلے کو قبول

toobaa-elibrary.blogspot.com

منفردا . تعب السفر الذى هو فى الاجتماع اولى من لذة الاقامة التى فى الانفراد فقبلت منهم ذالك وقد تقرر التوجه الى البدھانه بالفعل ثم ان طلعت شموس الفتن من المشرق او المغرب نرتحل من هنك الى الموضع المعلوم اسمه وان سكنت رياحها الجنوبية والشمالية اخترنا العود الى هذا البلد المألوف عمره الله ـــــ واما طلب الكتب المرقومة فالقول الفصل فيها

کرلیا ـ اب بالفعل بڈھانہ کی سکونت طے پائی ہے۔ پھر اگر مشرق یا مغرب سے فتنے نمودار ہوئے تو ہم وہاں سے ایک اور مقام پر چلے جائیں گے جو ذہن میں ہے۔ اگر جنوبی اور شمالی فتنے دب گئے تو پھر ہم اسی بلد مالوف (دہلی) کی طرف لوٹنا پسند کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اسکو آباد رکھے۔

اور آپ نے جو مجھ سے چند کتابیں طلب کی ہیں اس کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ تمام کتابیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

انہا سدّت فی الغرائر لا یطاق اخراجہا الآن وسا بلغہا ان شاء اللہ تعالیٰ بعد الاستقرار فی موضع .... واما رسالۃ الجمع بین وحدۃ الوجود والشہود فہو مکتوب سیدنا الوالد قدس سرہ .... الیٰ أفندی اسمعیل الرومی و لقبہ بالمکتوب المدنی و کذالک مقدمۃ ازالۃ الخفاء مسدودۃ فی الغرائر واما دیوان الحریری فقد طالعت بعضہ من دوردۃ النہار الی ھذا الوقت وارسلتہ علیٰ یدکم مل الرقبۃ . والسلام

باندھ کر صندوقوں وغیرہ میں رکھ دی گئی ہیں۔ اس وقت انکا نکالنا بہت مشکل ہے۔ کسی جگہ استقرار نصیب ہونے پر انشاءاللہ تعالیٰ ان کتابوں کو جلد بھیجدونگا اور رسالہ وحدت الوجود والشہود جو ابر اصل والد صاحب قدس سرہ کا آفندی اسمعیل رومی کے نام ایک مکتوب ہے جسے مکتوب مدنی کا نام دیا گیا ہے نیز ازالۃ الخفاء کا مقدمہ یہ دونوں بھی دیگر کتابوں کے ساتھ بند ہیں۔ آپ نے جو دیوان حریری کا نسخہ بھیجا تھا اسکا بعض حصہ آج دیکھ لیا ہے۔ حامل رقعہ کے ہاتھ اسکو واپس کر رہا ہوں

والسلام

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ___ بعض افاضل کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وبعد ___ فقد طال انتظار سرح الچغمینیہ الی الآن ولم یصل بعد۔ فکانہ لم یتفق لاھل الفلھت ارسالہ ___ قد اشتغل بہ الشیخ رفیع الدین سلمہ ربہ والنسخۃ منفردۃ علیہا یعتمد فی الصحۃ والسقم ومع ذالک فھی سقیمۃ فی الغالب فالواجب ان یبلغ اقصی الجھد فی الطلب فان اتفق بھا (والا) فالیاس احدی الراحتین۔ والسلام

بعد سلام مسنون واضح ہو کہ شرح چغمینی کا انتظار بہت طویل ہوگیا۔ ابھی تک یہ کتاب نہیں پہونچی ___ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل پھلت اس کتاب کو بھیجنے کا موقع نہیں پا سکے۔ یہ کتاب برادر عزیز شیخ رفیع الدین سلمہ کے مطالعہ میں ہے صرف ایک ہی نسخہ ہے جس پر صحیح اور غلط کا دارومدار ہے پھر وہ بھی اکثر غلط ہے آپ اچھی طرح کوشش کرکے دوسرا نسخہ تلاش کریں۔ اگر مل جائے تو بہتر ہے ورنہ ناامیدی بھی ایک قسم کی راحت ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ ــــ بعض افاضل کے نام

اما بعد السلام المسنون فقد وصلت صحیفتکم الشریفة محتویة علیٰ عافیتکم وعافیة اھل بیتکم۔ فشکرنا اللہ علیٰ ذالك ـ وان سالتم عنا ـ فنحن ایضاً بحمد اللہ بعافیة ورفاهیة غیر ان ماجریٰ بینا من تقدیرات اللہ تعالیٰ (وحلة) الولد العزیز احمد واختلال الانتظام المنزلی الخ

بعد سلام مسنون ــــ آپ کا گرامی نامہ ملا جو آپ کی اور آپ کے متعلقین کی عافیت پر مشتمل تھا۔ اس پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اور ہماری حالت دریافت طلب ہو تو ہم بحمد اللہ عافیت و رفاہیت سے ہیں ــــ البتہ تقدیرات الٰہیہ کا ظہور میاں احمدؒ کے انتقال اور انتظام منزلی کے اختلال کی شکل میں ہوا۔ الخ

ؒ اس مکتوب سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے یک صاحبزادے کا نام احمد تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ بنام شاہ نوراللہ (خسر شاہ عبدالعزیز صاحبؒ)

...... فمما شاع وذاع وملاء المسامع وتواتر بل وقع علیہ الاجماع فهو ان مرکب الدرانی الیٰ تسخیر ھذہ البلاد والادیاع وان مقدمة جیشہ عبرت النهر ا

وہ بات جو بہت شائع مشہور اور گوش زد خاص و عام ہو بلکہ تواتر کی حد تک پہونچ گئی ہے۔ یہ ہے کہ لشکر احمد شاہ درانی الا کذا ہوا ہے یہاں کے شہروں اور علاقوں کو مسخر کرنے کے لئے ــــ اس کے مقدمۃ الجیش نے نہر کو عبور کر لیا ہے۔

ع جنگ پانی پت کے بعد احمد شاہ درانی تین مرتبہ ہندوستان میں پھر لشکر لیکر آئے جن میں ایک مرتبہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حیات میں اور دو مرتبہ ان کے بعد۔ ان دو میں ایک مرتبہ ۱۷۶۴ء میں یا اس وقت یہ مشہور ہو گیا تھا کہ درانی کا مقصد اس حملے سے انگریزوں کو بنگال سے نکالنا ہے چنانچہ انگریزوں نے بھی ایک دستہ الہ آباد بھیجا تھا کہ اگر ضرورت ہو تو مقابلہ ہو جائے اسکے بعد ۱۷۶۶ء میں آخری بار سکھوں سے نبرد آزما ہوئے۔ اس مکتوب میں ان ہی دو حملوں میں سے کسی ایک کا ذکر ہے۔ اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ پانی پت کے بعد درانیوں میں درانی کی شوکت میں کچھ خلل آ گیا تھا۔ بعد کو یہ خلل دور ہوا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

كادت وشوكته اللتى فارقته قد عادت وانه بنفسه وصل الى جلال آباد وحصل من رؤساء الافاغنة له الانقياد هذا هو الخبر المحقق المنقح بحسب الظن والذى سار فى الاطراف كالمثل السائر ۔ والعلم عند العليم الخبير ۔

يا عبور كيا چاہتا ہے، اور اس كى وہ پہلی شوكت جو اس سے جاتی رہی تھی اب پھر لوٹ آئی ہے ۔ اور وہ بنفس نفيس جلال آباد ۔ تک پہونچ گيا ہے افغان رؤسا اس كے تابع فرمان ہو گئے ہيں ۔ يہ خبر بحسب الظن اور شہرت كے لحاظ سے محقق اور منقح ہے ۔۔۔ باقی اصل علم خدائے عليم وخبير ہی كو ہے

واما كفار مرهتہ فهم على ما كانوا عليه من السكون جامدون فى خيم الادبار ومعسكر الخسران ۔

گروہ مرہٹہ اسی حال ميں ہے جس حال پر تھا، يعنی سكون وجمود ميں مبتلا ہے اور ادبار وخسران كے خيموں ميں سكونت پذير ہے

ب شاہ اہل اللہ بنام شاہ عبدالعزيزؒ

... من هو عزيز عند القلوب ... من فضله بالعلم علام ... غيوب ۔ نسأل الله ان ... ان يجنبنا واياكم من ... شرور الزمان خصوصا ... من غلبة اهل الطغيان ... انه ان وقد وصل ... مكتوبكم المرغوب ... ضمنا على ما فى ... موبات من ملاقى الدينين ومصاف الفرقتين ... فئة تقاتل فى سبيل الله واخرى كافرة يرونهم مثليهم رأى العين والله ... من فضل الله سبحانه ان

اے وہ كہ جو سب كے دلوں كو عزيز ہے اور جس كو علام الغيوب نے علم كے ساتھ فضيلت بخشی ہے ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست كرتے ہيں كہ وہ ہم كو اور تم كو شرور زمانہ سے محفوظ رکھے خصوصا اس فتنے سے جو اہل طغيان كے غلبے كی صورت ميں شہروں ميں رونما ہے تمہارا مكتوب مرغوب پہونچا ۔ اور اس كے مندرجات سے آگاہی ہوئی ۔ دو گروہوں اور جماعتوں كی نبرد آزمائی كا بھی ذكر ہے ۔ ايک جماعت فی سبيل اللہ قتال كرنے والوں كی ہے اور دوسری منكرين اسلام كی جن كی تعداد ديكھنے ميں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ينصر المسلمين ويخذل الكافرين... فكم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله — والذي يسمع من جيش جنود الشجاع الدولة من كفار فرنگ فالى الله المشتكى — الأيام أيام الفتن والحوادث ونحن فقراء المسلمين مثل

دکھتی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالے کے فضل سے امید ہے کہ وہ مسلمین کو کامیاب اور ان سے مقابلہ کرنے والوں کو ناکامیاب کرے گا۔ ... جو سنتے ہیں کہ شجاع الدولہ کی فوجیں ایسی تھیں کہ اللہ تعالی کے حکم سے بڑی تعداد والی جماعتوں پر غالب آئیں" اور وہ خبر جو کفار فرنگ (انگریزوں) کے ہاتھوں شجاع الدولہ

حہ ۱۷۶۴ء میں بلاسی کی جنگ کے بعد بنگالہ میں انگریزوں نے [illegible] سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔ بنگالہ پر تو انگریز پہلے ہی قبضہ کر چکے تھے اس کے بعد انہوں نے [illegible] پر قبضہ جما لیا۔ میر قاسم نے بھاگ کر اودھ کے نواب شجاع الدولہ کے پاس پناہ لی۔ شجاع الدولہ، میر قاسم اور [illegible] بادشاہ تینوں نے مل کر [illegible] کی۔ [illegible] ۱۷۶۴ء [illegible] کے میدان میں جمع ہوئے۔ انگریز [illegible] کے مقابلے کے لئے آیا۔ بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ جس میں شجاع الدولہ کو شکست ہوئی۔ [illegible] نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ شجاع الدولہ دوبارہ کچھ دنوں بعد اپنی قوت جمع کر کے مقابلے کے لئے نکلے، پھر شکست ہوئی۔ (انگریزوں [illegible] صفحہ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حشرات الارض من التي عليها يدستها بالاقدام لا نستطيع الانتقال لا الانتقال من بلد الى بلد واين المفر لا ملجأ ولا منجأ من الله الا الى الله — كان ما كان. لكن الرقعة التي فيها اخبار السكهان ادحشنا غاية الوحشة — فان شرورهم احب ... ان يحاف منهم الفريهم ويهجو مهم بغتة كما وقع مرارا واعذ وانهم شديد يفعلون بهم ما لا يفعلون

کے لشکر کی شکست سے متعلق سنی جا رہی ہے (اس سے صدمہ ہوا) بس اللہ ہی سے ہماری فریاد ہے۔ یہ زمانہ حوادث کا زمانہ ہے۔ اور ہم فقراء مسلمین بے وقعتی میں حشرات الارض کی مانند ہو رہے ہیں کہ جو آتا ہے ہم کو پامال کرتا ہے۔ ہم نہ کہیں جا سکتے ہیں نہ کسی جگہ منتقل ہو سکتے ہیں۔ اور بھاگنے کی جگہ بھی کہاں ہے؟ — کوئی ملجاء اور نجات کا ٹھکانہ اللہ سے بچ کر نہیں — بس اسی کی طرف رجوع کرنے میں نجات ہے — یہ واقعہ تو جو ہوا سو ہوا۔ تمہارے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سے ہوئی تھی۔ اس مکتوب میں [illegible] کا سانحہ ہوا ۱۷۶۴ء ہے اور جو حضرت شاہ ولی اللہ کی وفات سے [illegible] بعد ہوا [illegible] بکسر کے بعد والی جنگ کا ذکر [illegible] ہیں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بغیرهم ـ خصوصاً من کان معروفاً فی العلم والمشیخة اعاذنا الله وجمیع المسلمین من شرورهم وخبث حسدهم والسلام

اس خط نے جس میں سکھوں سے متعلق لکھا تھا بہت زیادہ فکر میں ڈال دیا ۔ ان کے شرور سے خوف ہونا ہی چاہیئے ۔ اس لیے کہ یہ قریب کے ہیں اور ان کا ہجوم اچانک ہوتا ہے جیسا کہ کئی مرتبہ ہو چکا ہے اور اس وقت، ان کی دشمنی بھی دوسروں کی بہ نسبت اہل اسلام سے شدید قسم کی ہے خصوصاً ان حضرات سے جو علم و شیخیت میں معروف و ممتاز ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور جمیع مسلمین کو ان کے شرور اور خبث حسد سے محفوظ رکھے ۔ والسلام

مکتوب شاہ اہل اللہؒ بنام شاہ عبدالعزیزؒ

(۱) یا من نری اهل الصدیق مقبول ثم الذی یاتیك من فضل فمول

(۱) اے وہ کہ اہل صفا کے نزدیک تمہارے اندر ان کی خوبیاں مقبول و پسندیدہ ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ تم پر فضل الٰہی سایہ فگن ہوگا ۔

(۲) ان السعادة فیهانی حکم مشهودة والخیرفی اصلابکم والله مجبول

(۲) سعادت کلیتہً تم سب میں ظاہر اور روشن ہے ۔ اور خیر تو خدا کی قسم تمہارے خاندان کی سرشت میں ہے ۔

(۳) یاتی من الخبار مایدهش قلوبنا فالحفظ من کان من الاٰفات مسئول

(۳) خبریں اس قسم کی آ رہی ہیں جس سے قلوب خوف زدہ ہیں ۔ آفات سے حفاظت کی درخواست اللہ تعالیٰ سے کی جا رہی ہے ۔

(۴) الله یحفظ ایاکم من البلاء فی الدین والدنیا لبعض الخوف مبتول

(۴) اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم سب کو

ھہ یہ منظوم مکتوب غالباً شاہ عبدالعزیزؒ کے اس منظوم خط کے جواب میں ہے جس کا یک شعر یہ ہے ۔

ایام مردانت والقلب منجزع — من قوم سکھ دان الخوف معقول

اور جو حیات ولی کے صفحہ ۳۳۳-۳۳۴ پر درج ہے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ دین میں بھی اور دنیا میں بھی۔ بعض مخلوقات بہت ہی پریشان اور تباہ حال ہے

مکتوب شاہ عبدالعزیزؒ بنام مولانا رشید الدین خاں دہلویؒ

خانصاحب عالی مرتبت مولوی والفضائل سلالة العلياء الاجل مرضي السجايا والشمائل سلمه الله وابقاه والى معارج الكمال الدارين رقاه۔

اما بعد اهداء السلام المسنون والمعروف الدعاء الذي هو بالاخلاص معجون وبكمال المودة مشحون فقد وصلت رقيمتكم الكريمة ودلت على عافيتكم من جميع الوجوه وكانت لداء الانتظار تميمة

خانصاحب عالی مرتبت جامع الفنون والفضائل ..... کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور کمالات دارین کی بلندیوں پر فائز کرے۔ بعد سلام مسنون اور ایسی دعا کے بعد جو اخلاص سے مرکب اور کمال محبت سے بھری ہوئی ہے۔ واضح ہو کہ تمہارا مکتوب آیا جس نے تمہاری ہر طرح کی عافیت سے مطلع کیا۔ یہ مکتوب مرض انتظار کے لئے تعویذ ثابت ہوا۔ اب اگر تم مجھ سے میرا حال دریافت کرتے ہو تو جواب میں اپنی داستان کو بتفصیل بیان

toobaa-elibrary.blogspot.com

وان سالتم عن حالي فلا استطيع شرحها خوفاً من ملالة الاصدقاء وكآبة الاحباء اما مرض القديم فقد اشتد حد الاستيما قصور البصارة وهيجان العين فذالك منعني عن اكثر اشغالي والى الله المشتكى وهو المستعان

کرنے سے قاصر ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں طول تحریر دوستوں کی گھٹن اور تکلیف کا باعث نہ بن جائے۔ مختصر یہ ہے کہ جو بیماری پہلے سے چلی آ رہی تھی اس نے اب شدت اختیار کر لی ہے۔ بالخصوص ضعف بصارت اور آشوب چشم نے مجھے اکثر اشغال سے روک دیا ـــــ بس اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں اور وہی ایسی ذات ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

مِن رشحات اقلام قدوة الادباء
الشّیخ عبدالعزیزؒ

.... ولما تم تحرير الجواب وحان تختم الكتاب دار

اب جبکہ جواب لکھا جا چکا اور مضمون خط ختم ہو رہا ہے۔ میرے دل میں یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فی خلدی ان اخبرکم
ببعض النعم التی انعم
اللہ علی وثبت اساسہا
واختار برأسہا لدی ۔
فمنہا ان سیدی والدی
رضی اللہ عنہ لما توفی
والحق بالملاء الاعلیٰ
ترکنی صغیر السن الا انی
لم اغادر مع صغر سنی
علماً من علومہ وشاناً من
شیونہ الا وقد اخذت منہ
بحصۃ کافیۃ وتشبثت من
اذیالہ بقطعۃ وافیۃ وذالک
من فضل اللہ علینا وعلی
الناس وکان من اسباب ذلک
ما زلت منذ امیط عنی التمائم
ونیطت بی العمائم مشغوفاً

بات آئی کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی
بہت سی نعمتوں میں سے ان چند نعمتوں
سے مطلع کروں جو اللہ نے میرے
اوپر خاص طور پر کی ہیں۔ منجملہ ان
نعمتوں کے ایک یہ ہے کہ حضرت
والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے جب وفات
پائی اور ملاءِ اعلیٰ سے ملحق ہوئے
انھوں نے مجھے صغیر السن چھوڑا تھا۔ مگر
میں نے باوجود اپنی کم عمری کے ان کے علوم
میں سے کوئی علم نہ چھوڑا جس کو حاصل
نہ کیا ہو۔ اتنی عمر میں میں نے ان سے
کافی استفادہ کیا۔ یہ محض اللہ کا فضل
تھا میرے اوپر اور تمام انسانوں پر
کم عمری میں استفادہ کرنے کے اسباب
میں سے ایک سبب ظاہر یہ بھی تھا کہ
میں نے جب سے ہوش سنبھالا میں برابر
حضرت والد ماجدؒ کی صحبت اقدس

بمصاحبتہ مولعاً لقربہ
ومجالستہ .... وبہا یظہر
محاسن المناسبات الروحیۃ
والاستعدادیۃ وتبرز
حسناتہا ۔ وترک اخوتی
کلہم لم یمصوا الذی علومہ
الخاصۃ ولا اخذوا منہ
مما بعدہم لاخذ علومہ
حتی ان اخی رفیع الدین
سلمہ اللہ کان مشغولاً
بالفوائد الضیائیۃ وتعلیقات
الکافیۃ اذ ہجمت عنہ الواقعۃ
التی طارت لالباب اسطات
علی القلوب والاکباد
فوفقنی اللہ تعالیٰ بعضہم
ودعیتہم الی ہذا الشان
وحثہم علی تحصیل العلوم

میں بیٹھا رہا۔ مجلس اقدس میں
بیٹھنے کا بے حد شوق رکھتا تھا۔ صحبت
و مجالست سے مناسبات روحانی کے
محاسن اور استعدادِ علمی کے کمالات
جلوہ گر ہوا کرتے ہیں والد ماجدؒ نے
میرے بھائیوں کو اس حال میں اور
اس عمر میں چھوڑا تھا کہ انھوں نے
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم خاصہ
کو بالکل ہی نہیں چھوا تھا۔ اور نہ حضرت کے
علوم میں سے اتنا پڑھا تھا کہ ان کے
علوم خاصہ کو حاصل کرنے کا ذریعہ بن
جاتے حتیٰ کہ رفیع الدین سلمہ فوائد
ضیائیہ (شرح جامی) اور تعلیقات کافیہ
پڑھ رہے تھے کہ والد ماجدؒ کی وفات
کا جانکاہ اور ہوش ربا واقعہ پیش
آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی
کہ میں نے اپنے سب بھائیوں کو ہر

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

اخذ بکل لسان. فاثر ذالك فیهم واشتغلوا بالقراءة الکتب وسماعها علی هذا الفقیر فجاء والحمد لله کما تشتهیه القلوب وتلذ الاعین اما رفیع الدین فقد حفظ القرآن کله وفرغ بحمد الله من تحصیل العلوم کلها لاسیما الادبیه والفلسفة والاصلین من العلوم الدینیة بل اخذ من العلوم العربیة کالہیئة والنجوم والحساب والهندسة وما یجری مجراها من الرمل والجفر والتاریخ وعلم الفرائض والشعر ورسائل التصوف بحظ وافر ولتی لنا العبور علی الصحاح

(رائج الوقت) زبان میں تحصیل علم کی ترغیب دی، چنانچہ ان پر میری ترغیب کا اثر ہوا اور وہ اس فقیر کے پاس کتابوں کے پڑھنے اور سننے میں مشغول رہے۔ الحمد للہ حسب دلخواہ ایسی استعداد پیدا کی جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ بہرحال رفیع الدین نے قرآن مجید حفظ کرلیا ہے اور وہ بحمد اللہ تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہوچکے ہیں۔ خاص طور پر علوم ادبیہ اور فلسفہ اور علوم دینیہ کی دونوں اصلوں (قرآن وحدیث) میں ان کو تخصص حاصل ہے بلکہ انھوں نے علوم عربیہ بھی حاصل کئے ہیں، جیسے ہیئت، نجوم، حساب، ہندسہ، رمل، جفر نیز رسائل تصوف بھی پڑھے ہیں اور ان کو ان علوم

toobaa-elibrary.blogspot.com

الستة وغیرها من کتب الحدیث وعسی ان یوفقه الله تعالیٰ لذالك ایضا وهو بحمد الله مشغول بتفسیر البیضاوی مشغوف بالمذ رسین.. وله تعلیقات وتدقیقات تقربها العین وتسربها الصدور والحمد لله علی ذالك.

واما عبد القادر فهو ایضا فرغ بحمد الله من حفظ القرآن کله واسمع فی التراویح مرات وهو الان مشغول بالقطبی وحواشی السید علیه۔

واما عبد الغنی فقد حفظ نصف القرآن وهو مشغول به

میں پورا پورا حصہ ملا ہے۔ ابھی ان کا صحاح ستہ وغیرہا پر عبور یعنی دورۂ حدیث باقی ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب توفیق عطا فرمائے گا بحمد اللہ فی الحال وہ تفسیر بیضاوی پڑھ رہے ہیں اور درس وتدریس سے بھی شغف رکھتے ہیں۔۔۔ ان کے قلم سے تعلیقات اور تدقیقات بھی ہیں۔ جن کو دیکھ کر آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔

عبد القادر بھی بحمد اللہ حفظ قرآن سے فارغ ہوچکے ہیں اور کئی مرتبہ تراویح سنا چکے ہیں۔ اس وقت وہ قطبی اور اس کے حواشی سید پڑھ رہے ہیں۔ عبد الغنی نصف قرآن مجید حفظ کرچکے ہیں۔ ابھی اسی میں مشغول ہیں۔۔۔۔۔۔۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

من عبارات الشیخ الاجل فی تعریف الدہلی

الدہلی وما الدہلی.... ھی
خیر البلاد و منفعۃ العباد
یوفہا اھل الالباب من کل
مکان سحیق.... لیشہدوا
منافع لہم ویاخذوا الادب
فیہا ویخوضوا فی کل من العلم
غور عمیق ـــــ اھلہا خیر
اھل ولسانہا اسہل من کل سہل
تری العربی فیہا لا یتضجر من
لسانہ والاصفہانی یظنہا
خیرا من اصفہانہ والتورانی
قد اتخذ فیہا جرانہ ولا فاقتہ
من اقل عبیدہا والکشامرۃ
منذ اردنہا وتلیدہا تجد

دہلی کیا ہے؟ دہلی ایک بہترین شہر ہے۔ لوگوں کی منفعت کا مرکز ہے، عقلمند لوگ دور دور سے یہاں آتے ہیں تاکہ اپنے منافع کو پہنچیں اور یہاں علم و ادب سیکھیں اور یہاں رہ کر ہر علم کے اندر غور و خوض کریں۔ یہاں کے باشندے بہترین آدمی ہیں ان کی زبان بڑی سہل اور آسان ہے عرب کے باشندے کو دیکھو گے کہ اپنی زبان کی وجہ سے یہاں پریشان نہیں ہوتا۔ اصفہانی اس شہر کو اپنے اصفہان سے بھی اچھا سمجھتا ہے۔ اور تورانی نے تو اس کو اپنا وطن بنا لیا ہے۔ افلاس دہلی کے دار راستہ کرنے کے

فیہا اشیاء لم تعرف لہا
اسما و تنظر بہا رجالا لم
تدرک منہم رسما لعمرک
انہا زبدۃ جمیع الاقالیم و
مسکن ارباب الدول النعم
المال فیہا یمیل عنہ العیون
بل لا ید رکہ الظنون و
الذہب قد ذہب عن القیاس
والفضۃ قد نضضت
عقول الناس والحریر تجاوز
من الاحرار الی العبید
فانظر بشبہ کل یوم فیہا بالعید
قٓ والقرآن المجید لو
اصغیت الی مجامعہا التعبت
وقلت ذالک امر بعید متی
ما خرجت الی سوقہا
تسللت الی مجامعہا

لحاظ سے، خدام ہیں، اور کشمیری اپنے تعلق کی بنا پر یہاں کا مال جدید و قدیم ہیں۔ بتم یہاں پر کچھ ایسی چیزیں دیکھو گے جن کے تم کو نام بھی معلوم نہیں اور ایسے اشخاص بھی یہاں پاؤ گے جن کے رسم و رواج تک سے تم واقف نہیں قسم کہتا ہوں کہ یہ شہر تمام اقالیم میں (بعض لحاظ سے) ایک عمدہ اور منتخب شہر ہے۔ یہ ارباب دول ونعیم کا مسکن ہے۔ یہاں مال اس کثرت سے ہے کہ نظریں اس سے اعراض کرتی ہیں اور اس کی مقدار سمجھ میں نہیں آسکتی۔ یہاں سونا قیاس سے باہر ہے اور چاندی کی فراوانی نے لوگوں کی عقلوں کو حیران کر رکھا ہے یہاں ریشم، احرار سے متجاوز ہو کر غلاموں تک پہونچ گیا ہے۔ ناظر کو

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

لما ادببت انك لفي خلق جديد۔ فينادي لك هاتف من فلك فكشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم حديد

رونا کہ یہاں عید کا شہر ہوتا ہے۔ قسم ہے قرآن مجید کی اگر تم اس شہر کی تعریفوں کی طرف کان لگاؤ گے تو تعجب کرو گے اور کہو گے کہ یا العید ہے، اور جب تم اس کے بازاروں اور محبوبوں کی طرف جاؤ گے تو تم کو بالکل شک نہ ہوگا کہ تم خلق جدید کے اندر ہو اس وقت فلک سے ہاتف غیب تم کو ندا دیگا ۔۔۔ اور یہ آیت پڑھے گا۔

"ہم نے آج کے دن تیری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا۔ اب تیری نگاہ تیز ہے۔"

ایک اہم مکتوب اور اس کا جواب

خواجہ احسن مودودی لکھنوی نے حضرت شاہ عبد العزیزؒ کو ایک مکتوب فارسی زبان میں تحریر فرمایا جس کا ترجمہ بطور ملاحظہ یہ ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حقائق آگاہ، معارف پناہ جامع علوم یقینی وحاوی فنون جمیع مولانا مولوی شاہ عبد العزیز صاحب ۔۔۔ فقیر خاصی پر معاصی حسن مودودی عفا اللہ عنہ کی طرف سے بعد سلام ملاحظہ فرمائیں ۔۔۔

کل حافظ عبد الملک نواب محمد خاں بہادر ابن حافظ الملک حافظ رحمت خاں بہادر شہید مغفور میرے پاس تشریف لائے تھے۔ اثنائے گفتگو میں انھوں نے فرمایا کہ آپ حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی کو لکھیں کہ انھوں نے اپنی کتاب مستطاب تحفۂ اثنا عشریہ میں حضرات شیعہ کے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر غزوات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علاوہ تمام خلفاء راشدین کو دوسرے امراء کا تابع کر کے روانہ فرمایا ہے حضرت علیؓ کو کسی کا تابع کر کے کسی لشکر میں نہیں بھیجا۔ اس سے تینوں خلفائے راشدین کے مقابلے میں حضرت علیؓ کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

اگر شاہ صاحب ایسا جواب تحریر فرما دیں جو تسکین بخش اور دافع خطرات وشبہات ہو تو بڑی مہربانی ہوگی۔ اسی وجہ سے میں خدمت عالی میں لکھ رہا ہوں۔ اگر آپ اس کا جواب عنایت فرمائیں گے تو باعث اجر ہوگا۔۔۔ اگرچہ میرے پاس بھی اس سوال کا جواب دلائل قویہ کے ساتھ موجود ہے، لیکن چونکہ نواب صاحب آپ ہی سے دریافت کرنا چاہتے ہیں میرے جواب سے ان کو تسکین نہ ہوگی اسی بنا پر میں نے ان کو خود اس کا جواب نہیں دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا رفیع الدین صاحب، مولوی عبدالقادر صاحب سے سلام مسنون فرمارہیں۔ حاجی شرف الدین آپ تینوں حضرات کو سلام مسنون پہونچاتے ہیں۔

جواب از جانب حضرت شاہ عبدالعزیزؒ

.... خدمت سلالۃ الاسلاف الکرام وتتیجۃ الآباء العظام بیاتی عصا البلاغۃ والنسن المسمیٰ بالاسم الحسن المتخلق بالخلق الحسن ہو دوبیۃ الطریقۃ والنسب بصری الاسم والادب سلمہ اللہ تعالیٰ ازیں فقیر بیچ مدان (؟) ہیچ و ناچیز مسمیٰ بعبدالعزیز عفا اللہ عنہ تحیۃ السلام مقرون بالاشتیاق مالا کلام قبول نمایند بعدہ آنکہ صحیفۂ شریفہ انیقہ اینقہ در وقتے وصول عزت شمول آورد وبہجت آمود فرمود اگرچہ بسبب امراض گوناگوں وعوارض بوقلموں حواسِ خمسہ انتشار و مدرکات باطنی در

.... موصوف باوصاف حمیدہ مسمیٰ باسم حسن متخلق بخلق حسن ۔ طریقت اور نسب میں مودودی حسن بصریؒ کے ہم نام یعنی خواجہ حسن لکھنوی، فقیر بے ہیچ و ناچیز عبدالعزیز عفا اللہ عنہ کی طرف سے ایسا سلام مسنون قبول فرمائیں جو اشتیاق بےحد سے مقرون ہو؟ اس کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مکتوب گرامی موصول ہو کر مسرت کا باعث ہوا اگرچہ امراض گوناگوں اور عوارض بوقلموں کی وجہ سے حواس خمسۂ ظاہری انتشار پذیر ہیں اور مدرکات باطنی اسقام و آلام کی مشقت میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجاہدۂ اسقام و آلام گرفتار... مت بذا بتت ثانندم ازشریف بتحریر جواب سوال نواب حافظ الملک می پردازد در تحفۂ اثنا عشریہ گفتگوئے شیعہ و سنی است مبحث تفضیل در آں اندراج نہ دارد وایں سوال متوجہ بر مسئلہ تفضیل است ۔ لاجرم در تحفہ مذکور نشدہ۔

ازیں سوال دو جواب گفتہ اند اول جواب اہل سیر و روایت است و دوئم جواب اہل بصر و درایت۔ حاصل جواب اول آنکہ از تتبع سیر آنسرور معلوم است کہ آنسرور ہیچ کس را از بنی ہاشم بلکہ بنی امیہ نیز در اکثر اوقات تابع دیگرے نفرمودند در ایں امر حضرت حمزہؓ وابو عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلبؓ وحضرت

گرفتار ہیں پھر بھی نواب حافظ الملک (محبت خاں) کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔

دو راصل) تحفۂ اثنا عشریہ میں بحث شیعہ و سنی ہے۔ تفضیل کا مبحث اسکے اندر نہیں ہے اور یہ سوال مسئلہ تفضیل سے تعلق رکھتا ہے اسی وجہ سے تحفہ میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اس سوال کے دو جواب دیے گئے ہیں۔ پہلا جواب اہل سیر و روایت کا ہے اور دوسرا اہل بصر و درایت کا۔ پہلے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کتب سیرت آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم بلکہ بنی امیہ میں سے بھی کسی شخص کو اکثر اوقات میں کسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

عباسؓ و حضرت جعفرؓ و حضرت عقیلؓ
و فضل بن عباسؓ و ابوسفیان
بن الحارثؓ و حضرت عثمان بن عفانؓ
اموی و خالد بن سعید بن العاص
امویؓ شریک اند۔ اگر بایں امتیاز
رجحانے ہست نیز ہمہ است و جہش
آنست کہ ایں ہر دو قبیلہ از قدیم
ریاست قریش داشتند و بسبب
قربت قرابت ایشاں با جناب رسولؐ
شرف دیگر ایشاں را افزود و نعم ما قیل۔
کنند خویش بناز تو ناز می زیبد
بجز یکے کس اگر یک قبیلہ ناز کند۔
پس اگر ایشاں را تابع دیگرے می فرمودند
خیلے شاق و گراں بر طبائع و امزجہ
ایشاں می آمد و نزدیک تکلیف
مالا یطاق می رسید و شارع حکیم است
بتیسیر و رعایت مراعات می فرماید

دوسرے خاندان کا تابع نہیں بنایا
اس معاملے میں حضرت حمزہؓ حضرت
ابو عبیدہ بن الحارثؓ بن عبد المطلب
حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت
عقیلؓ، حضرت فضل بن عباسؓ،
حضرت ابوسفیان بن الحارث، حضرت
عثمان بن عفان امویؓ اور حضرت
خالد بن سعید بن العاص امویؓ بھی
شریک ہیں۔ اگر اس امتیاز کی بناء
پر کسی کو ترجیح ہے تو ان سب کے
لئے ہے۔ ان دونوں قبیلوں کو
کسی کا تابع نہ کرنے کی وجہ یہ ہو کہ یہ دونوں
قبیلے قدیم سے قریش کی سرداری کے
وارث و حامل تھے، پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت قریبہ کی وجہ سے
ایک اور شرف بھی ان دونوں قبیلوں
کو حاصل ہو گیا۔ کسی شاعر نے کیا خوب

و ایں وجہ را کسانے کہ در خاندان
ریاست پیدا شدہ اند و اخوان و
بنی اعمام خود را بتجربہ و امتحان نمودہ
کرای العین می فہمند۔ ع
حاجت تنبیہ نیست عارف آگاہ را
و حاصل جواب ثانی مسبوق بتمہید مقدمہ
است و آں مقدمہ ایں است کہ
سنت اللہ جاری است کہ بلوغ
باقصی درجات کمال بے طے مراتب
تحتانی آں نمی شود اگر ابتداءً ہر شخصے
را مرتبہ علیا از کمال، القا کنند،
بے آنکہ طے مراتب سافلہ کردہ باشد
حوصلہ اش تنگی می کند و عہدہ آں مرتبہ
کما ینبغی بر نمی تواند آمد غیر از انبیاء
ہمہ کس دریں امر یکساں اند اولیاء
تا وقتے کہ مشق از ادب و اتباع
پیران خود نکردہ بمرتبہ ارشاد نرسیدہ

کہا ہے۔ کنند خویش بناز تو ناز تو
(یعنی اے محبوب تیرے خویش و
اقارب تیرے ناز کی بناء پر ناز کرتے
ہیں۔ اگر کسی ایک فرد کے کمال کی وجہ
سے پورا قبیلہ ناز کرے تو یہ بات
ایک حد تک زیبا ہے) اگر ان کو کسی
دوسرے قبیلے کے کسی فرد کے تابع
بنایا جاتا تو اس کا امکان تھا کہ مزاجاً
اور طبعاً ان کو بہت شاق و گراں
گزرے اور بات تکلیف مالا یطاق
کی حد تک پہونچ جائے۔ شارع کے
سارے اصول و قوانین مبنی بر حکمت ہیں
اور رفع تکلیف میں تیسیر کی رعایت ملحوظ
رکھی گئی ہے۔ یہاں بھی یہی لحاظ رکھا
گیا اس بات کو وہ لوگ جو خاندان
ریاست میں پیدا ہوئے ہیں اور اپنے
سگے بھائیوں اور چچا زاد بھائیوں کا

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

وعلما تا وقتے کہ سالہا سالہا نزد
استاداں نگشتہ وگرد مدرسہ نخوردہ اند
بمرتبۂ تدریس و تعلیم نرسیدہ اند
۔ وہمچنیں در فرقۂ امراء و دیگر اہل
حرف و صنائع مجرب و ممتحن است
و قاعدۂ حکمیہ نیز ہمیں را اقتضاء
می کند بدو وجہ اول آنکہ بلوغ
نفوس بانتہی کمال خود تدریجی است
دوم آنکہ ریاست متفاوت
مروسیہ است تا وقتیکہ شخصے مدتے
دراز مروس و تابع نشدہ باشد در
وقت ریاست بحق الیقین نمی تواند
کہ حسن معاملہ با مروسین بفہد بلکہ
کہ مروس و رعیت را بچہ نہج کدام
سلوک استمالت و جذب قلوب،
توان کرد واز کدام کدام سلوک
متنفر می شوند و رم می کنند پس

تجربہ و امتحان کئے جاتے ہیں یعنی
طور پر سمجھ سکتے ہیں۔" عارف آگاہ
کو تنبیہ کی ضرورت نہیں ہوتی یہ
دوسرے جواب کا حاصل ایک مقدمہ
کی تمہید پر موقوف ہے وہ مقدمہ یہ
ہے کہ سنت اللہ اس طرح جاری
ہے کہ منتہائے کمال پر پہونچنا تحتانی
مراتب کو طے کئے بغیر کا حصہ میسر نہیں
ہوتا۔ اگر ہر شخص کو ابتداء ہی میں
کمال کا مرتبۂ عالی دے دیا جائے
بغیر اس کے کہ وہ نیچے کے درجات
و مراتب طے کرے تو ایسی صورت
میں اس کا حوصلہ تنگ ہو جائیگا۔
اور اس مرتبے کی ذمہ داری سے
کما حقہ عہدہ برآ نہ ہو سکے گو حضرات
انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام
انسان اس امر میں مساوی ہیں۔

ریاست او علی بجہتہا تمکن نمی پذیرد
و چوں ایں مقدمہ ممہد شد میگوئیم
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را
چناں چہ از احادیث بسیار مستفاد
می شود خلافت ایں چہار بزرگ
علی ترتیبہا از غیب معلوم شدہ بود
و چوں خلیفۂ رابع را بست و چہار
سال مروسیت و تبعیت و فرمان
رئیس مختلف الامرجہ بر داشتن
مقدر بود حاجت مشق کنانیدن
ایں کار بحضور خود نبود خلیفۂ ثالث
را کہ تا دوازدہ سال مشق ایں کار
مقدر بود و زیر فرمان دو رئیس
ماندن، ایشاں ہم محتاج مشق ایں
کار نشدند بخلاف شیخین کہ اینہا!
بلا فصل بعد از وفات آنجناب
صلی اللہ علیہ وسلم ریاست مقدر بود

اولیاء کو دیکھئے جب تک انھوں
نے ادب کی مشق اور اپنے مرشدوں
کی اتباع نہیں کی۔ مرتبۂ ارشاد کو
نہیں پہونچے۔ اسی طرح علماء نے
تا وقتیکہ سالہا سال اپنے استادوں
کی ماریں نہیں کھائیں اور مدتوں
مدرسے کی خاک نہیں پھانکی تدریس
و تعلیم کی مسند پر فائز ہوئے یہی بات
فرقہ امراء اور دیگر اہل حرفہ و اہل
صنعت میں آزمائی جا چکی ہے۔ اور
حکمت کا قاعدہ بھی اسی کا اقتضاء
کرتا ہے دو سبب سے (۱) حد کمال
تک نفوس کا پہنچنا تدریجی ہے (۲)
ریاست و سرداری تابعداری سے
وابستہ ہے۔ جب تک کہ کوئی شخص
طویل عرصے کسی کا تابع نہ رہا ہوگا۔
ریاست و سرداری کے منصب پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

اینہا را مشق این کار بحضور خود
کنانیدن ضرور افتاد زیرا کہ خلیفۂ
اول بمجرد وفات آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بر منصب ریاست
نشستند وخلیفۂ دوم بفاصلۂ
سال ودہ ماہ وبحضور خلیفۂ
اول من حیث المشورۃ والوزارۃ
شریک خلافت بودہ اند. بلکہ از
تتبع تواریخ معلوم می شود کہ
خلیفۂ اول را نیز بحضور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اتفاق تبعیت
واقع شدہ وخلیفۂ دوم را بیشتر
تعینات وا زتابعین دیگراں فرمودہ
اند. بنا برآنکہ مزاج خلیفۂ اول
سہل الانقیاد بود، ایشاں بمشق
تبعیت چنداں ضرور نبود بخلاف
خلیفۂ دوم کہ در مزاج ایشاں

پہونچنے کے بعد رعیت کے حقوق
اچھی طرح ادا نہ کر سکے گا اور نہ یہ سمجھ
سکے گا کہ رعیت کے دلوں کو کس کس
طرز عمل اور تدبیر سے اپنی طرف کھینچا
جا سکتا ہے اور کن کن باتوں سے
رعیت اپنے سردار سے متنفر ہو جایا
کرتی ہے. جب وہ اس گر کو نہ سمجھ
سکے گا تو اس کی ریاست بھی قوت
نہیں پا سکتی. جب یہ مقدمہ بطور تمہید
لکھا جا چکا تو اب میں کہتا ہوں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ
احادیث سے معلوم ہوتا ہے چاروں
خلفاء کی خلافت ترتیب کیساتھ غیب
سے معلوم ہو گئی تھی. خلیفۂ رابع حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے لئے چونکہ
چوبیس سال تک تین مختلف المزاج
خلفاء کے تابع رہنا مقدر رہا اس لئے

از قدیم استبداد وحکم رانی
مجبول بود والطبیب یعالج الشیٔ
بالضد. بنابریں امورات ایشاں
ما بحق الیقین کیفیت تبعیت وزیر
فرماں کسے بودن چشانیدن ضرور
افتاد. حاجی شرف الدین خاں
صاحب از اصحاب ثلاثہ کہ رابع
غیر منفک نیز ہمراہ دارند بحکم
ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ہو رابعہم

ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی حیات ظاہری میں کسی کا تابع
بننے کی مشق کرانی ضروری نہیں سمجھی
خلیفۂ ثالث (حضرت عثمان غنیؓ)
جن کو بارہ سال تک شیخینؓ کے تابع
رہنا مقدر رہا وہ بھی چنداں اس
مشق کے محتاج آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے نہیں ہوئے.
بخلاف شیخینؓ کے کہ ان کے لئے چونکہ
بلا فصل بعد از وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خلافت وریاست
مقدر تھی. اس لئے ان کو اس کام
کی مشق اپنے سامنے کرانی ضروری تھی
کیونکہ خلیفۂ اول (حضرت ابوبکر
صدیقؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے فوراً بعد منصب خلافت
وریاست پر فائز ہوئے اور خلیفۂ دوم

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

(حضرت فاروق قائم) دو سال تین ماہ کے فاصلے سے منصب پر قائم ہوئے۔ خلیفۂ اول کی خلافت کے زمانے میں وہ مشیر وزیر تھے اور شریک خلافت کی حیثیت رکھتے تھے۔ خلیفۂ اول کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی کی تبعیت کا موقع کم تھا۔ البتہ خلیفۂ دوم جناب رسول اکرمؐ اکثر دو مشیر دوسرول کے تابع کئے گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خلیفۂ اول کا مزاج قدرتی طور پر نرم اور انقیاد پذیر تھا۔ اس لئے انکو تابعداری کی زیادہ مشق کی ضرورت نہ تھی بخلاف خلیفۂ دوم کے کہ ان کے مزاج میں پہلے سے شدت اور حکمرانی کا مادہ تھا اور طبیب علاج بالضد کیا کرتا ہے۔ اس بناء پر خلیفۂ دوم کو کیفیت تبعیت سے واقف کرانا اور دوسروں کے زیر فرمان رہنے کا مزہ چکھانا ضروری ہو اجناب شرف الدین خانصاحب کو ہم تینوں بھائیوں کا سلام پہونچے۔

ایک استفتاء کا جواب

ایک سید صاحب نے حضرت شاہ صاحبؒ کو ایک مکتوب استفسار کی شکل میں بھیجا تھا اس کا جواب مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جواب کا کچھ حصہ آخر سے حذف کر دیا گیا ہے جس سے اصل مطلب و مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا ــــ استفتاء کرنیوالے یہ سید صاحب کون ہیں؟ بیاض سے انکا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ جواب استفسار کے آغاز میں ان کو حضرت شاہ صاحبؒ نے ان الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔ "سید صاحب عالی المراتب جامع الفضائل والمناقب الشدید فی دین اللہ کالسیف القاضب" الخ

بعد السلام والتحیۃ والمسنونۃ رقیمۂ کریمہ شریف ورود یافت حمد الٰہی بجا آوردہ شد۔ کہ دریں زمانہ ہم حمیت دینی درمیان اکابر موجود است و شدت فی امر اللہ غیر مفقود زاد اللہ امثالکم فی العالم ــــ

.... مہربان من۔ چند مقدمہ اول خاطر نشین باید ساخت۔ اول آں کہ

بعد سلام مسنون واضح ہو کہ آپ کا مکتوب گرامی صادر ہوا۔ (اس کو پڑھ کر) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا کہ اس زمانے میں بھی بڑے لوگوں میں حمیت دینی اور اللہ کے احکام کے بارے میں مضبوطی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے حضرات کی تعداد دنیا میں اور زیادہ کرے۔..

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

تکفیر کلمہ گو امریست محظور، و در صحیح
وارد است کہ من قال لاخیہ یا کافر
فقد باء بہ احدہما ـــــ حتی المقدور
اقدام بر آں نباید کرد ـ لہٰذا فقہاء
باجمعہم چنیں قرار دادہ اند کہ ہرگاہ
(کلام) را یک وجہ محتمل صحت باشد
و چند وجہ دیگر محتمل کفر، آں کلام را
بر ہماں محمل صحیح حمل باید نمود و
بتکفیر قائل نباید کشود ـ دوم آنکہ
تکفیر موافق قاعدہ متعلق بانکار
ضروریات دین است بسبب
سوء ادب یا استخفاف مجرد از انکار
یا بفعل شنیع و ارتکاب کبیرہ و استخراج
بدعت و تحلیل حرام مختلف فیہ و
تحریم حلال مختلف فیہ کفر لازم نمی آید
ـــ زیرا کہ تعریف ایمان ہمیں
مقرر است کہ ہو تصدیق جمیع ما علم

مہربان من! جواب سے پہلے چند
مقدمات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے
(۱) کسی کلمہ گو کی تکفیر ایک ممنوع
امر ہے ـ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ
جس کسی نے اپنے بھائی (کسی کلمہ گو)
سے مخاطب ہو کر او کافر کہا تو یہ کلمہ
ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف
رجوع کرے گا (یعنی اگر مخاطب
دراصل کافر نہیں ہے تو کہنے والے
کی طرف یہ کلمہ پلٹے گا ـــــ
حتی الامکان تکفیر میں پیش قدمی نہ
کرنی چاہیئے ـ اسی لئے تمام فقہاء
اس بات پر متفق ہیں کہ جب کسی کے
کلام کے اندر ایک صورت ایسی نکلتی
ہے جس سے مطلب صحیح کا احتمال ہو
اور چند صورتیں ایسی ہیں جو احتمال
کفر رکھتی ہیں تو کلام کو اسی محل صحیح پر

مجیئ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بہ ضرورۃ ـــ و شئے از ضروریات
دین ضروری موقوف بر تواتر و ثبوت
آں بالقطع است ـ پس ہر چہ از یں
قبیل باشد مثل انکار فرضیت
صلوات و زکوٰۃ و تحلیل الخمر
و تحریم المیتہ و تحقیر الشیخین وغیرہ
ذالک، البتہ کفر است ـ
سوم آنکہ در عدم تکفیر و تعدیل
یعنی حکم بعدالت کردن وسائط
بسیار است ـ ایں نباید فہمید کہ ہر
کرا حکم بتکفیر نکردیم او را پسند
نمودیم ـ یا قول او را جائز داشتیم
بلکہ اکثر اوقات شخص کافر نمیشود
و مبتدع و فاسق می گردد ـــ
اکثر ؟ ہمیں می دانند کہ ہرگاہ
از تکفیر کسے علماء سکوت کنند

رکھا جائے اور قائل کی تکفیر میں
لب کشائی نہ کی جائے ـ
(۲) قاعدے کے مطابق تکفیر
ضروریات دین کے انکار سے تعلق
رکھتی ہے ـ لہٰذا محض سوء ادب یا
انکار سے خالی استخفاف کے باعث
یا کسی فعل بد اور ارتکاب کبیرہ پر
یا استخراج بدعت اور مختلف فیہ
حرام کے حلال کرنے یا مختلف فیہ
حلال کے حرام کرنے کے سبب
کفر لازم نہیں ہوتا ـ اس لئے کہ
"ایمان" کی تعریف یہ کی گئی ہے
کہ ـــ جن احکام و ہدایات کے
متعلق بالیقین اور بالبداہت یہ
معلوم ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ان سب کے
ماننے اور ان کی تصدیق کرنے

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

تصویب عقیدۂ او لازم آید،
چنیں نیست۔ ایں قاعدہ بوجہ
احسن ملحوظ باید داشت۔ چوں
ایں ہر سہ قاعدہ ممہد شد حالا آنچہ
از روئے دلائل قویہ در حق ایں
شخص کہ اقوال ....
او مرقوم قلم صواب رقم است
ظاہر می شود، التماس می نماید
قول اول یعنی سب صحابہؓ کافر گردد
اگر مراد او از صحابہ جمیع صحابہ اند
حتی خلفاء راشدین و ازواج
مطہرات رضی اللہ عنہن پس ایں قول اوخطاء
صریح است زیرا کہ نزد حنفیہ
بسبب شیخینؓ و قذف عائشہ صدیقہؓ
کفر لازم می آید و اگر مراد او آنست
کہ سب ہر صحابی کفر نیست پس ایں
خود خطاء نیست زیرا کہ فقہاء حنفیہ

کا نام ایمان ہے (اور انہی چیزوں
کو اصطلاح میں "ضروریات دین"
کہا جاتا ہے) اور کسی امر کا ضروریات
دین سے شمار کرنا موقوف ہے
تواتر اور ثبوت قطعی پر ____
جب اس قسم کے متواتر اور قطعی
الثبوت امور دینیہ سے انکار ہو گا
کفر یقینی طور پر لازم ہو گا۔ مثلاً
فرضیت صلوٰۃ و زکوٰۃ کا انکار اور
شراب کا حلال قرار دینا اور اسی
طرح (نبیذ کا حرام کر دینا، یا شیخینؓ
کی تحقیر کرنا وغیر ذالک ___
(۳) تکفیر نہ کرنے اور تعدیل
کرنے یعنی عدالت کا حکم لگانے
(بالفاظ دگر عادل قرار دینے)
کے درمیان بہت سے ذریعے
اور کڑیاں ہیں۔ اس لئے یہ نہ سمجھنا

نیز سب ہر صحابی را کفر نمی دانند
بلکہ بدعت و فسق می انگارند مجد
کبیرہ می رسانند۔
و قول ثانی او کہ ہر چند شخص گناہ
کند رحمت زیادہ گردد، خطاء
فہمی است منشاء غلط او آن
است کہ بعضے لطیفہ گویان و
شاعران در مقام دفع ناامیدی
خود بایں لطیفہ تمسک کردہ اند
چنانچہ صاحب قصیدۂ بردہ میگوید
یا نفس لا تقنطی من زلۃ عظمت
ان الکبائر فی الغفران کاللمم
لعل رحمۃ ربی حین یقسمہا
تأتی علی حسب العصیان فی القسم

و مدعائے آنہا آن ست کہ از
بزرگی گناہ خود نباید اندیشید

چاہیئے کہ جس کسی پر ہم نے حکم تکفیر
نہیں لگایا تو اس کے قول کو ہم نے
پسند کر لیا یا اس کی بات کو جائز کہہ
دیا، بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے
کہ ایک شخص ایک قول سے کافر تو
نہیں ہوتا البتہ بدعتی و فاسق ہو
جاتا ہے ___ اکثر ظاہر بین یہ سمجھ
بیٹھتے ہیں کہ جب علماء نے کسی کی
تکفیر میں سکوت کیا تو اس سے اس
شخص کے عقیدے کی تائید و
تصویب لازم آگئی۔ ایسا نہیں ہے؟
اس بات کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا
چاہیئے۔
جب یہ تینوں باتیں بطور مقدمہ
و تمہید بیان ہو گئیں تو اب اس
شخص کے بارے میں جس کے
اقوال آپ نے تحریر فرمائے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

ونا امید نباید شد ـــ زیرا کہ رحمت الٰہی نیز بقدر عصیاں مقسوم است گناہ کبیرہ را ازالہ بر رحمت کبیرہ تواند کرد ایں شخص از غلط فہمی چنیں انگاشت کہ عصیاں سبب رحمت است و ایں نفہمیدہ کہ اگر بالفرض عصیاں سبب رحمت ہم باشد خاص یک نوع رحمت را سبب خواہد بود کہ آں رحمت غفاریست دیگر انواع رحمت، بسیار ازیں رحمت بزرگ تر و عالی تر اند ہمہ از عصی موقوف خواہند شد مثل درجات عالیات بہشت، و دخول بلا حساب و سرخ روئی در عرصات.....

الحاصل کہ از رحمت متقیاں و معصوماں و محفوظاں ہنوز نیست

جو بات ظاہر ہوتی ہے دلائل کے ساتھ لکھی جاتی ہے۔

قائل کا قول اول یہ ہے کہ "سب صحابہؓ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا" ـــ تو طلب امر یہ کہ اس کی مراد کیا ہے؟ اگر صحابہؓ سے جمیع صحابہؓ مراد ہیں حتیٰ کہ خلفاء راشدین اور ازواج مطہرات بھی ـــ اس صورت میں اسکا یہ قول خطاء صریح ہے۔ اس لئے کہ نزد حنفیہ سب شیخین اور حضرت عائشہؓ پر "تہمت" دھرنے سے کفر لازم آتا ہے اور اگر اس کی مراد یہ ہے کہ سب ہر صحابی کفر نہیں ہے تو یہ قول خطاء صریح نہیں ہے اس لئے کہ فقہاء حنفیہ بھی سب ہر صحابی کو کفر نہیں جانتے بلکہ بدعت و

لیکن ایں ہمہ غلط فہمی است نوبت بکفر نمی رساند۔ تا آں کہ صریح قائل ایں کلام بگوید کہ طاعت و تقوی اصلاً موجب رحمت نیست و عصیاں حقیقۃً سبب رحمت است": وظاہر است کہ متکلم بکلمۂ اسلام تصریح بایں ہر دو مضمون نخواہد کرد۔ و قول ثالث او کہ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہؓ چا پنچہ زد افترائے .... محض است حاکم شرع را باید کہ اول او را از سند ایں افتراء بپرسد وظاہر است کہ از بیان سندش عاجز خواہد شد و درگاہ عاجز شود او را تعزیر بزدن بسی و نہ تازیانہ بکمال شدت

فسق سمجھتے ہیں اور گناہ کبیرہ کی حد تک پہونچاتے ہیں۔ قائل کا دوسرا قول یہ ہے کہ "جو شخص جتنا گنہگار ہوگا اس پر رحمت زیادہ ہوگی"۔ یہ قول غلط فہمی کی بناء پر ہے اور اس کی بنیاد ان لطیفہ گو اور نازک خیال شعراء کا کلام ہے جنھوں نے بطور لطیفہ گوئی و نکتہ سنجی اپنی مایوسی کو دفع کرنے کے لئے اس بات کو ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ (علامہ بوصیریؒ) کے بھی اسی مضمون کے دو شعر ہیں ـــ (جنکا ترجمہ یہ ہے)

(۱) اے نفس اپنے گناہوں کے باعث جو اگرچہ بہت بڑے ہیں مایوس نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے سامنے بڑے بڑے گناہ بھی چھوٹے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

وایجاع نماید وآئینده ماز
ولو به نصوصا گیرد که ایں قسم
افترابا بر بزرگان نکرده باشد
حاصل آں که مفادِ ایں قول
نسبتِ ظلم شنیع بجانب
صدیقہؓ است و نسبتِ ظلم
بغیر معصوم موجب کفر نیست
آرے نسبت آں به بزرگاں
که عدالت و تقویٰ آنہا
بثبوت پیوسته، موجب
فسق و ضلالت است ____
واز باب قذف نیست که
باجماع کفر است۔
وقول رابع که سید اگرچه
ساب صحابه باشد تعظیم او
بر مردمان واجب است
غلط محض است زیرا که سید

(۲) جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اس
کی بارگاہ سے تقسیم ہوگی تو ممکن ہے کہ
رحمت، بقدرِ گناہ ہر ایک کے حصے میں آئے۔
مدعا یہ ہے کہ گناہ کی بڑائی سے اپنے
کو فکر مند نہ کیا جائے اور ناامید نہ ہوا
جائے اس لیے کہ رحمتِ الٰہی بعد رِ
عصیاں تقسیم ہو۔ گناہ کبیرہ کا ازالہ
رحمت کثیرہ کے ذریعے کیا جا سکتا ہے
اس شخص نے اپنی غلط فہمی سے یہ تو سمجھ
لیا کہ گناہ، سببِ رحمت ہو مگر یہ نہ
سمجھا کہ اگر بالفرض گناہ سببِ رحمت
بھی ہو تب بھی ایک نوع رحمت کا
سبب ہے اور وہ "رحمتِ غفاری"
ہے۔ یعنی گناہ کی مغفرت والی رحمت،
دوسری انواع رحمت بھی تو ہیں جو اس
رحمت سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ وہ رحمتیں
تو خاصی وگنہ گار کو حاصل نہ ہو سکیں گی۔

چوں مرتکب ایں قسم امر شنیع
گردد تعظیم او واجب نمی ماند۔ و
اصل اینست که در انکار بر
منکر وامر بالمعروف واقامۃ
حدود وگرفتن قصاص وادائے
شہادت وادائے امانت وعدل در حکومت
تخصیص ہیچ فرقه و ہیچ قبیله
نیست بسید وجولاہه دریں
امر برابر اند۔ ہرگاہ کافر شد بتد
سبب سب صحابه کافر شد
نمانده نسب لیس من اھلک
انه عمل غیر صالح۔ آرے اگر
سیدے ازلاف حق خاص
ایں کس کند عزیمت آنست
که از در گذرد و ترک انتقام نماید
بقوله علیه السلام ____ اقبلوا
عن محسنہم وتجاوزوا عن مسیئہم

مثلاً بہشت کے درجاتِ عالیات،
بلا حساب کتاب جنت میں داخلہ اور
میدانِ محشر میں سُرخروئی حاصل ہونا
وغیرہ۔
حاصل کلام یہ ہوکر وہ رحمتیں جو
اہل تقویٰ، معصومین اور محفوظین
کے واسطے مخصوص ہیں عاصی کا ان
میں کوئی حصہ نہیں اور وہ بیچارہ
ان کا حقدار نہ ہوگا مگر اس قسم کی
تمام باتیں غلط فہمی کی بنا پر کہی جاتی
ہیں ان سے کفر تک نوبت نہیں
پہونچتی۔ جب تک صراحۃً یوں نہ
کہہ دیا جائے کہ طاعت و تقویٰ بالکل
موجبِ رحمت نہیں بس عصیان و
گناہ ہی حقیقۃً سببِ رحمت ہے
ظاہر ہے کہ کوئی اسلام کا بولنے والا
کوئی آدمی اس طرح کی بات صراحت

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

انہ اتلاف حقوقِ دینی پس۔
دراں تجاوز مقبول نیست
والحاصل ایں قول اونیز
خطاء و بدعت است اما
نوبت بکفر نمی رساند زیرا کہ
ایجاب تعظیم بمعنی محبت و
ترک ایذاء در حق اہل بیت
عموماً وارد شدہ و تخصیص ایں
عام در ذہن ایں قائل نجنبیدہ
یا حقوق دینی با حقوق انسانی
باہم اشتباہ پیدا کردہ ایں حکم
از زبان او برآوردہ انکار صریح
ضروریات دین ازیں کلمہ
فہمیدہ نمی شود۔

کے ساتھ نہیں کیے گا۔

قائل کا تیسرا قول کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخانہ حرکت کی۔

یہ افترائے محض ہے حاکم شرع کو چاہیے کہ اول اس سے اس افترا کی سند طلب کرے۔ ظاہر ہے کہ وہ کوئی سند نہ پیش کر سکے گا جب وہ سند پیش کرنے سے عاجز ہو تو اس کو اتیالیس کوڑے کمالِ شدت کے ساتھ لگوائے اور آیندہ کیلئے اس سے توبہ نصوح کرائے کہ وہ اس قسم کے بہتان بزرگانِ دین پر نہ لگائے گا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس قول کا منشا حضرت صدیقہ پر

ایک ظلم شنیع کا الزام لگانا ہے اور غیر معصوم کو ظلم کیجانب منسوب کرنا موجب کفر نہیں ہے۔ البتہ ان بزرگوں کے حق میں ظلم کی نسبت کرنا جن کی عدالت اور جن کا تقویٰ ثابت ہو چکا ہے موجب فسق و ضلالت ضرور ہے۔ یہ قول باب قذف سے بھی نہیں ہے۔ زاں بعد سورۂ نور کے نزول کے بعد حضرت صدیقہ پر قذف باجماع کفر ہے۔

قائل کا چوتھا قول کہ "سید اگرچہ صحابہ کو برا بھلا کہنے والا ہو بہر حال اس کی تعظیم لوگوں پر واجب ہے" یہ غلط بات ہے کہ جب سید اس قسم کی قبیح حرکات کا مرتکب ہوگا اس کی تعظیم واجب نہیں۔ اور اصل یہ ہے کہ نہی عن المنکر، امر بالمعروف اقامت حدود، قصاص، ادائے شہادت، ادائے امانت اور حکومت میں عدل و انصاف کے معاملے میں کسی طبقہ اور کسی قبیلہ کی تخصیص

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں ہے۔ ایک سید اور ایک نورباف ان امور میں برابر و مساوی ہیں جب کہ سید سب صحابہ کے باعث کفر کا مرتکب ہو تو پھر سید کب رہا؟ وہ تو "غیر صالح عمل" کی وجہ سے "اہل" سے نکل گیا اور "لیس من اہلک" کا مصداق ہو گیا۔ ہاں اگر کوئی سید اس شخص کا کوئی خاص دنیاوی حق ضائع کر دے تو عزیمت اور بلند کرداری کی بات یہ ہے کہ اس سے درگزر کرے اور انتقام نہ لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی درگزر کے لئے فرمایا ہے لیکن اگر حقوقِ دینی تلف کئے جائیں وہاں درگزر اور چشم پوشی مقبول و جائز نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قائل کا یہ قول بھی خطا و بدعت ہے اس بات کے کہنے سے کفر تک نوبت نہیں پہنچتی اس لئے کہ اہل بیت کے حق میں تعظیم یعنی محبت کا واجب ہونا اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان کو ایذا نہ دینے کا حکم عموماً وارد ہوا ہے قائل کے ذہن میں اس عام کی تخصیص سے آئی کہ اس نے صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے والے سید کے لیے بھی تعظیم واجب قرار دیدی۔ یا حقوقِ دینی اور حقوقِ انسانی میں باہم اسکو اشتباہ ہو گیا۔ اور اس نے دونوں قسم کے حقوق میں فرق نہ کر کے یہ بات کہہ دی ـــ بہرحال ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار اس قول سے مفہوم نہیں ہوتا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کا عربی کلام

بیاضِ رشیدی میں، ۲ صفحات پر حضرت شاہ صاحبؒ کا منظوم کلام درج ہے جس نے اس حصہ نظم میں سے دو نظمیں نقل کر لی تھیں۔ ان نظموں کی فصاحت و بلاغت، سلاست و روانی، سوز و گداز اور کیف و دل آویزی ادب عربی سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والے کو بھی محسوس ہو جائے گی! الفاظ کی بندش میں ترنم انگیزی اور وجد آفرینی کی کیفیت نمایاں ہے۔ کتنا کچھ کہا ہوگا جو

toobaa-elibrary.blogspot.com

دست برد زمانہ سے ضائع ہوگئیں۔ اب جتنا بھی مل جائے غنیمت ہے۔ ترجمہ اشعار کے ساتھ لکھ جائے گا لیکن حق بات یہ ہے کہ اردو میں اس کلام کی پوری کیفیت منتقل کرنے میں کم از کم میں تو کامیاب نہ ہوسکوں گا۔ پہلی نظم عاشقانہ ہے اور مجازی رنگ میں ہے کہیں کہیں حقیقت و معرفت کا رنگ بھی جھلک رہا ہے۔ دوسری نظم کے چھ اشعار قصیدہ نعتیہ کی تشبیب اور تمہید کے طور پر ہیں۔ اس کے بعد نعتیہ اشعار ہیں۔ یہ نعتیہ قصیدہ یا تو لکھا ہی مختصر ہوگا یا اس کے اور اشعار بھی ہوں گے جو بیاض میں شامل نہیں کیے گئے۔

([illegible]) ایا نسیم الشمال ذکر لوعۃ الشوق فی حماہ
فان قلبی یذوب غما و حال جسمی کما تراہ

اے بادِ شمال تو میرا قصۂ شوق محبوب کی بارگاہ میں سنا دے میرا قلب غم سے پگھل رہا ہے اور میرے جسم کا جو حال ہے وہ تجھے نظر آ ہی رہا ہے۔

(۲) بیت تجفی بلا منام و ما و دمعی علی التسجام
تنازشوقی علی منزام ولیس لی بغیۃ سواہ

میری شب بغیر نیند کے رات گزارتی ہیں میرے آنسو چشم تر پر ہیں میری آتش شوق بھڑک رہی ہے اور میری کوئی آرزو محبوب کے علاوہ نہیں ہے۔

(۳) انہم بالدمع فی بکار و مہجتی فی خلال نار
لیکف اشکو الی عدار علی ماقد جنت یداہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آنسوؤں کی کثرت کے باوجود میری جان آگ کے درمیان ہے میں اس جو ستم کا شکوہ کسی غیر سے کیسے کروں جو اس نے میرے اوپر روا رکھا ہے۔

(۴) اتی رسولی بلا جواب ولا سلام ولا خطاب
فساء حالی لما بدالی لست ادری القرار ما ہو

میرا قاصد بغیر جواب لیے اور اس کی جانب سے سلام و پیام کا تحفہ لیے بغیر واپس آ گیا میرا حال خود مجھ پر منکشف ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ قرار کیا ہوتا ہے۔

(۵) سلوہ عنی بای ذنب ابلت تلافی و بک ستری
ولیس ذنبی سوی ہواہ و مذہبی غیران اراہ

اس سے دریافت کرو کہ اس نے میرے کس گناہ کی پاداش میں میرا قتل مباح کر دیا اور میرا راز فاش کر دیا میرا گناہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کے دیدار کے علاوہ میرا کوئی مسلک نہیں۔

(۶) اقوم شوقا اذا ابدت لی کلاب حی لہ مقام
ولو عدوی جری ابغیہ لذیذ ذکرہ لثمت فاہ

میں کوئے محبوب کے کتوں کو بھی دیکھتا ہوں تو فرطِ شوق میں کھڑا ہو جاتا ہوں میرا دشمن بھی میرے محبوب کا ذکر شیریں کرے تو میں اس کا منہ چوم لوں

(۷) فلی غرام لہ دوام بلا تمام ولا انفصام
وفی فوادی خیال وجہ تنور الکون من سناہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

میری شیفتگی دوامی ہے ختم ہونے والی نہیں ہے اور میرے دل میں ایک ایسے چہرے کا خیال ہے جس کی روشنی سے عالم کون و مکان جگمگا گیا۔

(۸) الی متی اعصر فی حبیہ و فی ہواہ فی نیات
ولا استماع ولا التفات لا عتداء ولا انتبا

میں کب تک غم میں روتا رہوں گا جیسے چلا آ رہا ہوں اور دوسری طرف سے استماع، التفات، اعتداد اور انتباہ کا معاملہ بالکل نہ ہو۔

---

(۱) الا یا عاذلی دم فی ملامی فانی لا احول عن الغرامی
اے ملامت کرنے والے تو خوب ڈٹ کر مجھے ملامت کرے میں عشق و عاشقی سے باز آنے والا نہیں ہوں۔

(۲) فجفنی ساہر ما دمت حیا وقلبی بائم الدمع ھمائم
جب تک میں زندہ ہوں میری آنکھ منتظر دوست میں جاگتی رہے گی میرا قلب حیران اور آنسو جاری رہیں گے۔

(۳) فیا ریح الصبا عطفا و رفقا الی ذاک الحمی بلغ سلامی
اے باد صبا نہایت محبت اور نرمی کے ساتھ اس کی بارگاہ میں میرا سلام پہونچا دے۔

وقل یا اہل ودی فی ہواکم مقلتی ظہرتی و ایامی دعامی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور یہ بھی کہہ دے کہ اے دوستو تمہارے عشق و فراق میں میرے سال و ماہ اور دن گذر رہے ہیں۔

(۵) ہجرت بعد کم کالعود جسمی علی نار و دمعی فی انسجام
میں تمہاری جدائی کے غم میں سوکھی لکڑی کے مانند ہو گیا ہوں میرا جسم آتش سوزاں پر ہے اور میری آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں۔

(۶) فان عدتم بوصلی والتیام فاہلا بالعناق و بالتزام
اگر تم اپنی ملاقات سے شاد کام کرتے ہو تو فبہا

(۷) وان جرتم علی فی غیاث بباب المصطفی خیر الانام
اور اگر تم بدستور سابق میرے اوپر جدائی کا ظلم و جور جاری رکھنا چاہتے ہو تو میں خیر الانام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب عالی پر فریاد کروں گا۔

(۸) والیہ توجھی ولہ استنادی وفیہ مطامعی و بہ اعتصامی
در اصل ان کی ذات عالی میری توجہ کا مرکز ہے اور وہی میرا سہارا ہیں اور انہیں سے مجھے غرض ہے اور انہیں کا دامن میرے ہاتھ میں ہے۔

(۹) ومن لی بعد ما وہنت عظامی واشتد البلاء سواک حامی
اے سرکار رسالتمآب میری ہڈیاں جب کہ کمزور ہو گئیں اور مجھ پر سخت بلاؤں کا ہجوم ہو ایسے وقت میں میرا کون حامی ہے سوائے آپ کے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۰) فان اکُ ظالماً عظمت ذنوبی   فحبک سیدی ماحی الاثام

میں نے مانا کہ میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہوں اور میرے گناہ بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر آپ کی محبت بھی تو گناہوں کو مٹانے والی ہے۔

(۱۱) فقد اعطیت مالم یعط خلق   علیک صلوٰۃ ربک بالسلام

حضور! آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ عطا کیا گیا ہے جو اولین و آخرین میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ آپ پر (لاکھوں) درود اور لاکھوں سلام۔

مکتوب شاہ صاحبؒ بنام مولانا کفایت اللہ[1] مراد آبادیؒ

مولوی صاحب عالی مراتب مجمع حسنات   مولوی صاحب عالی مراتب مجمع حسنات

[1] مولانا کفایت اللہ حسنی مراد آبادی، ایک جید نعت گو، انہی کے نسیم خلد (شروح منظوم شمائل ترمذی) اور نسیم جنت (منظوم در فضیلت درود شریف) نیز ایک دیوان قصائد اور چند رسائل شرح سول اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اردو زبان کے اندر ان کی تصنیفات ہیں۔ ۱۲۷۳ھ میں وفات ہوئی۔

(نزہۃ الخواطر جلد ہفتم بحوالہ مہر جہاں تاب۔ عام طور پر یہ مولانا کفایت علی کے نام سے مشہور (باقی اگلے صفحہ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ومناقب مہربان فقراء سلمہ اللہ تعالیٰ ــــــ و فاض علیکم برکات۔ بعد السلام والتحیۃ اللائقیہ الصافیہ از کدر مکشوف خاطر صفا ذخائر باد کہ عنایت نامہ بہجت شمامہ پس از وقوع فترات طویلہ کر اسباب آنہا را خود در رقیمۂ کریمہ

ومناقب مہربان فقراء ـ اللہ تعالیٰ تم کو سلامت رکھے اور تم پر پے در پے برکات نازل فرمائے۔ بعد سلام و تحیہ اور بعد دعائے مخلصانہ واضح ہو کہ عنایت نامہ بہجت شمامہ بڑی مدت کے بعد پہونچا۔ تاخیر تحریر کے جو اسباب تم نے اپنے خط میں تحریر

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) ہیں کافی تجسس تھا ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ میں انگریزوں نے بغاوت کے جرم میں ان کو پھانسی دی۔ تفصیلی حالات باوجود تفتیش کے معلوم نہ ہو سکے۔ یہ مکتوب احقر نے مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی حسنی مرحوم کے ذخیرۂ مخطوطات میں رکھے ہوئے ایک کاغذ سے نقل کر لیا تھا۔ اس مکتوب کو تجسس اور کتب خانوں میں بھی مجموعۂ فاوات شاہ عبد العزیزؒ میں دیکھ چکا ہوں بعض رشیدی کے مندرجات ختم کرنے کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ اس کو بھی یہاں تبرکات عزیزیہ میں شامل کر دوں ــــ ابھی تھوڑا سا یہ خلجان ہے کہ مولانا کفایت اللہ اور مولانا کفایت علی کافی مراد آبادی کہیں علٰحدہ علٰحدہ دو شخصیتیں تو نہیں ــــ؟ اگرچہ صاحب نزہۃ الخواطر نے مہر جہاں تاب کے حوالے سے جو تحریر فرمایا ہے اس سے دونوں نام ایک ہی شخصیت کے معلوم ہوتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تحریر فرمودہ اند وازیں طرف
نیز ہماں اسباب بعینہا
صورت تحقق گرفتہ ۔ وصول عزت
شمول شد ۔ بدریافت نوید
عافیت ، کسب جمعیت کردہ ۔
حق تعالیٰ مدام مشمول عافیت و
انعام خود دارد بالنبی و آلہ
الامجاد ۔
تحریر احوال مزاج فساد امتزاج
وتزاید اعراض واستحکام امراض
از انجا کہ مورث ملال خاطر
محباں و مشفقان است قلم
انداز ساختہ عنان ادہم قلم
بصوب مقصود اصلی معطوف
می نماید ۔ مہربان من ! وقت
رویت ہلال شعبان تراکم ابر
سخت و غلیظ رو دادہ بود لہٰذا

کئے ہیں ۔ اس طرف بھی بالکل ایسے
ہی اسباب تھے (جو مانع تحریر بنے
رہے) عافیت کی خوشخبری پا کر
اطمینان ہوا ، حق تعالیٰ ہمیشہ تم کو
عافیت سے رکھے اور اپنے انعامات
سے نوازے بطفیل حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم و آل و اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب میں اپنے
ناساز مزاج کے احوال اور زیادتی
و استحکام امراض کے حالات اس
بنا پر قلم انداز کرتے ہوئے کہ ان کو
پڑھ کر سوائے اس کے کہ دوستوں
کے قلب کو صدمہ ہو اور کچھ حاصل
نہیں ، اسپ قلم کی لگام کو مقصود
اصلی کی طرف موڑتا ہوں مہربان
من ! رویت ہلال شعبان کے وقت
یہاں (دہلی میں) ابر غلیظ محیط تھا ۔

بست و نہم رجب اتفاق
رویت ہلال شعبان در شام
آں روز علی العموم ممکن نشد ۔
تا ششم شعبان بحساب آنکہ
ماہ رجب سلخ داشت تاریخ
نمودند ۔ من بعد بحضور بادشاہ
ثابت شد کہ غرہ شعبان روز
پنجشنبہ بود یعنی ماہ رجب بست و
نہ روز شد بار سلخ نداشت ۔
چنانچہ رسوم شب برات روز چہار
شنبہ در تمام شہر اتفاق افتاد ۔
فقیر ہم برائے مزید تحقیق ، شخصے را
نزد اللہ بندہ نام گفش دوز کہ
بحضور بادشاہ شہادت او
گزشتہ بود فرستاد ۔ او اقرار
کرد کہ من بچشم خود ہلال شعبان را
بشام چہار شنبہ دیدہ بودم ۔

۲۹ رجب کو شام کے وقت رویت
ہلال کا ہونا علی العموم ممکن نہ ہوا ۔
۶ شعبان تک اس حساب سے کہ
ماہ رجب پورے تیس دن کا ہوا ہو
تاریخ کا شمار کیا گیا ۔ اس کے بعد
بادشاہ کے سامنے یہ بات ثابت
ہوئی کہ رجب کا مہینہ ۲۹ دن کا
تھا ۔ چنانچہ شب برات تمام شہر میں
بدھ کے دن کی گئی ۔
فقیر نے بھی مزید تحقیق کے لئے ایک
شخص کو اللہ بندہ کفش دوز کے پاس
بھیجا جس کی شہادت بحضور بادشاہ
گزری تھی ، اس نے اقرار کیا کہ میں
نے بچشم خود ہلال شعبان بدھ کا
دن گزار کر شام کو دیکھا تھا ۔
اسی زمانہ میں ایک شخص سکندر آباد
سے وارد ہوا اس نے برادر عزیز

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

دھاریں ایں حال شخصے دیگر
از دار دسکندرآباد نیز بجنور
برادر عزیز مولوی رفیع الدین
ہمیں نوع اقرار کرد نصاب
شہادت بکمال پذیرفت اما
ہلال رمضان پس شام جمعہ مکشوف
و ظاہر و نمودار گشت و کسانیکہ
غرۂ شعبان روز پنجشنبہ می گفتند
حمل بر تمامی شہر نمودند یعنی سی روزہ
کامل بر آمد۔ و کسانیکہ غرۂ
شعبان روز جمعہ قرار دادہ بودند
موافق تقاویم ماہ شعبان را
ناقص العدد اعتبار کردند ۔۔۔
غرضیکہ ہر دو فریق فرد رشتہ ماند
و خطا کسے متعین نشد ۔۔۔
چوں بیشتر کار ہمیں ماہ بود و در
ہلال ارتفاع شبہ مطلقاً شد دیگر

مولوی رفیع الدین کے سامنے یہی
اقرار کیا کہ میں نے بدھ کی شام
کو شعبان کا چاند دیکھا ہے۔ اس طرح
نصاب شہادت کامل ہو گیا۔
بہر حال ہلال رمضان شام جمعہ کو
نمودار ہوا۔ جو لوگ غرہ شعبان
بروز پنجشنبہ کہتے تھے انھوں نے
شعبان کو تیس ۳۰ دن پر محمول کیا۔
اور جو لوگ جنتریوں کی موافقت
میں غرۂ شعبان روز جمعہ کو قرار
دیتے تھے انھوں نے ماہ شعبان کو
ناقص العدد (یعنی ۲۹ دن کا) اعتبار
کیا۔ غرضیکہ ہر دو فریق کا برد رہ
ڈھکا رہا اور کسی کی خطا متعین
نہیں ہوئی۔ چونکہ زیادہ کام
اسی ماہ (رمضان) سے تھا اور
اس کے ہلال میں شبہ مطلقاً اٹھ گیا

حاجت تفتیش ہلال شعبان فضول
نمود ۔۔
اما جواب مسئلہ مرقوم پس بالفعل
فتوی بریں روایت است کہ
رویت ہر بلد بمردم دیگر بلد لازم
است ہرگاہ خبر رسد تقض نمایند
۔۔ در فتاوی عالمگیری می نویسند
ولا عبرة لاختلاف المطالع
فی ظاهر الرواية كذا فی
فتاوی قاضی خان علیه
الفتوی..... وبه كان يفتی
شمس الائمة الحلوانی
قال لو رای اهل مغرب
هلال رمضان يجب
الصوم علی اهل مشرق
كذا فی الخلاصة ۔۔۔۔
بعضے فقہا حنفیہ ہم موافق شافعیہ

تھا اس لئے ہلال شعبان کی مزید
تحقیقات کرنی فضول سمجھی گئی ۔۔
رہا جواب مسئلہ مرقومہ کا پس اسکا
مدار اس روایت پر ہے کہ رویت
ہر شہر کی دوسرے شہر والوں پر
لازم ہوتی ہے .... فتاوی
عالمگیری میں ہے " اختلاف
مطالع کا کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ
فتاوی قاضی خان میں ہے....
اور اسی پر فتوی ہے شمس الائمہ
حلوائی بھی یہی فتوی دیا کرتے
تھے۔ ان کا قول ہے کہ اگر اہل
مغرب رمضان کا چاند دیکھ لیں
تو اہل مشرق پر روزہ واجب
ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خلاصہ میں
مرقوم ہے"۔ بعض فقہاء حنفیہ نے
شافعیہ کی موافقت میں اختلاف

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

اختلافِ مطالع را اعتبار کرده
اند وگفتند کہ اگر اہلِ دہلی ہلالِ
رمضان را بہ بینند و بآں حساب
روزہ گیرند اہلِ مرادآباد و
رامپور را کہ ہلال ندیدہ باشند
بآں حساب روزہ گرفتن لازم
نیست بلکہ ایشاں را رویت
خود کافیست لیکن ایں قدر
ملاحظہ دباید داشت کہ بلد متقدم
الرویت جانب مغرب باشد
وبلد متاخر الرویت جانب
مشرق باشد ....
.... زیرا کہ ہلال
جانب مغرب است پس ایں معنی
ممکن نیست کہ مغربیاں بہ بینند
و مشرقیاں مشاہدہ نمانند دوم
آنکہ فاصلہ درمیان بلد مغربی و

مطالع کا اعتبار کیا ہے اور کہا
ہے کہ اگر مثلاً اہلِ دہلی رمضان کا
چاند دیکھ لیں اور اس حساب سے
روزہ رکھیں تو اہلِ مرادآباد اور
اہلِ رامپور کو جو مشرق میں ہیں،
جنہوں نے چاند نہیں دیکھا اس
حساب سے روزہ رکھنا لازم نہیں
بلکہ ان کو اپنی رویت کافی ہے ۔۔
یہ بات ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ وہ
شہر جس میں رویت پہلے ہوئی ہے
جانب مغرب میں ہو اور وہ شہر جس
میں رویت بعد کو ہوئی ہے جانب
مشرق میں ہو ۔ اسلئے کہ ہلال
جانب مغرب ہی میں ہوتا ہے لہٰذا یہ
نہیں ہو سکتا کہ مغرب والے نہ
دیکھیں اور مشرق والے دیکھ لیں؛
دوسرے یہ کہ فاصلہ بلادِ مغربی و

بلد مشرقی بقدر تفاوت .....
باشد تا تفاوت افق بہم رسد
وبدون ایں شرط اختلافِ
بلدان را اعتبار نیست و قریٰ
وقصبات ہر شہر بالاجماع تابع
آں شہر اند ...... صحیفۂ شریفہ
مولوی رعایت علی خاں
بنام نامی آں مہربان ورود
یابد از طرف فقیر بکمالِ اخلاص
دلی سلام و دعا باید آورد ــــ
والسلام علیکم

بلادِ مشرقی کے درمیان اس قدر
ہو .... کہ تفاوتِ افق
ثابت ہو سکے بغیر اس شرط کے
اختلافِ بلاد کا اعتبار نہیں .....
...... مولوی رعایت علی خاں کا
خط تمہارے پاس آتا ہے فقیر کی
طرف سے بھی ان کو بکمالِ اخلاص
دلی سلام و دعا لکھ دینا ـــــ
والسلام علیکم ۔

اختلافِ مطالع

رویتِ ہلال کے سلسلے میں اختلافِ مطالع کا مسئلہ ایک اہم اور قابلِ غور مسئلہ ہے ـــ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس مسئلے پر اپنے مکتوبِ گرامی کے اندر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ۔۔ اس مکتوب کا ایک جملہ پڑھا نہیں گیا۔ اور ایک دو جملے قصداً حذف کر دیئے تاکہ ناظرین کو اصل مسئلہ سمجھنے میں دقت

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ ہو — حضرت مولانا عبد الحی فرنگی محلیؒ نے اس مسئلہ پر اپنے فتاویٰ میں کئی جگہ تفصیلی بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ عبد الحی جلد اوّل ص ۲۶۶ تا ۲۶۸ و ص ۲۷۳ تا ۲۷۸

مولانا فرنگی محلیؒ کے ایک جواب کا کچھ حصہ فارسی سے اُردو میں ترجمہ کرکے یہاں پیش کردینا مناسب سمجھتا ہوں

" اختلافِ مطالع کے بارے میں فقہاء حنفیہ چند اقوال پر منقسم ہیں۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اختلافِ مطالع معتبر ہے اور ایک شہر کی رویت کا اعتبار دوسرے شہر میں نہیں ہوتا بلکہ ہر شہر کی رویت اسی شہر کے لئے معتبر ہے اور اکثر مشائخ حنفیہ کے نزدیک ظاہر روایت کی رُو سے اختلافِ مطالع کا مطلق اعتبار نہیں ہے۔ پس ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لئے اگرچہ دونوں کے درمیان فاصلہ کتنا ہی کیوں نہ ہو — معتبر ہوگی — بشرطیکہ ثبوت شرعی بہم پہونچ جائے لیکن محققین حنفیہ کے ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ دو شہر جو حسب قواعد علم ہیئت اختلاف مطالع رکھتے ہیں یعنی ایک ماہ کی (یہ دل) مسافت رکھتے ہوں ان میں ایک جگہ کی رُویت دوسری جگہ کے لئے معتبر نہ ہوگی اس سے کم فاصلے میں معتبر ہوگی۔ (مجموعۂ فتاویٰ عبد الحی جلد اوّل ص ۲۷۶)

مجموعۂ فتاویٰ مفتی محمد سہول بھاگلپوری (قلمی) میں ایک فتویٰ حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ کا اختلافِ مطالع کے سلسلے میں درج ہے اس میں اکثر

toobaa-elibrary.blogspot.com

مشائخ حنفیہ کے اُس قول کو جو ظاہر روایت کے پیش نظر ہے مدلل طریقے سے قوت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ مولانا مناظر حسن دیوبندی اور مفتی محمد سہول صاحب بھاگلپوریؒ کی اس فتویٰ پر تائید و تصویب ہے۔

مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ نے اپنے رسالے "رویتِ ہلالِ رمضان و عید" میں دورِ حاضر کے شبہات و اعتراضات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ ص ۶ سے ص ۱۵ تک اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے اور آخر میں حضرت مولانا فرنگی محلیؒ کے اس فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے (جو اوپر نقل کیا گیا ہے) — اور علامہ زیلعیؒ شارح کنز کا قول نقل کرتے ہوئے جس میں ممالکِ بعیدہ اور فاصلہ کثیرہ کا لحاظ رکھا گیا ہے حضرت مولانا سید محمد انور شاہ محدث کشمیریؒ کا یہ قول درج کیا ہے۔ " واقعہ یہ ہے کہ علامہ زیلعیؒ کا قول ہی تسلیم کرنا ضروری ہے اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔"

مکتوب گرامی بنام سید امیر حیدر حسینی بلگرامیؒ

(دربارۂ اہمیت و اختصاص حجۃ اللہ البالغہ)

كتاب الحجة الله البالغة التي هي	حجۃ اللہ البالغہ بقیۃ المحدثین شاہ
عمدة تصانيف بقية المحدثين	ولی اللہ دہلوی کی علم اسرار حدیث میں
الشاه ولي الله الدهلوي في علم	بہترین تصنیف ہے۔ اس علم کا ذخیرہ ہے

اسرار الحدیث ولم یتکلم فی هذا العلم احد قبله علی هذا الوجه من تاصیل الاصول و تفریع الفروع و تمہید المقدمات والمبادی واستنتاج المقاصد منها الی الجلیل و والنادی وانما یستشم نفحات قلیلة من هذا العلم فی کتاب الاحیاء للغزالی وکتاب القواعد الکبری للشیخ عز الدین عبد السلام المقدسی وربما یوجد بعض فوائد هذا العلم فی مواضع من الفتوحات المکیة للشیخ الاکبر والکبریت الاحمر للشیخ ابن عربی وکذا فی مولفات تلمیذه الشیخ الکبیر صدر الدین القونوی

پہلے کسی نے اس انداز سے کلام نہیں کیا۔ اس کتاب میں تاصیل اصول، تفریع فروع، تمہید مقدمات ومبادی اور پھر مقاصد کا استنتاج واستخراج سب کچھ پایا جاتا ہے۔ اس علم کی کچھ خوشبو امام غزالیؒ کی احیاء العلوم میں اور شیخ عزالدین بن عبد السلام مقدسی کی کتاب قواعد کبریٰ میں پائی جاتی ہے جیسے علم اسرار حدیث کے کچھ فوائد شیخ اکبرؒ کی فتوحات مکیہ اور کبریت احمر میں نیز شیخ اکبرؒ کے شاگرد شیخ کبیر ــــ صدر الدین قونوی قدس اللہ سرہما کی تالیفات میں چند مواضع میں پائے جاتے ہیں جن کو شیخ عبد الوہاب شعرانیؒ نے کتاب المیزان میں جمع کر دیا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

قدس اللہ سرهما وقد جمعها الشیخ عبد الوهاب الشعرانیؒ فی کتاب المیزان۔

ؒ یہ مکتوب گرامی کتاب حجۃ اللہ البالغہ قلمی (کتب خانہ دار العلوم دیوبند) نمبرہ، ۴۵ کے اول ورق پر درج ہے وہیں سے نقل کیا گیا ہے۔ مکتوب کے آخر میں یہ عبارت ہے جو مکتوب الیہ کے قلم کی لکھی ہوئی ہے۔ نمّا، کتبہ مولانا شاہ عبد العزیز ابن الشاہ ولی اللہ للعبد الحقیر امیر حیدر حسینی بلگرامی فی صحیفۃ محررۃ فی الحادی والعشرین من ذی القعدہ ۱۲۱۳ھ ـــــ یعنی یہ مکتوب حضرت شاہ عبد العزیز محمد عبد الحقیر امیر حیدر حسینی بلگرامی کے نام ہے جو ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۱۳ھ کو تحریر فرمایا گیا ہے نزہۃ الخواطر جلد ہفتم میں مکتوب الیہ کا تذکرہ درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے المفتی امیر حیدر بن نور الحسین بن غلام علی الحسینی الواسطی البلگرامیؒ ـــ مشہور علماء میں سے ہیں ۱۱۶۵ھ میں پیدا ہوئے بعض کتب درسیہ اپنے وطن میں سید محمد بن عبد الجلیل بلگرامی سے پھر اپنے دادا علامہ غلام علی آزاد بلگرامیؒ کے پاس اورنگ آباد پہونچ کر اور ان کے زیر تربیت رہ کر تمام کتب درسیہ شیخ نور الہدیٰ بن نور الدین حسینی اورنگ آبادی سے پڑھیں فن طب کی تحصیل حکیم عبد السلام برہانپوری سے کی بعدہ کلکتہ چلے گئے وہاں منصب افتاء پر سولہ برس تک فائز رہے پھر اپنے وطن بلگرام کا اشتیاق ہوا تو اثنائے سفر میں مرشد آباد پہونچ کر انتقال فرمایا سن انتقال ۱۲۱۷ھ ہے آپ کی چند تصنیفات بھی ہیں۔

کتاب سے متعلق چند ضروری باتیں

(١) کتاب کے ابتدائی صفحات میں سرّ الشہادتین کے متعلق غلطی سے تصنیف شاہ صاحبؒ ہونے میں شبہ ظاہر کیا گیا ہے، بعد میں یہ تحقیق ہوئی کہ یہ کتاب حضرت شاہ صاحبؒ ہی کی ہے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے شاگرد رشید، مولانا سلامت اللہ کشفی بدایونی ثم کانپوری نے اپنے اُستاد کی تصنیف کی حیثیت سے اس کی شرح تحریر الشہادتین لکھی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔

(٢) تصانیف شاہ صاحبؒ کے ضمن میں اسولۂ واجوبہ مرتبہ حاجی رفیع الدین مراد آبادیؒ کا ذکر آیا ہے ــــ اس حیثیت سے کہ یہ شاہ صاحبؒ کے جوابات ہیں اس کو ان کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب کئی کتب خانوں میں موجود ہے۔ اور اس میں دیگر فتاویٰ، مکتوبات وغیرہ بھی شامل کر لئے گئے ہیں ــــ اب چاہے اس کو اسولۂ واجوبہ کہہ لیجئے یا افاداتِ عزیزیہ ــــ بلکہ میرا خیال ہے کہ فتاویٰ عبد العزیز کو اسی قسم کے مجموعوں سے مرتب کیا گیا ہے ــــ ایک صاحب نے معارف میں ایک مضمون کے ضمن میں یہ انکشاف کیا ہے کہ میں نے اس کتاب کا نام اسولۂ واجوبہ بتانے میں غلطی کی ہے اس کا اصل نام افاداتِ عزیزیہ ہے ــــ اس کے جواب میں اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ انوار العارفین مؤلفہ صوفی محمد حسین مراد آبادی میں ذکر حاجی رفیع الدینؒ کرتے ہوئے اس کتاب کا نام اسولۂ واجوبہ ہی لکھا ہے۔ بعد میں خود حاجی صاحب نے یا ان کے بعد والوں نے اس میں اضافے کئے، تو

اس کا نام افاداتِ عزیزیہ پڑ گیا ہوگا ــــ غرضکہ افاداتِ عزیزیہ نام کی نہ حاجی رفیع الدین مراد آبادی کی کوئی کتاب ہے اور نہ حضرت شاہ صاحبؒ کی کوئی مستقل تصنیف ہے۔

(٣) بیاض رشیدی میں ایک مکتوب حضرت شاہ اہل اللہؒ کا وہ ہے جس کو آثار الصنادید میں غلطی سے حضرت شاہ عبد العزیزؒ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

سر سید احمد خاں مرحوم نے اس مکتوب کے درج کرنے سے پہلے لکھا ہے۔

"اگرچہ وہ شرحیں جس کو آپ نے (شاہ عبد العزیزؒ نے) دل لگا کر لکھا ہو دام کو دستیاب نہیں ہوئی مگر دو چار رقعے جو آپ نے قلم برداشتہ نہایت سرسری طور پر لکھ دیئے تھے ہاتھ لگے ان میں سے ایک رقعہ تیمناً لکھ دیتا ہوں۔ الخ

(آثار الصنادید ص ٥٢١ و ٥٢ جدید ایڈیشن باہتمام سنٹرل بکڈپو اردو بازار دہلی)

اس کے بعد حضرت شاہ عبد العزیزؒ کا سمجھ کر وہ مکتوب یا رقعہ درج ہے جو بیاض رشیدی کی رو سے حضرت شاہ اہل اللہؒ کا ہے۔

(٤) بیاض رشیدی کے مندرجات میں کئی تحریریں وہ ہیں جو فتاویٰ عبد العزیز (مطبوعہ) میں بھی ہیں۔ مطبوعہ فتاویٰ میں سائلین کے نام درج نہیں ہیں مرتب نے شاید قصداً ایسا کیا ہے بہتر یہی تھا کہ سوال کے ساتھ ساتھ مستفتی کا نام بھی درج کیا جاتا۔

حضرت شاہ صاحبؒ سے سوال کرنے والے بعض بہت ہی اہم شخصیت رکھتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں۔ میں یہاں چند ناموں کی نشان دہی کرتا ہوں۔

(الف) فتاویٰ جلد دوم ص ۳۰، ۳۹ پر ایک تحقیق یا ایُّھَا الْمُزَمِّلُوْنَ مُحِیْطًا کی قرأت سے متعلق درج ہے جو ایک اہم اور معرکۃ الآرا تحقیق ہے مگر مطبوعہ فتاویٰ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ سوال کس نے کیا تھا۔ بیاض رشیدی سے معلوم ہوا کہ قاضی محمد اعلےٰ تھانوی مؤلف کشاف اصطلاحات الفنون نے یہ سوال کیا تھا۔

(ب) فتاویٰ جلد دوم ص ۱۲۲ پر وضع میزان در محشر سے متعلق ایک تحقیق ہے۔ بیاض رشیدی سے معلوم ہوا کہ حاجی رفیع الدین مراد آبادی کے سوال کے جواب میں یہ تحقیق ہے۔

(ج) فتاویٰ جلد دوم ص ۲۳ پر حکم اراضی مدد معاش تحریر ہے۔ بیاض رشیدی کی رُو سے اس سوال کو قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھ کر بھیجا تھا اس کے جواب میں ارقام فرمایا گیا ہے۔

(د) فتاویٰ جلد دوم ص ۷۹، ۱۰۷ پر مدت خلافت سے متعلق ایک تحقیق ہے بیاض رشیدی سے معلوم ہوا کہ یہ تحقیق بھی قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے جواب میں تحریر فرمائی گئی ہے۔

Al Nadwa Library
الندوۃ
Chattar Islamabad 46001
0333-63 63 536-7
Al Nadwa Educational Trust

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

کیا آپ کو کسی دینی کتاب کی ضرورت ہے؟

—— ہمارے یہاں اپنی مطبوعات کے علاوہ ہندوستان کے اکثر بڑے اداروں کی دینی وعلمی کتابیں بھی ہمہ وقت موجود رہتی ہیں۔ کسی بھی کتاب کی ضرورت ہو تو ہمیں لکھیں۔

ہماری مطبوعات اور بیرونی اداروں کی مطبوعات سے واقفیت کے لیے ۲/- کے ٹکٹ بھیجکر ہماری فہرست کتب طلب فرمائیں ——

تاجر حضرات کے لیے معقول شرح کمیشن ہے

ہمارا پتہ

الفرقان بکڈپو ۱۱۴/۳۱ نظیر آباد لکھنؤ ۱۸

Only Cover printed at : CLASSIC PRINTERS
Near Kaiserbagh Kotwali, Khayaliganj, Lko.

54

toobaa-elibrary.blogspot.com

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com